فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا　　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهٖ

کلامِ لطافت

دیوانِ حافظ ہندی رح

تصنیف

حضرت سندالواصلین مظہر رحمۃ للعالمین جامعِ شریعت و طریقت صاحبِ معرفت و حقیقت
محبوبُ الاعظم محبُ الحق خواجہ محمود ابوالرحمت مولانا حافظ شیخ محمد لطافت علی شاہ
قادری چشتی صابری نظامی قدوسی شہبازی نقشبندی سہروردی نوراللہ مرقدہٗ

باہتمام

فقیرزادہ حافظ محمد تسلیم حافظی نبیرہ و سجادہ نشین و متولی درگاہ حضرت محبوب الاعظم شیخپوری رح

ملنے کا پتہ

آستانہ حافظی منعم منزل محلہ دیوان، دیوبند ضلع سہارنپور (یو-پی)

۱۴۰۹ھ　مطابق　۱۹۸۸ء　　کتبہ ڈ ڈیزائن: گوشہ کمانات ۲۶۵ مٹیا محل، دہلی

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

کلامِ لطافت

دیوانِ حافظ ہندی رح

تصنیف

حضرت سند الواصلین مظہر رحمۃ للعالمین جامعِ شریعت و طریقت صاحبِ معرفت و حقیقت
محبوب الاعظم محبُّ الحق خواجہ محمودؒ ابو الرحمت مولانا حافظ شیخ محمد لطافت علی شاہ
قادری چشتی صابری نظامی قدوسی شہبازی نقشبندی سہروردی نور اللہ مرقدہٗ

باہتمام

فقیرزادہ حافظ محمد تسلیم حافظی نبیرہ و سجادہ نشین و متولی درگاہ حضرت محبوب الاعظم شیخپوری رح

ملنے کا پتہ

آستانۂ حافظی مُنعم منزل محلہ دیوان، دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

۱۴۰۹ھ　مطابق　۱۹۸۸ء

کتبہ و ڈیزائن: گوشۂ کتابت ۶۵ ۴ مٹیا محل، دہلی

بار ـــــــــــــ دوئم

تعداد ـــــــــــــ ایک ہزار

سنہ اشاعت ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۸ء

ناشِر ـــــــــــــ محمد تسلیم حافظی الصابری

خوشنویس ـــــــــــــ منظور الدین دہلی

قیمت ـــــــــــــ ۲۵ روپے

ملنے کے پتے

(۱) آستانۂ حافظی منعم منزل، محلہ دیوان، دیوبند، سہارنپور۔

(۲) محمد تسلیم معرفت شفیق الدین
آزاد پینٹ ہاؤس مٹیا محل جامع مسجد، دہلی ۔ ۶

مطبوعہ
لکشمی پریس نیتاجی سبھاش مارگ
دہلی ـ ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعاتِ تاریخی

"دیوانِ حافظ ہندی" (کلامِ حافظ محمد لطافت علی) کے طبعِ ثانی کی تقریب باسعادت کے موقع پر طابع وناشر سجادہ نشین خانقاہِ حافظی جناب قاری محمد تسلیم صاحب کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت۔

(۱)

باشریعت باطریقت نیک خو و خوش جمال
نعت خوانِ مصطفیٰ ہیں، حامدِ باری بھی ہیں
ہیں وہ سجادہ نشینِ "خانقاہِ حافظی"
"صالحِ شیریں سخن" ہیں حافظ و قاری بھی ہیں
۱۴۰۹ھ

(۲)

حافظِ ہندی ہیں انوارِ الٰہی کے امیں
اُن کا دیوان ہے دریائے لطافت علمی
ہاتفِ غیب نے برجستہ کہا ہے مجھ سے
ناظرِ انوار ہے تاریخِ طباعت علمی
۱۴۰۹ھ

(۳)

چوں در تاریخِ طبعش فکر کردم
ندا از غیب در گوشم بیامد
بقطعِ دام گوئی بالطافت
کلامِ حافظِ ہندی سرآمد
۱۴۰۹ھ

از:- شاہ غلام احمد علمی —— ۱۳۸۲- کلاں محل، دریا گنج، دہلی-۲

تاریخِ طبع دیوان حافظ (ہندی)

تسلیم شاہ کی ہے کوشش کا یہ نتیجہ
اب عام ہو رہی ہے صہبائے جامِ حافظ
تاریخ میں ہے شامل ان کا ہر اک "دعاگو"
آئینۂ لطافت اُردو کلامِ حافظ
۱۰۱ + ۱۸۸۷ = ۱۹۸۸ء

مغیث الدین فریدی

الٰہی تا بود خورشید و ماہی   چراغِ چشتیاں را روشنائی

تقریظ

حضرت سید محمد حلیم چشتی گدی نشین درگاہ اجمیر شریف

یہ جان کر نہایت مسرت اور خوشی ہوئی کہ محبِ محترم حافظ قاری محمد تسلیم صاحب صابری حافظی سجادہ نشین درگاہ حضرت حافظ صاحب شیخپوری اپنے دادا حضرت مولانا حافظ شیخ لطافت علی شاہ چشتی صابریؒ کے اردو کلام کو نہایت محنت اور شوق سے شائع فرما رہے ہیں۔ موصوف کی یہ کوشش لائق صد تحسین ہے۔

میں نے اِس پاکیزہ کلام کے قلمی نسخہ کو دیکھا۔ کلام کے جو اشعار ہیں ان میں سوز و مستی اور جذب و کیفیت کی جو حلاوت ہے اُس سے ہر صاحبِ نظر کو متاثر کرنے کی طاقت موجود ہے۔ فارسی اور اُردو کے اکثر و بیشتر اشعار غیر معمولی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ اعراس اور دیگر روحانی محفلوں میں صاحبِ دل اس حال و قال کی کیفیت سے اور روحانی لذت سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

محترم قاری صاحب اس اردو کلام کو منظرِ عام پر لا رہے ہیں۔ دراصل یہ اُردو کی بھی خدمت ہے اور مبتدیوں کی تعلیم بھی۔ بزرگوں کے ملفوظات کو آسان اور مروّجہ زبان میں لانا تصوّف کی بہت بڑی خدمت ہے۔ یہ کام قابل اجر بھی ہے اور تصوف کی تبلیغ بھی اور آپ جس آستانہ کے سجادہ نشین ہیں ان کے روحانی فیوض و برکات کو عوام تک پہنچانے کا ایک وسیلہ بھی اور یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ موصوف آستانہ حافظی کو حضرت مخدوم پاکؒ کی درگاہ کے طرز پر غلام گردش کی تعمیر فرما رہے ہیں۔ اس کارِ نیک پر میں مبارکباد دیتا ہوں۔ میں بارگاہِ غریب نوازؒ میں دعاگو ہوں کہ پروردگار قاری صاحب کے حوصلوں کو قوی تر کرے اور تعمیر و طباعت دونوں کام بخیر و خوبی انجام پائیں۔

سید محمد حلیم چشتی
اجمیر شریف
مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۸ء

رائے گرامی شیخِ طریقت و رازدارِ حقیقت مرشدِ کامل قبلۂ عالم حضرت مولانا زید ابوالحسن صاحب فاروقی صاحبزادہ، و جانشین و سجادہ نشین حضرت شاہ ابوالخیر فاروقی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الحمدُ للہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہٖ سیّدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ

عاجز کے پاس برادرِ طریقت حافظ محمد تسلیم صاحب آئے اور ان سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت حافظ محمد لطافت علی شاہ شیخ پوری چشتی صابری قدس اللہ سرّہٗ و نوّر قبرہٗ کا اُردو منظوم کلام طبع کرا رہے ہیں اور اس سلسلہ میں انھوں نے ایک مختصر رسالہ لکھا ہے، اس کا نام "آئینۂ لطافت" ہے، اس میں حضرت حافظ صاحبؒ کے متعلق ضروری معلومات کا بیان کر دیا ہے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

حضرت حافظ صاحبؒ کا اُردو فارسی کلام چند سال قبل نظر سے گزرا تھا، آپ سرشارِ بادۂ وحدت ہیں، توحید وجودی کا رنگ آپ کے کلام پر غالب ہے، آپکے کلام کو دیکھ کر یہ شعر یاد آیا

حریفاں بادہا خوردند و رفتند   تہی خمخانہا کردند و رفتند

آپ کا دیوان اُردو اسی رنگ کا ہے، ایسے حضرات کے کلام کو پڑھ کر اُن کے احوال کو پیش نظر رکھنا چاہیئے، تاکہ حسنِ ظن میں فتور نہ آئے۔

مردانِ خدا خدا نہ باشند   لیکن زخدا جدا نہ باشند

وفقنا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ لمرضاتہ   زید ابوالحسن فاروقی۔ ۸ مارچ ۱۹۸۸ء

رائے گرامی حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی سجادہ نشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ نے فرمایا ہے کہ ایک ہی بات نظم و نثر میں الگ الگ بیان کی جائے تو نثر کے مقابلے میں نظم کا اثر زیادہ ہوگا۔ شاید اسی وجہ سے اکثر صوفیا نے نظم کے ذریعے اپنا پیغام پہنچایا۔ اسکے علاوہ شعر چونکہ ذوق

وشوق کی چیز ہے اور اہلِ درد اس سے خاص مناسبت رکھتے ہیں ۔ اس لئے صوفی بزرگوں نے جو مجسّم درد وذوق تھے ۔ بطور خاص شعر وسخن سے دلچسپی رکھی ۔

پچھلی صدی کے ایک نامور بزرگ حضرت حافظ محمد لطافت علی شاہ صابری شیخ پوری بھی اعلیٰ پائے کے صوفی شاعر تھے اور حضرت کی نسبت خاص سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سے تھی ۔ حضرت نے ایک ضخیم فارسی اردو دیوان اپنی یادگار چھوڑا ہے ۔ جس میں سے اردو حصہ انشاء اللہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوا چاہتا ہے ۔ اس کام کا بیڑا محترم قاری محمد تسلیم صاحب حافظی نے اٹھایا ہے ۔ اور ان کو مبارکباد دینی چاہیئے کہ وہ اپنے بزرگوں کے نام اور کام کو زندہ کر رہے ہیں ۔

فارسی زبان سے واقفیت دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے ۔ شاید اسی لئے قاری صاحب حضرت کے صرف اُردو کلام کو شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ لیکن فارسی کے قدر دان کم ہونے کے باوجود ناپید نہیں ہوئے ہیں ۔ اس لئے فارسی کلام کا بھی کم از کم انتخاب چھپ جاتا تو بہت اچھا ہوتا کیونکہ میری ناچیز رائے میں حضرت حافظ شیخ پوری کا فارسی کلام اُردو کلام سے بہت بہتر ہے کم تر حضرت کا اُردو کلام بھی نہیں ہے ۔ خاص کر بزرگانِ دین کی منقبتیں تو خاص کیفیات کی حامل ہیں ۔ اور بہت سے شعری محاسن اُن میں ہیں ۔ لیکن فارسی کلام سے غالباً حضرت کو خاص ذوق تھا ۔ اور یہ زبان شعر گوئی کے لئے موزوں بھی بہت ہے ۔ اس لئے فارسی کلام کی اعلیٰ خوبیاں اُردو کلام سے بڑھی ہوئی ہیں ۔

میں چاہتا تھا کہ حضرت کے کلام پر تفصیل سے کچھ لکھوں ۔ لیکن قاری صاحب یہ دیوان بہت جلد چھپوا دینا چاہتے ہیں ۔ اور میرے پاس فوری طور پر اتنا وقت نہیں ہے کہ حضرت کے کلام کا اچھی طرح مطالعہ کرکے کچھ عرض کر سکوں ۔ اس لئے اس وقت یہ چند سطور بطور مبارکباد لکھ رہا ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دیوان کو مقبول فرمائے اور قاری صاحب اسی طرح اپنی خدمات کو جاری رکھیں ۔ آمین

دُعاگو

حسن ثانی نظامی

حجرہ قدیم درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نئی دہلی

۲۶ مارچ ۱۹۸۸ء

رائے گرامی حضرت حکیم شاہ قریش احمد صاحب سجادہ نشین حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ العزیز

الحمد للہ علیٰ احسانہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا المرسلین علیٰ آلہٖ ورضوہ

یادگارِ سلف حضرت مرشدنا محبوب الاعظم قبلۂ عالم حضرت حافظ صاحب نے اپنے آباؤ اجداد اور پیرانِ سلسلہ عالیہ کی طرح اصلاح اپنے خدّام کی فرمائی نثر بصورت مکتوبات شریف و نظم کلام آپ کا فارسی و ہندی موجود ہے ۔ دیوانِ ہندی حافظ صاحبؒ میں جو لطافت ہے اس پر یہ طالب علم کیا عرض کر سکتا ہے بقول خود مصنفؒ (مراد حافظ صاحب رح)

حافظ تری ہستی ہے حجابِ رُخِ دلبر
جس طور کہ ہو اس کو مگر خوب مٹانا

دوسرے حضرت مرشدی مولائی قبلۂ عالم یادگارِ سلف دامت اللہ برکاتہٗ (حضرت مرشدی زید میاں صاحب) نے جو رقم فرمایا ہے وہی کافی ہے چہ نسبت خاک را والی مثال ہے اِس راقم غلام ربّانی کی ۔

اب حسبِ ارشاد برادرِ محترم یادگارِ سلف حافظ محمد تسلیم میاں سجّادہ نشین حضرت حافظ صاحبؒ ۔ اپنی نسبت جو حضرت قبلہ حافظ رحؒ بواسطہ حضرت مرشدی و مولائی قبلہ حکیم محمد منعم صاحبؒ ہے چند سطر صرف اس لئے رقم کر رہا ہوں کہ آپ کے خادموں میں شمار رہے ۔ حضرت حافظ صاحبؒ کا کلام مبارک جو ہم کہتے ہیں نوشتہ علیہ عشقیہ ہے حضرت حافظ صاحبؒ نے جو کچھ لکھا وہ اردو میں تفسیر کلام اللہ شریف وحدیث پاک ہے کو نظم کا جامہ دیا ہے ۔ خصوصیت سے سرکار کلیریؒ رحمۃ اللہ جو اویسی نام ہے یہ ہی اویسی ہر قاری جو کلام شریف کی تلاوت کرے گا قوی نسبت ہے ایک جامع سیر ہے ۔

در آنکہ مراد رسم خود چراغ خاندان حافظ صاحبؒ اور یہ روشنی بوجہ ارضی یا بوجہ زمانہ کا کوئی اثر نہ ہوگا خود راقم خادم کو بھی یہ شرف ملا ہے

فقط والسلام راقم غلام ربّانی

العبد قریش احمد

۱۳ مارچ ۱۹۸۸ء

اظہارِ مسرّت

از جناب شاہ اقبال احمد صاحب صابری ردولوی

دُبلا نازک جسم، درمیانہ قد، لمبا کرتہ، کم گھیر کی شلوار، آنکھوں پر نازک و نفیس فریم کی عینک، سر پر اونچی باڑھ کی دیوبندی ٹوپی، چھوٹے چھوٹے پیروں میں نفیس ناگرہ جوتے، ہمیشہ گردن جھکا کر چلنا، نظریں حیا آلود، ہلکی مسکراہٹ وہ بھی شاذ و نادر۔

یہ ہیں حضرت حاجی حافظ قاری محمد تسلیم صابری حافظی سجادہ نشین آستانہ حافظی شیخپورہ قدیم سہارنپور قاری صاحب کا وطن مالوف دیوبند ہے مگر زیادہ قیام دہلی میں رہتا ہے۔ اہلِ خاندان کی طرح آپ بھی درس و تدریس میں مصروف ہیں۔ سارا خاندان دارالعلوم دیوبند سے وابستہ رہا ہے۔ علماء دیوبند میں آپ کے خاندان کو فوقیت حاصل رہی ہے مگر ساتھ ساتھ صوفیت بھی شامل رہی ہے چنانچہ آپ کے والد صاحب قبلہ (مرحوم) نے صرف آپ ہی میں تپش و سوز دستی کے عنصر کو پہچانتے ہوئے اپنی مسند پر بٹھایا اور قاری صاحب نے کماحقّہ اس فرض کو پورا کیا۔

شیخپورہ آستانہ شریف میں آپ نے اپنی نفاست پسندی کا پورا پورا مظاہرہ کیا ہے۔ محفل خانہ، مہمان خانہ، آستانۂ عالیہ اور ملحقہ باغ کی آرائش اور صفائی دیکھتے ہی بنتی ہے۔

آپ نے بزرگوں کی تصانیف کی دوبارہ اشاعت اور ان کی تبلیغ پر خاص توجہ کی ہے۔ آستانۂ عالیہ کو حضرت مخدوم علی احمد صابرؒ کے آستانہ کی طرز پر غلام گردش کی تعمیر ایک بڑا کارنامہ ہے اور دیوانِ حافظ اردو کی اشاعت ایک شاندار کام۔

آپ کا ایک بڑا حلقہ مریدوں اور ارادتمندوں کا ہے۔ خاص بات یہ کہ آپ کے مُرید زیادہ تر نوجوان ہیں۔ ان کی اصلاح اور خبرگیری پر پورا دھیان رہتا ہے۔ معمولی سے معمولی بات پر آپ کی پوری اور گہری نظر رہتی ہے۔ ہر روز اپنے مریدوں کی خبر سے باخبر رہتے ہیں۔ ملنے والوں پر ہمیشہ آپ التفات کرتے ہیں اور کسر نفسی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ محفلوں میں ہمیشہ حسبِ مراتب خیال رکھتے ہیں۔ خودنمائی اور کروفر سے پرہیز کرتے ہیں۔

اس دَور میں آپ کی رہنمائی اور تعلیم و تربیت خاص کر صوفی اِزم کے لئے ایک نعمت ہے۔ پروردگار قاری صاحب کا سایہ ہم سب پر ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے۔ آمین!

فقیر زادہ

اقبال احمد صابری ردولوی

۵ر اکتوبر ۱۹۸۸ء

آئینۂ لطافت

مختصر تذکرہ حضرت حافظ صاحب قدس سرہٗ مصنّف دیوان ہٰذا

صاحبِ کشف و کرامت بحرِ عظمت و ولایت شیخ طریقت و معرفت تاجدارِ سلسلہ ہائے رشد و ہدایت کاشفِ اسرارِ روحانی زبدۃ الاولیاء سید العارفین افضل الکاملین سند الواصلین مظہر رحمۃ للعالمین شیخ الثقلین محبوب الاعظم محب الحق خواجہ محمد محمود ابوالرحمت حضرت مولانا حافظ شیخ محمد لطافت علی شاہ دیوبندی ثم شیخپوری قادری صابری نوراللہ مرقدہٗ تیرھویں صدی ہجری کے مشہور صاحب سلسلہ بزرگ ہیں جن کی کرامات بے شمار، تصانیف کثیرالتعداد اور رشد و ہدایات اور فیوض و برکات کا حلقہ نہایت وسیع تھا آپ سلطنت معرفت و حقیقت کے تاجدار اور میدانِ عشق خدا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہسوار قرار دیئے گئے ہیں۔ علم و معرفت کی بڑی بڑی گتھیاں آپ کے ناخنِ گرہ کشا کی مرہونِ منت ہیں۔

حضرت کے حالات احاطۂ تحریر میں لانا درحقیقت اس شخص کو شایاں ہیں جو خود صاحبِ کمال ہو اور اکابر کے حال و قال سے پوری مناسبت رکھتا ہو نہ کہ مجھ جیسے بے بضاعت شخص کو، میری غرض ان چند سطور کے تحریر کرنے سے صرف اس قدر ہے کہ میں ان لوگوں کی خدمت میں جو حضرتؒ کے مراتب عالیہ سے ناآشنا ہے اور ان کے مطالعہ سے یہ دیوان گذرے اجمالی طور پر اسقدر ذہن نشین کرادوں کہ اس کلام کو معمولی شاعرانہ تخیلات نہ خیال فرمادیں یہ ایک ایسے مقدس شیخ کا کلام ہے جن کے متعلق اکثر اصحابِ بصیرت اس پر متفق ہیں کہ قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے بعد یہی ایک اس پایہ کی پرانوار ہستی پیدا ہوئی۔

سلسلۂ نسب

آپ شیوخِ دیوبند کے عالی سلسلہ کے دُرِّ بے بہا ہیں عثمانی خاندان کی اُس شاخ سے آپ کا تعلق ہے جسکا منتہا حضرت مخدوم شیخ جلال الدین کبیرالاولیاء پانی پتی (متوفی ۷۶۵ھ) کے ابنِ عم شیخ ابوالوفا عثمانی ہیں جن کو سلطان غیاث الدین غوری کی طرف سے قضاتِ عظمیٰ کا منصب سپرد تھا۔ اور ان کی اولادِ امجاد مختلف علاقوں میں

بلند رتبہ اسلامی مناصب پر فائز رہی چنانچہ سلطنت مغلیہ کی طرف سے خواجہ عثمان کو پانی پت کا علاقہ حوالہ ہوا اور خواجہ علی احمد کو ملتان بھیجا گیا اور گورکھپور کا علاقہ خواجہ نصیر الدین کے سپرد ہوا اور خواجہ فضل اللہ کو دیوبند ہی میں اپنے والدِ ماجد کی رفاقت و نیابت تفویض ہوئی پھر آگے چل کر دیوان لطف اللہ شاہجہانی عہد میں دیوان ملکی کے عہدے پر فائز ہوئے اور شیخ امیر اللہ بہادر شاہ ظفر کے یہاں منصب دار جاگیر دار قاضی اور معتمد الدولہ کے معزز خطابات سے ملقب ہوئے اور بعض شجروں کی رو سے دادہالی سلسلہ نسب سولہ[16] واسطوں سے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک جا ملتا ہے۔

ولادت

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
حیات آوارۂ دیر و حرم رہتی ہے صدیوں تک
تو بزمِ عشق میں ہوتا ہے اک صاحب نظر پیدا

سنہ ۱۲۲۹ھ تیرھویں صدی کا مبارک سال تھا کہ عزت و شوکت کے اس شبستانِ حرم میں عظمت و نجابت کا نورانی چراغ روشن ہوا اور سعادت و شرافت کے ایک چمن میں روحانیت کا ایک خوشنما اور معطر پھول کھل گیا جس نے لطافت کا نام پایا اور جس کی لطافت سے روحانیوں کے دل و دماغ معطر ہو گئے۔

یہ پھول کیا کھلا کہ نگاہوں میں آگیا — چرچے گلی گلی ہوئے فصلِ بہار کے
زبان پہ بارے خدایا یہ کس کا نام آیا — کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے
لب پہ جس وقت بھی نام آیا ترا — دل دھڑکنے لگا آنکھ تر ہو گئی

اس سلسلۃ الذہب میں دیوان بخشش علی کے یہاں سنہ ۱۲۲۹ھ میں حضرت مولانا حافظ شیخ محمد لطافت علی صاحب، قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ہوئی دیوان صاحب کے چار صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں میں سب سے بڑے حضرت حافظ صاحبؒ تھے حضرت حافظ صاحب کا مادہ ولادت یہ ہے۔

شاہ لطافت علی صابر اور تاریخ ولادت ہوئی فضل صابر ہویدا
۱۲۲۹ھ — ۱۲۲۹ھ

بچپن اور تعلیم تربیت

حضرت حافظ صاحبؒ حالانکہ دولت مند اور خوشحال گھرانہ کے چشم و

چراغ تھے جاہ و جلال کے گہوارے میں آپ نے آنکھیں کھولی تھیں تمناؤں اور آرزوؤں کا پیار حاصل تھا اور ایسے ماحول میں پرورش پانے والے بچے عادتاً کھیل کود دنگا فساد شوخی و شرارت اور ضد و ہٹ دھرمی کے شکار ہوا کرتے ہیں اور کسبِ کمالات سے محروم ہوا کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس حضرت حافظ صاحبؒ کو چونکہ اپنی محبت و معرفت کے لئے قدرت نے منتخب فرمالیا تھا اس لئے بچپن سے ہی خرافات و لغویات سے کنارہ کش رہ کر خدمت والدین تنہائی و یکسوئی ریاضت و مجاہدہ اور مصاحبت اولیاء کی طرف راغب رہے حفظ قرآن اور فارسی کی تعلیم کے بعد اگرچہ علومِ ظاہر میں تکمیل و فراغت کی نوبت نہیں آئی لیکن وہبی کمالات علمی کے علاوہ مشائخ وقت کی رفاقت و ملازمت اور مجاہدہ و مراقبہ کی کرامات سے جو بلند رتبہ علوم و اسرار آپ کو حاصل ہوئے ان کی شہادت آپ کی تصانیفِ لطیف دیتی ہیں اسی کا نتیجہ تھا کہ دیوبند سہارنپور میں مثنوی مولانا رومؒ کے ساتھ حضرت حافظ صاحب کی مناسبت و مہارت مسلّم تھی۔

تصانیف

قرائن شاہد ہیں کہ تصوف کے سلسلہ میں حضرت حافظ صاحبؒ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں جن کا بڑا حصہ مفقود ہے البتہ زمانے کی دست و برد سے جو ذخیرہ محفوظ رہ گیا وہ راقم گزار حافظی کی کوشش سے آج خانقاہِ حافظیہ میں موجود ہے)

مکتوبات، الہام مطلق۔ اصلاحات صوفیہ۔ مرآۃ شریف۔ مثنوی اسرارِ رحمت۔ نغماتِ عشق۔ دیوانِ حافظ۔ کاشف الاسرار۔ مؤخر الذکر دو کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور کاشف الاسرار کا اردو ترجمہ ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے۔

حضرت کے مشائخ

جذب و سلوک سلسلہ میں قلب کی انگیٹھی کو سب سے پہلے جس آتشدان نے سلگایا وہ دیوبند میں حضرت شاہ رمز الدین صاحبؒ کی اولاد میں سے حضرت سید حفیظ اللہ نامی بزرگ تھے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ حرارت بڑھتی رہی اور کتنی ہی راتیں دیوبند کی اس مشہور مسجد چھتہ میں گذریں جو بیشتر بزرگوں بابا فرید الدین گنج شکرؒ حاجی عابد حسین صاحبؒ۔ مولانا قاسم نانوتوی کی قیام گاہ یا چلہ گاہ رہی ہے۔ اسی دوران حضرت حافظ صاحبؒ کے شیخ حضرت مولانا محمد یعقوب بدخشانی ابدال ہند نے انجذابی توجہ سے آپ کے جسم کو مسجد چھتہ سے اچانک غائب کر دیا اور مسلسل بارہ سال کجری بن پہاڑ میں رکھ کر آپ کی تربیت فرمائی اور ریاضت شاقہ کے بعد اس سینۂ بے کینہ میں خدا جانے کیا گنجینہ بھر دیا کہ مکمل فقر و درویشی، ترک دنیا اور انقطاعِ خلق اور خلوت گزینی کی تصویر بن گئے۔ ایک عرصہ کے بعد رڑکی کے پاس ساکروڑہ

بستی میں واقع حضرت شاہ منصور صاحبؒ کی خانقاہ میں اس حال میں آپ کا سراغ ملا کہ ناخن اور بال حد سے بڑھے ہوئے چہرے پر مصیبت و وحشت اور جلال کے آثار نمایاں تھے۔ پہچاننا دشوار تھا۔ بہرحال بڑی مشکل سے آپ کو دیوبند لایا گیا۔ مگر کثرت کے جھمیلوں سے نفرت اور تجرد و خلوت کی رغبت سے پھر ترکِ وطن پر مجبور ہوئے اور خانعالم پورہ سہارنپور کی مسجد شاہجہانی میں رہنے لگے اور پھر مدت العمر کے لئے شیخپورہ کی اس جگہ کو پسند فرمالیا جہاں اس وقت آپ کی درگاہ شریف ہے اور یہاں آپ کے ایک نہایت فدا کار مرید مولانا محمود خاں صاحب دیوبندی رہتے تھے جن کو حضرت حافظ صاحبؒ کی خدمت میں پابندی سے سہارنپور حاضر ہونا پڑتا تھا۔ مسلسل بارہ ۱۲ سال اِس خدمت کو انجام دیا۔ معرفت و سلوک کی تربیت میں آپ کو بہت سے بزرگوں اور اہل اللہ سے استفادہ کا موقع ملا مگر باقاعدہ سلاسل اربعہ میں بیعت و اکتسابِ فیض کا سلسلہ ان حضرات سے حاصل ہوا۔

۱۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ قادریہ سہروردیہ میں حضرت شاہ نظام صاحب پانی پتیؒ (نبیرہ و سجادہ نشین حضرت شیخ جلال الدین کبیرالاولیاء پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ سلسلہ قادریہ نظامیہ کلیمیہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب بدخشانی ابدالِ ہندؒ۔

۳۔ سلسلہ نقشبندیہ قادریہ مجددیہ میں حضرت سید حسن شاہ صاحب شیخپوریؒ (خلیفہ خاص حضرت شاہ درگاہی رامپوری) (۴) سلسلہ رسول شاہی میں حضرت سید شاہ فدا حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ حضرت حافظ صاحبؒ کی تحریرات میں ایک تحریر نظر پڑی ہے جس پر یہ عبارت مرقوم تھی "یہ فقیر ہزار جانفشانی سے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کے طفیل قطب الاقطاب فرد الاحباب سترِ دفترِ عاشقانِ ربانی حضرت مولانا سید علی ہمدانیؒ خادم روضۂ متبرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمقام قصبہ امروہہ شجرۂ قادریہ حاصل کر سکا ہے"

خلفاء و مجازین

حضرت حافظ صاحبؒ دونوں اعتبار سے خوش قسمت نظر آتے ہیں اُن کے مشائخ ایک طرف اگر باکمال رہے ہیں جن سے اُن کے سلسلے میں مضبوطی آتی ہے تو دوسری طرف خلفاء کاملین سے بھی حق تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے۔ آپ کے معتقدین و مسترشدین کا سلسلہ ہزاروں سے متجاوز ہے لیکن آپ کے ممتاز اور نمایاں خلفاء مندرجہ ذیل حضرات ہیں ۱ حضرت حافظ محمد صابر علی رامپوریؒ ۲ حضرت مولوی محمود خاںؒ ۳ حضرت حاجی عظمت علی شاہ دیوبندیؒ ۴ حضرت مولانا حکیم بشیر احمد دیوبندیؒ (جانشین و سجادہ نشین حضرت حافظ صاحبؒ)

۵ حضرت مولانا حکیم خلیل الرحمٰن کیرانویؒ ۶ حضرت پیر جی ممتاز احمد گنگوہیؒ ۷ حضرت میر صادق حسین شیخپوریؒ ۸ جناب منشی عبدالرحمٰن سہارنپوریؒ ۹ حضرت شیخ نور محمد سہارنپوریؒ ۱۰ سیٹھ جہانگیر صاحبؒ۔ ۱۱ حکیم محمد حسن شیخپوریؒ اور ۱۲ شاہ فضل حق ابن شاہ نظام پانی پتیؒ کا نام بھی خلفاء کی فہرست میں درج ہے۔ اول الذکر سے سلسلۂ حافظیہ جاری ہے۔ اب ہندوستان، پاکستان، امریکہ، کویت، دوبئی، ابوظہبی، میں حضرت کے سلسلہ کا فیض ان کے خلیفۂ خاص حافظ محمد صابر علی رامپوریؒ سے جاری ہے جن کے خلیفہ و مجاز حضرت مولانا محمد مشتاق احمد انبہٹوی فاضل دارالعلوم دیوبند مفتی اعظم رکنپورہ ضلع کرنال اور ان کے مجاز اور جانشین حضرت شیخی و مرشدی مولوی حکیم محمد منعمؒ دیوبندی ہوئے ہیں۔ (سلاسلِ اربعہ بالخصوص نقشبندیہ و مجددیہ میں حضرت مولانا زید ابوالحسن صاحب فاروقی نقشبندی مجددی زید مجدہٗ جو کہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ کے صاحبزادہ و سجادہ نشین و جانشین ہیں، حضرت والد صاحبؒ کو خلافت سے سرفراز فرمایا) انکے بعد جانشینی و سجادہ نشینی کی ذمہ داری مجھ فقیر کے سپرد ہوئی۔

حضرت حافظ صاحب اس لحاظ سے بھی بڑے ہی خوش نصیب ہیں کہ ان کے دونوں سجادے مولانا حکیم بشیر احمد صاحبؒ، مولوی حکیم محمد منعمؒ عام سجادگان کی روش پر نہیں ہوئے انھوں نے کبھی اس کو اپنی ذاتی جاگیر نہیں سمجھا اور نہ کبھی اس کا بے جا استعمال کیا بلکہ اس مسند پر تکیہ لگانے کے بجائے اپنے اندر ذاتی جوہر اور کمالات پیدا کئے۔ اور زاہدانہ عابدانہ زندگی گذار کر اس گدی کی لاج رکھ لی چنانچہ والد ماجد حکیم محمد منعمؒ صاحب نے اپنے والدِ ماجد مولانا حکیم بشیر احمدؒ صاحب کی طرح متوسلین کی ایک اچھی خاصی تعداد کو مستفیض فرمایا ہے۔ آپ کے متوسلین۔ امریکہ۔ پاکستان۔ دہلی۔ بلند شہر بمبئی۔ رامپور۔ امروہہ۔ مراد آباد۔ جوالاپور۔ بڈمیری۔ سانترشاہ۔ سہارنپور۔ دیوبند۔ شیخپورہ مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ سب سے زیادہ تعداد شیخپورہ میں ہے۔ حضرت کے خلفاء کی تعداد اس طرح ہے۔ (۱) حضرت شیخ شاہ قریش احمد قدوسی و سجادہ نشین حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (۲) صاحبزادہ حسین جعفری کلیمی۔ سابق سجادہ نشین حضرت شاہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی (۳) شیخ محمود حسن قدوسی گنگوہی منڈی کنگن پورہ پاکستان۔ (۴) عبدالوحید انبہٹوی حال مقیم لاہور (۵) صوفی عبدالرؤف بلند شہری (۶) ملا بنیاد علی بلند شہری اور ان کے بڑے بھائی (۷) عبدالعزیز بلند شہری (۸) منشی زوار حسن دیوبندی (۹) مولانا شبیر حسن دیوبندی مقیم دہلی (۱۰) صوفی محمود علی جلال آبادی (۱۱) برادرِ عزیز صوفی طاہر حسن عثمانی نبیرہ شیخ ظہور الدین حافظی۔ (۱۲) حکیم جمیل الرحمٰن شانترشاہ (۱۳) مولینا عرفان احمد امریکہ۔ (۱۴) صوفی قادر بخش مرحوم اردلی ڈاکٹر راجندر پرشاد سابق صدر جمہوریہ ہند۔

لاہور کے جناب ابوجعفر عبداللہ چشتی صابری حافظی ہمدانی کے مکتوب سے معلوم ہوا ہے کہ مولانا مفتی ابوعبدالرحمٰن قسطنطینہ کے ایک عالم تھے۔ وہ چار ممتاز علماء کے ساتھ ہندوستان آئے اور شیخپورہ میں حضرت حافظ صاحبؒ کے پاس حاضر ہو کر بحث و مناظرہ کیا۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے ان پر ایسی توجہ ڈالی کہ وہ سب حلقہ بگوش اور مرید ہو گئے خلافت سے سرفراز ہو کر وطن واپس ہوئے اور پھر بصرہ، بغداد، سمرقند، بدخشاں، ترکستان، مصر وغیرہ ممالک میں سلسلہ حافظیہ کو خوب پھیلایا۔ اور مولانا مفتی ابوعبدالرحمٰن نے ایک کتاب تذکرہ، لطافت نام سے تحریر کی جو مصر و بصرہ میں ملتی ہے۔

حُلیہ مبارک

ہمارے سامنے اس وقت حافظ صاحبؒ کی شبیہ مبارک ہے جو ان کے کسی جاں نثار چابکدست مصور کے قلم کا کمال ہے اور شاہکار ہے شرعی اجازت ہوتی تو ہم اس کو ضرور شائع کرتے۔ چودھری مقصود علی صاحب عینی شاہد کا بیان ہے کہ جس وقت احمد حسن صاحب (حکیم خلیل الرحمٰن کے صاحبزادے اور حضرت حافظ صاحب کے مرید خاص) حافظ صاحب کے وصال کے بعد یہ شبیہ ایک باکمال کا لیست سے بنوا کر مولانا بشیر احمد صاحب دیوبندی حکیم مجید حسن شیخپوری، سید صادق حسین شیخپوری، سیٹھ جہانگیر وغیرہ کے سامنے لائے تو بالاتفاق سب دیکھنے والوں نے تصدیق و تائید کی کہ یہ شبیہ بعینہ حافظ صاحب کی ہے کہ اس میں سر مو فرق نہیں ہے۔

شبیہ میں پیچھے سرسبز درختوں کی قطار ہے مسند پر گاؤ تکیہ لگائے حافظ صاحب مربع تشریف فرما ہیں دونوں ہاتھوں میں چھالیوں کا منقش گول بٹوہ ہے اور سامنے قلمدان دوات چشمہ اور غالباً پانوں کی ڈبیہ رکھی ہے۔ منڈے ہوئے سر پر کلاہ بدن پر عبا ہے۔ خط بھرا ہوا ہے۔ ریش، مبارک سفید اور گنجان ہے۔ محاسن شرعی۔ آنکھیں چمکدار اور پیشانی کشادہ اور نورانی ہے چہرہ انور پر کشش، اور عام سراپا پُر وقار اور قد مبارک بھاری بھرکم ہے کہ دیکھنے والا اول مرحلہ ہی میں متاثر ہو جائے۔ قد و قامت کے لحاظ سے حافظ مینڈھو شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک شیخ کامل اور جامع ظاہر و باطن کو ایسے ہی پر تمکنت اور بارعب ہونا چاہیئے۔

سفرِ آخرت

غرض دنیا کو محبت و معرفت کے جام پلا کر اور صلاح و فلاح سے آشنا کرا کے حضرت حافظ صاحبؒ تراسی (۸۳) برس کی عمر میں ۱۲ شعبان میں ۱۳۱۲ھ بمطابق ۸ جنوری ۱۸۹۵ء بروز جمعہ صبح ۹ بجے وصال فرما گئے۔

وصال کا واقعۂ عجیبہ

اس سلسلہ میں حضرت حافظ صاحبؒ کے خلیفہ پیرجی ممتاز احمد گنگوہی کی عین شہادت مرقوم ہے کہ ۱۰ شعبان ۱۳۱۲ھ شیخپورہ شریف معاملہ مجاز بوقت نو بجے دن کے روح اقدس حضرت محبوب الاعظم (حافظ صاحبؒ) کی اچانک عالم بقا کو رخصت ہو گئی بعد ایک پہر کے پھر اس عالم میں تشریف لے آئے اور فرمایا اصلی عمر ہماری آج تک تھی اب ہم کو اختیار ہے جب تک چاہیں اس عالم میں رہیں چنانچہ دو روز شیخ نے بہت اچھی طرح اس عالم میں تشریف رکھی اور موافق قاعدہ قدیم کے خورد و نوش گفتگو کلام کیا مگر ۱۲ شعبان ۱۳۱۲ھ بوقت آٹھ بجے دن کے بروز جمعہ ذکر خیر کرتے ہوئے شیخ پھر عالم بقا کو تشریف لے گئے اور سب خادموں کو داغِ مفارقت دے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

حافظ صاحب کا مادۂ ولادت اگر شاہ لطافت علی صابر ہے (۱۲۲۹ھ) تو مادہ ہائے وفات مشکوٰۃ اللطافۃ (۱۳۱۲ھ) اور شمس الحقیقت احمدی (۱۳۱۲ھ) اور بخشش علی (۱۳۱۲ھ) اور سیدی شہ لطافت علی صابر ہے (۱۳۱۲ھ)۔ مندرجہ ذیل دونوں قطعات سے بھی تاریخِ وفات نکلتی ہے۔

بخشش علی کا نور لطافت علی میں ہے — اول شروع جہاں سے ہے آخر دیں سے ہے
اس شانِ کبریائی کو دیکھو بچشمِ غور — تاریخ بھی وفات کی بخشش علی میں ہے (۱۳۱۲ھ)

لطافت علی جو گرد ہے ہمارا — قادر و صابر کا وہ دلارا
تراسی (۸۳) برس کی نے ہٹ کرائی — بارا (۱۲) شبرات کو میکے سدھارا (۱۸۹۵ء)

حضرت حافظ کی ایک جامع سوانح تذکرۃ الحافظ نام سے اور ترجمہ کاشف الاسرار (مکتوبِ حافظ صاحب) جو کہ مولانا مشتاق احمد صاحب انبہٹوی اور مولانا احمد الدین کے سوالات پر مبنی ہے شائع ہو چکی ہے جس کو حضرت کے خانوادے کے مشہور صاحبِ تصانیف اور میرے برادر معظم مولانا محمد نعیم صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم وقف جامع مسجد نے تصنیف فرمایا ہے۔

فقیرزادہ حافظ محمد تسلیم حافظی ابن حضرت شیخیؒ مرشد آفاق حافظ وقت مولوی حاجی حکیم محمد منعم صاحب حافظی صابری قدس سرہٗ نبیرہ و سجادہ نشین حضرت محبوب الاعظم حافظ شیخ محمد لطافت علی شاہ عثمانی شیخپوری قادری صابری و نظامی و نقشبندی و سہروردی قدوسی و شہبازی قدس اللہ سرہٗ۔

نذرِ عقیدت

میں یہ "دیوانِ حافظ ہندی" بصد ادب و احترام پیرانِ پیر دستگیر سلطان الاولیاء سرتاج الاصفیا حضرت ابو محمد محی الدین سید شیخ عبد القادر جیلانی محبوبِ سبحانی رضؓ و صابرِ اصبر قادرِ اقدر امام العالم والعالمین حضرت سید مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری رضؓ کی خدمتِ عالیہ میں بطفیل قدوۃ السالکین زبدۃ الکاملین عارف باللہ پیر و مرشدی والد ماجد حضرت حکیم محمد منعم قادری صابری حافظی رحؒ پیش کرتا ہوں۔

غلامِ محبوبُ الاعظم
محمد تسلیم حافظی الصابری



ردیف الالف

آباد رہے ساقی دائم ترا میخانہ — ایک جام محبت کا ہمیں بھر کے پلانا
کوئی بھی تری بزم میں محروم نہیں ہے — کیا ضد ہے مری ساتھ جو کرتا ہے بہانا
لو شاد رہو پیارے آباد رہو تم — عاشق کا ہنر ٹھہرا ہے ہستی کا مٹانا
جب حسن خداداد ہے لے یار تمھارا — جو چاہو کرو سہل ہے عاشق کا ستانا
کافر ہوں سو تیرے جو میں آپ کو دیکھوں — ہستی ہے مری تیری محبت کا نشانا
تم مسند خوبی پہ رہو جلوہ نما یار — بے نام و نشاں ہو گیا مشتاق دیوانا

حافظ تری ہستی ہے حجاب رخ دلبر
جس طور کہ ہو اس کو مگر خوب مٹانا

اے بادِ صبا کوچۂ دلدار میں جانا — احوال مرے درد کا تو جا کے سنانا
یوں کہنا کہ مرتا ہے ترا عاشقِ بیمار — مر جاویگا فرقت میں وہ بیمار دیوانا
بیمار محبت کا چراغ سحری ہے — دیدار دکھا اُس کو عیادت کا بہانا
گر تجھ کو خبر لینی ہے آ جلد خبر لے — اچھا نہیں ہوتا ہے میاں ایسا ستانا
ہے منتظر شربتِ دیدار وہ تشنہ — ایک جام محبت کا اُسے بھر کے پلانا
ہے آخری دم میں میاں احسان تمھارا — ٹک دیکھ لو اک بار جو پھر جا ہو نہ جانا

حافظ تجھے کہتے نہ تھے ہم دل نہ لگا تو
یہ وقت وفا کا نہیں نازک ہے زمانا

ہم نے تری الفت میں بہت خاک کو چھانا
ہر چند کہا تجھ سے مگر تو نے نہ مانا

سب عمر گرانمایہ مصیبت میں گنوائی
الفت میں تری ہم نے دل و جان نہ جانا

یہ ضد ہے جو دیکھا دل بیمار گرفتار
کرتا ہے تو سو بار بھلا زلف میں شانا

پامال محبت سے ہوا یہ دل ناداں
کیا فائدہ ہے یار مرے دل کا جلانا

ہم عشق کے میداں میں قدم پیچھے نہ ڈالیں
گو دشمن جاں ہووے مرا سارا زمانا

یہ کوئی محبت ہے۔ نہیں صومعہ زاہد
آسان نہیں عشق کے میدان میں آنا

حافظ مجھے آسان ہے اب جان کا دینا
اچھا نہیں ہے عشق کے میدان سے جانا

عشق کے ہاتھوں سے عالم کیا کیا ویران ہو گیا
اک زمانہ اس کی نیرنگی سے حیران ہو گیا

سوی میخانہ جو گذرا بس اچانک ایک دن
دیکھ میخواروں کو واعظ کیا پشیماں ہو گیا

سیکڑوں داغ محبت جب کہ کھائے عشق میں
سینۂ عشاق تو رشک گلستاں ہو گیا

کوچۂ جاناں سے غافل ہے یہ زاہد سربسر
عشق سے عاشق کو وہ جنت کا بستاں ہو گیا

پہنچا بت خانہ کو حافظ از طفیل شہ نظام
سجدہ پیش بت کیا کیسا مسلماں ہو گیا

ناگہاں دل اس پری رو پر جو شیدا ہو گیا
شعلۂ عشق صنم بس دل میں پیدا ہو گیا

رفتہ رفتہ پہنچی یہ نوبت عزیزو ان دنوں
عقل سب جاتی رہی اور ایسا سودا ہو گیا

زہد و تقوی سب گیا عشق بت کافر میں آہ
دین و ایماں کم ہوا جب کفر برپا ہو گیا

رات دن گذرے ہے میرا دور ساغر میں بھلا
ایک نظر سے یار کی یہ فتنہ برپا ہو گیا

عشق نے کیسا کیا دیکھو مجھے وحشی مزاج
چھوڑ آبادی کو بس جا کے یہ صحرا ہو گیا

یہ دل وحشی مرا قابو میں میرے کچھ نہیں
رات دن ہجر صنم میں دشت پیما ہو گیا

لو نہ پیر مغاں پر سر کو رکھ دے حافظا
دشمن جاں گو کہ تیرا سب زمانا ہو گیا

مقتل شہدا میں گل قاتل خراماں ہو گیا
مردہ زندہ ہو گئے محشر نمایاں ہو گیا

ہجر میں اس گل کے صدہا بلبلیں بسمل تھیں
باغ ویراں دل کا اُن کے سب گلستاں ہو گیا

کیا کہوں عاشق نوازی اس سراپا ناز کی
جو کہ مفلس بے نوا تھا وہ سلیماں ہو گیا

جو دل پژمردہ تھا یارو فراق یار میں
اک تجلی اس نے کی مہر درخشاں ہو گیا

ناصح ناداں جو کرتا تھا ملامت رات دن
دیکھ کر اس حال کو کیسا پشیماں ہو گیا

واہ واہ اقبال کیا ہے عشق کے سلطان کا
وہ دل عشاق دیکھو عرش رحماں ہو گیا

یہ ملامت اور ندامت حافظ رسوا کی آج
حق میں اس کے دیکھ لو چوں درس قرآں ہو گیا

طاق محراب خدا خم ابروے دلدار کا
سجدہ گاہ عاشقاں کوچہ ہے اپنے یار کا

کشتۂ ناز و ادا ہوں بسمل تیغ نگاہ
تیر کا گھائل نہیں زخمی نہیں تلوار کا

کر دئیے خمخانہ خالی دور بزم یار میں
منتظر ہوں ایک نظر اس ساقی سرشار کا

منہ تو دیکھو بو علی اور طب جالینوس کا
گردہ پکڑے ہاتھ آ کر عشق کے بیمار کا

ایسا آنکھوں میں مرے چھایا ہے حسن دلربا
ہر طرف پیدا ہے یارو جلوہ روے یار کا

کافر عشق صنم ہے ملت و مذہب سے دور
سب سے ہے آزاد جو ہے طالب اس دیدار کا

چل خرابات مغاں کو حافظ رسوا شتاب
وہاں یہ کچھ جھگڑا نہیں ہے کافر و دیندار کا

طالب ہوں نہیں میں تو کسی گنج و گہر کا
ہوں منتظر اک تیری محبت کی نظر کا

ہم بھول گئے جنت فردوس کو پیارے
جب بندھا مری آنکھ سے نقشہ ترے گھر کا

ہستی سے مری یارو حجاب رخ دلبر
کچھ اور نہیں پروانہ دیوار نہ در کا

دے ایسی پلا مجھ کو ذرا ساقی سرشار
کچھ ہوش رہے مجھ کو نہ پھر پا کا نہ سر کا

دن رات سے پرواز محبت کی ہوا میں
محتاج نہیں ہوں میں کسی بال نہ پر کا

عشاق نہیں رکھتے خبر نیک نہ بد سے
یاں فرق نہیں کچھ بھی ذرا قند و زہر کا

مسجد سے نکل راہی میخانہ ہو حافظ
کچھ خطرہ نہ لا دل میں وہاں خیر نہ شر کا

نیم جان بسمل ہوں میں اُس شوخ کی شمشیر کا
جس کے آگے بس نہیں چلتا ہے کچھ تقدیر کا

ہوں گرفتار و اسیرِ زلفِ کافر ناصحا
میں نہیں ہوں پا بندِ افسون اور تزویر کا

منکرِ عشقِ صنم ہے اپنی محرومی سے تو
جبتلک دیکھا نہیں حسن اُس بتِ بے پیر کا

میں ہی کچھ تنہا نہیں ہوں کشتۂ ناز و ادا
ایک عالم دیکھو بسمل ناوک و شمشیر کا

زاہدا مزدِ ثوابِ آخرت جانے ہے تو
روز و شب نازاں ہے تو بس زہد و تدبیر کا

عشقِ حق کچھ اور ہے امید جنت اور ہے
عاشق مولا نہیں عاشق کسی تصویر کا

حافظا عشاقِ حق ہیں در صلوٰۃ دائموں
اُن کو اندیشہ نہیں تعجیل اور تاخیر کا

کشتہ ہوں میں اُس یار کی شمشیرِ نظر کا
کچھ خوف نہیں مجھ کو رہا نارِ سقر کا

یہ حسنِ خداداد ہے یا نورِ خدا ہے
کچھ حوصلہ ہرگز نہیں یاں شمس و قمر کا

زاہد ہمیں خواہش نہیں کچھ خلد و جناں کی
ہے نقشہ مرے دل میں کھنچا یار کے گھر کا

جز یار کے ہم دل میں نہیں رکھتے ہیں واللہ
واعظ کی طرح عشق نہ کچھ گنج و گہر کا

صدمات زمانہ کے جو حافظ نے اُٹھائے
غم خانۂ دنیا سے ارادہ ہے سفر کا

کشورِ دل میں الٰہی شور یہ کیسا ہوا
سینۂ سوزاں میں میرے حشر سا برپا ہوا

اُس بتِ جادو صنم سے یا ہے افسونِ خدا
جس کی ایک نیم نظر سے فتنہ یہ پیدا ہوا

بزم میں اُس کی جو گذرا اتفاقاً ایک روز
ناصحِ بیدرد بھی بس والہ و شیدا ہوا

جب بتِ زلف اُٹھایا کیا کہوں اسوقت یار
ہم پہ کیا کچھ گذرا اُس دم کیا ہوا کیسا ہوا

پی کے ہم ایک جامِ مے ایسے ہوئے مست خراب
کوچہ و بازار میں مستی کا ایک چرچا ہوا

ننگ و ناموس ہوگیا برباد سنت میں سبھی
عاشقِ بدنام ایسا عشق میں رسوا ہوا

جب کیا سجدہ میں بت کو ہنس کے بولا وہ صنم
حافظِ بدمست کافر ہوگیا اچھا ہوا

جب سے میں اُس بتِ کافر کا گرفتار ہوا
جان و ایمان دیا دل سے طلبگار ہوا

کھل گیا بھید قیامت کا عزیزو جس دم
چہرہ اُس شوخ کا میداں میں نمودار ہوا

کس کا ہے تاب و تواں دیکھے جمالِ دلبر
ایک جھلکی تھی کہ ہر کوئی طلبگار رہا

کوئی باقی نہ رہا بزم میں دلبر کی مگر
جام پی پی کے عجب بیخود و سرشار ہوا

کل جو کرتا تھا نصیحت ہمیں ناصحِ ناداں
آج دیکھو کہ وہ رسوا سرِ بازار ہوا

بزمِ رنداں میں اچانک کہیں پہنچا مُلا
کچھ نہ بن آئی بہت وہاں پہ وہ لاچار ہوا

مر گئے سیکڑوں ہی چاہ میں اُس شوخ کی یہاں
ایک حافظ ہی نہیں اُس کا خریدار ہوا

روز و شب حیرت میں ہوں میں ایسا حیراں کیوں ہوا
دل میرا بیزار از گبر و مسلماں کیوں ہوا

گر نہیں ہوں میں اسیر اُس طرۂ خمدار کا
ناصحا ہاتھوں سے تیرے پابجولاں کیوں ہوا

گر نہ دیوانہ ہوں میں عشقِ صنم میں ہمدمو
زاہدِ ناداں مجھ کو دیکھ خنداں کیوں ہوا

ہے گلستانِ الٰہی سینۂ عشاق کا
ورنہ میرا دل بھلا رشکِ گلستاں کیوں ہوا

میں گرفتارِ بلا ہوں زلفِ کافر کیش کا
اور نہیں تو دل مرا ایسا پریشاں کیوں ہوا

دیکھ میرے حال کو حسرت سے بولا وہ صنم
مبتلا دامِ بلا کا ہائے ناداں کیوں ہوا

شیخ کی مجلس میں کل یہ چرچا یہی تھا دوستو!
حافظِ بیچارہ یار و خانہ ویراں کیوں ہوا

شعلۂ عشقِ بتاں دل میں مرے روشن ہوا
اس لئے صحرا بیاباں اب مرا مسکن ہوا

اشکِ خونیں عاشقوں کے تابِ غیرت کو نہیں
حائل اِس سوزِ دروں کا میرا ہی دامن ہوا

کی نصیحت ناصحِ ناداں نے عشقِ یار سے
مثلِ شیطاں راہِ حق سے کیسا وہ رہزن ہوا

داغہائے رنج و غم کھائے جو ہم نے ہجر میں
سینۂ بے کینہ میرا رشکِ صد گلشن ہوا

ہوں شہیدِ سرمئی آنکھوں کا اُس کی ہمدمو
سائیاں مدفن پہ میری یہاں گلِ سوسن ہوا

جب شہیدِ ناز اُس کا ہوگیا پامالِ عشق
زمرۂ ملکوت میں بھی نوحہ اور شیون ہوا

ہوگیا حافظ غلاموں میں شمار اُس کے دلا
جب کہ وہ طوقِ غلامی حلقۂ گردن ہوا

کچھ نہیں بھاتا ہے ہم کو عشق جاناں کے سوا
دل کہیں جاتا نہیں ہے کوئی جاناں کے سوا

ہو مشبک سینہ میرا ٹکڑے ٹکڑے ہے جگر
کس نے زخمی کردیا ہے تیر مژگاں کے سوا

یہ دلِ وحشی مرا کب تھا مقید ایک جا
کون کرتا قید اس کو زلف پیچاں کے سوا

کیا ہے رندی اور شوخی اس سراپا ناز کی
شغل کچھ اس کو نہیں ہے تیر و پیکاں کے سوا

زاہدا یہ زہد تیرا بس تجھے ہووے نصیب
کچھ نہیں کہتے ہیں عاشق سینہ بریاں کے سوا

خاک ہیں جنت کے موتی دیدۂ عشاق میں
دولتِ پائندہ کیا ہے دیدہ گریاں کے سوا

سر کو رکھ دے ہاتھ پر پھر عزم کوئے یار کر
وہاں نہیں زیبا ہے حافظ تحفۂ جاں کے سوا

ناگہاں دل ہو گیا اس رخ پہ مائل ہے کیا
ہے رواں آنکھوں سے دریا بے تأمل ہے کیا

چل رہا ہے دورِ ساغر جب کہ تیری بزم میں
ساقیا میرے لئے اتنا تغافل ہے یہ کیا

یاالٰہی کس کی ہیں تیرِ مژہ کاری لگی
ٹکڑے ٹکڑے ہے جگر اور سینہ گھائل ہے یہ کیا

ایک عالم ہو گیا سیراب دورِ بزم میں
ناصح بیہودہ جو ہوتا ہے بددل ہے یہ کیا

صد ہزاراں بے نوا مفلس تونگر ہو گئے
زاہد ناداں ہے اس دولت سے غافل ہے یہ کیا

جو کہ تھے دیوانہ شیدا پہنچے کوئے یار میں
رہ گیا محروم وہ ہشیار عاقل ہے یہ کیا

بے نیا نما ایسا ہی ہے وہ نازنیں آتش مزاج
حافظا اس بات میں تجھ کو تأمل ہے یہ کیا

عشق جب مذہب ہوا پھر کفر کیا اسلام کیا
جب گیا دل ہاتھ سے پھر چین کیا آرام کیا

دین و مذہب چھوڑ کر کی بت پرستی اختیار
بت کا جب بندہ ہوا پھر اب خدا سے کام کیا

جب ملا حاضر خدا غائب خدا سے کیا غرض
ساجد و مسجود حاضر نامہ کیا پیغام کیا

عمر ساری ہو گئی صرفِ یجوز و لایجوز
تھا مقید دین مذہب امر اور احکام کیا

عشق پرستی جانتا تھا یہ دلِ ناداں کبھی
حق سے غافل تھا محض اسلام کا تھا نام کیا

بر درِ میخانہ پہنچا پی کے ایک جام مدام
مست ایسا ہو گیا وہاں عقل کا ہے نام کیا

مست لایعقل ہے حافظ بر درِ پیر مغاں
ناظرِ حق ہر زماں ہے صبح کیا اور شام کیا

ناگہاں پیرِ مغاں یعنی غنی الاغنیا
اک طرف سے خلق پر کرنے لگا انعام کیا

دیکھا جب مخلوق کو خیال سے اپنے بے خبر
رحم اس کو آگیا رو سے کیا اکرام کیا

مغ بچہ کو کر دیا مست اور بتکدہ آراستہ
ایسا حکمت سے بنایا عقل کا ہے کام کیا

یہ ہوا منظور اس کو ساجد سب خلق ہو
ہر کوئی آوے یہاں پھر خاص کیا اور عام کیا

اس لئے میخانہ ہی برپا کیا بازرق و برق
جس میں سب بادہ صراحی شیشہ کیا اور جام کیا

وہ شرابِ صابری جو تیز و تند و سرخ رو
ایک جرعہ جو کہ پیوے عرش سے پھر کام کیا

میکدہ میں پی کے مے پھر ساجد بت ہوا
قادری الصابری ہے عاشق گلفام کیا

آہنی جو بند تھی سب کھل گئی وہ فضل سے
قید سب جاتی رہی آغاز کیا انجام کیا

آفتابِ کوکبِ وحدت جب ہوا تاباں ولا
ظلمتِ کثرت کہاں ہے صبح کیا اور شام کیا

نیک و بد اور خیر و شر جھگڑے جو ہیں عالم میں یار
ایک دم میں اٹھ گئے وہ کفر اور اسلام کیا

اختلافِ جملہ ادیان دل جاتا رہا
صلحِ کل ایسی ہوئی بس جنگ کا ہے نام کیا

کھل رہا ہے فضل کا دروازہ اب تو حافظا
فضلِ رحمت ایسی برسی کفر کیا اسلام کیا

ہو چکے ہم بت کے بندے اور سے پھر کام کیا
عشق جب مذہب ہوا پھر کفر کیا اسلام کیا

زہد و تقویٰ جب تلک تھا جام مے سے بے خبر
جب کہ پہنچا میکدہ میں ننگ کیا اور نام کیا

ساقی سرمست نے جس دم پلایا جام مے
بے خبر سب سے ہوا اب پھر حیا کا کام کیا

نیک و بد اور خار و گل یکساں ہیں پیشِ عاشقاں
غیر دلبر کچھ نہیں پھر مدح کیا دشنام کیا

پیچ و تابِ زلفِ ابتر جب کہ ٹھہری رات دن
عاشقانِ زار کو پھر گردشِ ایام کیا

میکدہ میں جب تلک پہنچا نہیں محروم ہے
دستِ ساقی جب اٹھا پھر شیشہ کیا اور جام کیا

میکدہ میں رات دن حافظ جو تو بدمست ہے
ہے مہرباں تجھ پہ تیرا ساقی گلفام کیا

عشق کی اقلیم میں ہے چین کیا آرام کیا
کاروبارِ عشق میں آغاز کیا انجام کیا

عشق کے مذہب میں سب شیخ و برہمن ایک ہیں
کافرِ خود کام کیا اور مومنِ خوش کام کیا

ہے نہیں کوئی بچا اُس قہرمانِ عشق سے
عابدِ اصنام کیا اور زاہدِ خود کام کیا

حملہ ادیان و ملل جو ہیں ظہورِ عشق سے
کعبہ کیا اور دیر کیا فرجام نافرجام کیا

ناصحِ ناداں جو غوغا رکھتا ہے عشاق سے
بے خبر ہے عشق سے عاشق کو ہے الزام کیا

جب کہ آوے دور میں ساقی کا وہ جامِ شراب
پوچھ وہاں کس کی رہے پھر شیشہ کیا اور جام کیا

سر بسجدہ پیشِ بُت رہتا ہے حافظ ہر زماں
بُت پرستی کے سوا کافر کو ہے بس کام کیا

کہہ نہیں سکتے ہیں ہم حال پریشاں اپنا
کچھ عجب ڈھنگ کا ہے یہ دلِ ناداں اپنا

بارشِ اشکوں سے دن رات ہی دریا جاری
ہے رواں آنکھوں سے اے ہمدمو طوفاں اپنا

پند کیا دیتا ہے اے ناصحِ ناداں ہم کو
دیدہ گریاں دلِ بریاں ہے یہ ساماں اپنا

ہوسِ جنتِ فردوس تجھے ہے زاہد
کوچۂ یار ہے یاں روضۂ رضواں اپنا

سیرِ گلشن کی تجھے کیا ہے تمنا حافظ
سینہ پر داغ ہے یہ رشکِ گلستاں اپنا

پا بزنجیرِ جنوں ہے دلِ نالاں اپنا
جز ملامت و جنوں کچھ نہیں ساماں اپنا

شکوہ بیداد و جفا گرچہ نہ لایق تھا ہمیں
لیک قابو میں نہیں ہے دلِ حیراں اپنا

معتقد دیر و حرم کچھ بھی نہیں ہیں ہم تو
یہاں کوئی دوست نہیں گبر و مسلماں اپنا

حیف ناقوسِ کلیسا سے نہ آوازِ حرم سے
کچھ بھی عاقل نہ ہوا طفلِ دبستاں اپنا

ایک مدت حرم و دیر کے تھے ہم پابند
وہاں پہ دیکھا تو عجب حال پریشاں اپنا

گدا ناگہ بخراباتِ درِ پیرِ مغاں
شاد و خنداں ہوا دلِ زار و پریشاں اپنا

جب کہ حافظ ہوا مقبولِ خرابات دلا
پھر تو تسبیح و مرقع نہیں شایاں اپنا

غیرِ رندی نہیں اے دوستو ساماں اپنا
جز ملامت کے نہیں لایق و شایاں اپنا

مال و گوہر کی نہیں کچھ بھی تمنا ہم کو
گوہرِ اشک سے پُر جیب ہے داماں اپنا

رات دن کرتے ہیں اُس رُخ کا نظارہ ہم تو
ذکر و تسبیح بھی ہے یہی قرآں اپنا

صومعہ و خلوتِ زاہد سے ہیں محفوظ عشاق
سب سے بہتر ہے انہیں گوشۂ ویراں اپنا

سجدہ گاہِ دلِ عشاق خراباتِ مغاں
ہے الگ سب سے میاں مشرب و ایماں اپنا

نارِ دوزخ کی بجھے جس سے ارے او مُلّا
جوئی رحمت سے ہے رواں دیدۂ گریاں اپنا

حافظا شاد ہو بر رغمِ حسودِ ناداں
کسقدر تجھ پہ مہربان ہے جاناں اپنا

جاناں تجھے گھر غیر کے جانا نہیں اچھا
اسواسطے کہتا ہوں زمانہ نہیں اچھا

ہو رُخ کو چھپاتے ہی مگر زلف بہانہ
عشاق سے پھر ایسا بہانہ نہیں اچھا

کیا ہجر کی آتش میں جلاتے ہو پیارے
مردہ کو مسلماں کے جلانا نہیں اچھا

ہے لُطف ترا عام مرے نام سے نفرت
بیچارہ کو بس ایسا ستانا نہیں اچھا

حافظ سا تو بدنام زمانہ میں نہیں ہے
ہم کہتے نہ تھے دل کا لگانا نہیں اچھا

کیوں جی کیا وہ مقتلِ عشاق میں آج آئیگا
لاشۂ شہدا پہ کیا رنجہ قدم فرمائیگا

ہوویگی برپا قیامت اس کے سروِ ناز سے
قامتِ سروِ سہی جنبش میں جب آجائیگا

منہ تو دیکھو قُم باذن اللہ کہنے کا یہاں
قُم باذنی ذرہ ذرہ اب یہاں فرمائیگا

ایک ٹھوکر ناز سے یہاں اس کے باللہ العظیم
زندہ ہوویگا جہاں عیسیٰ کا منہ پھر جائیگا

دام میں زلفِ سیہ کے ہیں اسیرانِ بلا
سب رہائی پائیں گے جب زلف وہ سلجھائیگا

ایک زمانہ ہوویگا بس کشتۂ زہرِ بلا
مارِ کاکل رُخ پہ اس کی جس گھڑی لہرائیگا

شیخ کی توبہ عزیزو مے خوری حافظ کا حال
حشر کے میدان میں پیش خدا کھل جائیگا

جز تصور کون اُس جانِ جہاں تک جائیگا
کون ہے ایسا بھلا جو وہ وہاں تک جائیگا

اس کا عاشق قبر میں بھی جب کریگا شور و غل
دود اس کی آہ کا بس آسماں تک جائیگا

عاشقِ دیدارِ جاناں کعبہ کیا جائے گا یار
ہاں اگر جائیگا تو دیرِ مغاں تک جائیگا

اُڑتا ہے بے بال و پر یہ ناصحِ ناداں مگر
دیکھتے ہیں ہم بھی اس کو یہ کہاں تک جائیگا

طائرِ وحشی مرا گر دام سے چھوٹے تو کیا / ہے نہیں امید مجھ کو آشیاں تک جائیگا
منبر و مسجد میں ہے مصروف واعظ بیخبر / منہ بگڑ جاوے گا گر کوی بتاں تک جائیگا

حافظِ رسوا کہیں جاتا نہیں جز کوئے یار
اور اگر جاوے گا تو پیرِ مغاں تک جائیگا

غلبۂ گریہ سے گر اشکِ جنوں چل جائیگا / سر بسر آنکھوں سے وہ رازِ دروں کھل جائیگا
یہ سکوتِ عاشقاں اور شور و غلِ نادان کا / ہے یہ اسرارِ محبت گر کہوں کھل جائیگا
عقدۂ مشکل ہے اس کے زلف و گیسو میں پڑا / جام مے پینے سے اے اہلِ جنوں کھل جائیگا
ناصحِ ناداں سے ہے رمزِ کاف و نوں سے بیخبر / خدمتِ رنداں سے سرِ کاف و نوں کھل جائیگا

عقل و دانائی ہے حافظ بس حجابِ راہِ حق
پردہ جب جاتی رہی عقلِ زبوں کھل جائیگا

ہے رشکِ ارم سینۂ بریان ہمارا / ہے بیتِ صنم یہ دلِ حیران ہمارا
جس گھر میں سوا یار کے کچھ اور نہیں ہے / وہ خانۂ خدا ہے دلِ ویران ہمارا
کیا جنت و فردوس لئے پھرتا ہے زاہد / ہے کوئے صنم روضۂ رضوان ہمارا
کیا خوب تماشا ہے عجب سرِ نہاں ہے / منکر ہے سدا ناصحِ نادان ہمارا
یہ کون و مکاں تنگ ہے ہمت میں ہماری / ہے اس سے پرے عشق کا میدان ہمارا

جب جلوہ نما یار ہے دل میں ترے حافظ
سلطانِ جہاں آج ہے مہمان ہمارا

ہے وقفِ بتاں یہ دل و ایمان ہمارا / جز عشقِ بتاں کچھ نہیں سامان ہمارا
زاہد تجھے ہے خلدِ بریں لائق و زیبا / وہ کوچۂ دلدار ہے شایان ہمارا
یہ ناصحِ نادان جو بیزار ہے ہم سے / پیچھے سے کرے گا بہت ارمان ہمارا
ہم عشق کے بندہ ہیں نہ کافر ہیں نہ مومن / بس عشقِ صنم دین ہے ایمان ہمارا
اس عشق کی دولت سے ملائک بھی ہیں محرم / کیا جانے کوئی حال پریشان ہمارا
ہم حسنِ خداداد کے ہر وقت ہیں ناظر / مصحف ہے یہی اور یہی قرآن ہمارا

حافظ تجھے کیا خلدِ بریں کی ہے تمنا
ہے کوچۂ دلدار گلستان ہمارا

ہم نے دنیا میں آ کے کیا دیکھا / عمر بھر دل کو مبتلا دیکھا
دامِ الفت بچھے ہوئے دیکھا / دل کو اپنے پھنسا ہوا دیکھا
خوابِ غفلت تھی زندگی اپنی / اس میں ہرگز نہ کچھ مزا دیکھا
جب کھلی آنکھ اور ہوش آنے / سارے عالم کو بے وفا دیکھا
جنکو ہم جانتے تھے دوست عزیز / اپنے مطلب کا آشنا دیکھا
ناگہاں ہو گیا گذر میرا / میکدہ کا جو در کھلا دیکھا
جا کے دیکھا تو ساقیِ سرشار / مے پلاتا ہے بر ملا دیکھا
دور میں تھا جو جامِ وحدت کا / عام فیض اس کا بے ریا دیکھا
دورستان بادۂ وحدت / جس کو دیکھا تو باصفا دیکھا
چل رہا تھا جو دورِ ساغر کا / بادہ نوشی کا ایک مزا دیکھا
ایک گوشہ میں مجھ سے مسکین کو / بے نوا مفلس و گدا دیکھا
اپنے جاہ و جلال کی غیرت / آئی ساقی کو آنکھ اٹھا دیکھا
جام مے کا عطا کیا مجھ کو / اور افیون پہ کچھ کھلا دیکھا
مے کے پیتے ہی یار و مفلس نے / کچھ عجب دولت و غنا دیکھا
ساری محفل تھی بادہ نوشوں کی / جس کو دیکھا تر خوش ہوا دیکھا
کیا کہیں کچھ کہا نہیں جاتا / بزم میں اس پری کے کیا دیکھا
ہو گئے بیخود جدھر کو دیکھا یار / بخدا نورِ مصطفا دیکھا
سارے عالم میں ذرہ ذرہ کو میں / یار کو ہم نے جا بجا دیکھا
بیوفا جس کو ہم سمجھتے تھے / عین دلدار باوفا دیکھا
یہ وفا بے وفا تو جھگڑے ہیں / کہیں کچھ بھی نہ جز خدا دیکھا
سارے عالم کے قصہ جھگڑوں ہیں / ایک ہی سب کا مدعا دیکھا

مومن و کافر و سعید و شقی
سب کا منہ جانب خدا دیکھا
عین وحدت جو دیکھی یہ کثرت
جلوہ آرا وہ دلربا دیکھا
غیر واحد نہیں نظر میں میری
ہر جگہ اپنا مدعا دیکھا

حافظا گلشن دو عالم میں
تیرے ہی گل کو بس کھلا دیکھا

تمہاری بزم طرب میں جاناں عجب طرح کا حساب دیکھا
اُدھر تو عریاں پڑا ہی زاہد اُدھر کو واعظ خراب دیکھا
نہ دیکھا ہم نے کوئی بھی ایسا تمام عالم میں آکے پر پرو
جو تیری مجلس میں آن پہنچا نہ اپنے دل کو کباب دیکھا
جو شیخ و واعظ کریں تھے دعویٰ خدا پرستی کا آج انہوں نے
بزم رندانِ لاکھ بازاں بہت سا کچھ پیچ و تاب دیکھا
جب دنیا تو ہے پشیماں سمجھ تو واعظ حقیقت اُس کی
ہے سب یہ دھوکا طلسم عالم جہان جو دیکھا سو خواب دیکھا

اگرچہ جزء ہے دریا کہ کل ہے یہی ہے قطرہ یہی ہے دریا
ظہور عالم کا ہم نے حافظ تمام مثلِ حباب دیکھا

جو ہم نے کوچہ و بازار دیکھا
بہر سو جلوۂ دلدار دیکھا
یگانہ اور بیگانہ سبھی کو
شرابِ عشق سے سرشار دیکھا
بدیر و کعبہ سر مارا بہت سا
کہیں کچھ بھی نہ جز اوبار دیکھا
خدائی بھر میں وہ دولت نہ دیکھی
جو فیضانِ درِ خمار دیکھا
بہ مینِ شہ نظام پیرِ وحدت
بہ رازِ حق یہ در و دیوار دیکھا
نہیں محرم کہوں کیونکر خدایا
نظر سے دل سے جو اسرار دیکھا

بجز عشاق کے دنیا میں حافظ
جسے دیکھا تو بس مردار دیکھا

اس یار کو نہ شمع نہ پروانہ میں دیکھا
بستی میں نہ جنگل میں نہ ویرانہ میں دیکھا
سر مارا بہت دیر و حرم میں تو شب و روز
مسجد میں نہ کعبہ میں نہ بتخانہ میں دیکھا
ٹکرایا بہت سر کو عبادت میں خدا کی
لیکن نہ خدا معبد و بتخانہ میں دیکھا
جب تک میں رہا ڈھونڈتا پھرتا تھا خدا کو
جب میں نہ رہا یار کو خود خانہ میں دیکھا

میں اُس میں ہوں وہ مجھ میں مگر جلوہ کناں ہے
یہ لطفِ محض عشق کے میخانہ میں دیکھا
اس روشنی میں شمع نے دیکھا ہے خدا کو
پروانہ نے دیکھا ہے تو جل جانے میں دیکھا

حیران و پریشان تو پھرتا ہے جو حافظ
کچھ تو نے مزا خونِ جگر کھانے میں دیکھا

دلدار کو میں عشق کے میخانہ میں دیکھا
ہر کار میں ہر بار میں خمخانہ میں دیکھا
یہ نقشہ کہیں ساری خدائی میں نہ دیکھا
ساقی جو مزا ایک تیرے پیمانہ میں دیکھا
ایک گھونٹ کے پیتے ہی جو پھر دیکھا خدا کو
ہر بال میں ہر خوشہ میں ہر دانہ میں دیکھا
حاصل نہ ہوا خضر کو ایک ذرہ بھی اُس سے
جو ہم نے مزا جینے سے مر جانے میں دیکھا
اُس زلفِ معنبر نے بنایا مجھے کافر
کیا خوب مزا زلف کے بل کھانے میں دیکھا
کیا زہد و عبادت لئے پھرتا ہے تو زاہد
یہ سارا مزا دل کے خلل جانے میں دیکھا

حافظ تو ہوا سارے زمانے میں جو بدنام
کیا تو نے مزا جان کے جل جانے میں دیکھا

چھا گیا عشقِ بتاں جب خاص کیا اور عام کیا
عشق کے میدان میں ان زاہدوں کا کام کیا
درگہِ پیر مغاں برتر ہے عرش و کرسی سے
عقل کل حیران ہے وہاں عقل کا ہی نام کیا
دور ہو ہستی سے اپنی دیکھ میخانہ میں آ
لطف کیا کرتا ہے ساقی کر رہا ہے جام کیا
اس کا ادنیٰ لطف ہے دنیا و دین سے بے خبر
ہوتا ہے جو پیتا ہے پھر ننگ کیا اور نام کیا
رات دن رہتا ہے حاضر بارگاہِ پاک میں
ہے شہودِ حق اسے غائب سے پھر ہی کام کیا
نیک و بد اور خیر و شر زہد و صلاح سے ہوا الگ
غیر حق اب کیا رہا فرخندہ اور فرجام کیا

ہے عجب رسوائے عالم حافظِ دل خستہ تو
تجھ سے زیادہ ہے کوئی عالم میں اب بدنام کیا

ہم سے رہتا ہے الگ یا تو وہ دلدار جدا
حسن کا اُس کے نہیں دیکھ لو بازار جدا
سیکنوں اُس کے طلبگار ہیں عالم میں دلا
جس کو دیکھو گے وہ ہے عشق کا بیمار جدا
ہجر میں اُس کے یہاں رہتی ہیں ہر دم واللہ
چشم سے میری سبھی اشک گہر بار جدا

رات دن لب سے مرے کچھ نہیں میں ابرگز
ہاں مگر ہوتی ہے یہ آہِ شرر بار جدا

صدمہ ہجر گذرتا ہے مرے دل پہ مگر
مارے ڈالے ہے مجھے وہ غمِ اغیار جدا

ایک صدمہ ہو تو جانبر ہوں عزیزو اُس سے
دین و ایمان گیا دل سے گرفتار جدا

حق نے کیا اور عنایت کیا مجھ کو حافظ
تیرے ہوتے ہیں الگ سب سے یہ اشعار جدا

جو جانے کوئی پہلے حال اس دردِ جدائی کا
نہ لیوے کوئی عالم میں مگر نام آشنائی کا

جسے دیکھو وہی مقتول و زخمی تیرِ قاتل کا
مجھے دعویٰ نہیں واللہ مگر ایک جبہہ سائی کا

مجھے گھیرے ہے جب افواجِ غم اسکی جدائی میں
شغل رہتا ہے ہر دم میرا احمد کی دوہائی کا

مجھے کیا غم ہے دنیا میں کسی کی بس ملامت سے
مرا دلبر ہے وہ ایسا کہ مالک ہے خدائی کا

خبر حافظ گدا کی جلد لو شاہِ نظامِ حق
ترے در کا گدا ہرگز نہیں محتاج شاہی کا

بندۂ صابر نہ دنیا اور دیں کے کام کا
وہ مقید کچھ نہیں ہے مست بادہ جام کا

دین و دنیا اس کے یہ دونوں ہیں چاکر اور غلام
اس کو اندیشہ نہیں ہے ننگ کا اور نام کا

بندۂ صابر ہے آزاد دو عالم بے گماں
کچھ مقید وہ نہیں ہے ننگ کا اور نام کا

زاہدا ہستی کو کھو کر دیدۂ عبرت سے دیکھ
چل رہا ہے دورِ ساغر ساقیِ گلفام کا

گر میسر ہو تجھے در بزمِ رنداں پاکباز
جلد جا اور نوش کر ایک جرعہ ان کے نام کا

زاہد دنیا ہوا اور عشق جنت دل میں ہے
بے خبر عشقِ خدا سے زہد ہے کس کام کا

آستانہ حق ہے حافظ وہ درِ مخدوم حق
ورد رکھ دل میں ہمیشہ تو اسی کے نام کا

کشتہ ہوں میں بس چہرۂ گلفام کسی کا
زندہ کرے مجھ کو یہ ہے بس کام کسی کا

اُس نرگسِ جادو سے یہ فتنہ ہوا برپا
سب عیش گیا عشرت و آرام کسی کا

بوسہ دے جسے چاہے مری جان سی عاشق
کیا خوب مرے کوئی اور ہو کام کسی کا

زاہد تو عبادت میں خدا کی جو ہے مصروف
دیکھا نہیں دیدار لب بام کسی کا

ہستی و خودی میں تو جو بد مست ہے واعظ
ہاتھ آیا نہیں تیرے کبھو جام کسی کا

مستان مئے عشق کو کہتا ہے بُرا تو
اچھا نہیں کرنا ہے یہ بدنام کسی کا

حافظ تو نہ کر شکوہ ملامت کا جہاں کی
رکھ ورد زباں شوق سے تو نام کسی کا

جب سے وہ نور بسا دیدۂ حیران میں آ
عقل زائل ہوئی آتش لگی طوفان میں آ

حیف دنیا میں رہی گل نہ گلستاں سے خبر
ہم کو رحمت نہ ملی یارو گلستان میں آ

زاہدا زہد میں مغرور ہے نامرد ہے تو
اور جو تو مرد ہے تو عشق کے میدان میں آ

ہے یہ نادانی تری جنت و رضواں کی ہوس
عیش چاہے ہے اگر کوچۂ جانان میں آ

بے خبر عشق سے ہے میرے وہ دلبر لیکن
زلف کستی ہے میرے جال کو بس کان میں آ

ہے یہ گلزار خدا دیکھ ذرا اے ناصح
گل سے غافل ہے ارے حیف گلستان میں آ

غم نہ طوفانِ بلا سے ہے تجھے اے حافظ
دل ہوا غرق ترا چاہِ زنخدان میں آ

ردیف الباء

عشق میں عشاق کو حالِ پریشاں کیا ہے خوب
کفر ہاتھ آوے جو جاوے نقدِ ایماں کیا ہے خوب

دین و دنیا چھوڑ کر حاصل ہو گر عشقِ صنم
نذر کو جاناں کی یارو تحفۂ جاں کیا ہے خوب

طالبِ دیدار کو دن رات ہووے اضطراب
بیقراری میں دلا چاکِ گریباں کیا ہے خوب

رات دن عشقِ بتاں میں زار و رسوا و تباہ
عاشقِ دلدادہ ہووے دیدہ گریاں کیا ہے خوب

زندگی عشاق کی سوز و گدازِ جانِ جان ہے
آتشِ عشقِ صنم سے سینہ بریاں کیا ہے خوب

زاہد بیدرد کے زہد و عبادت سے دلا
دردمندِ عشق کی وہ آہ و افغاں کیا ہے خوب

شہ نظامِ مقتدا کے آستانۂ پاک پر
حافظِ بدنام کی یہ چشم گریاں کیا ہے خوب

ظلم اور بیداد کافر نا مسلماں کیا ہے خوب
اضطرابِ عاشقِ مسکین و حیراں کیا ہے خوب

چھٹ گئے عشاق قیدِ دو جہاں سے سربسر
پائی بندِ قیدِ وہ زلفِ پریشاں کیا ہے خوب

پیچ و تابِ عاشقاں اندر خمِ گیسوئے یار
طرۂ طرار اور گیسوئی پیچاں کیا ہے خوب

بادہ خواری بُت پرستی سے مری ای دوستو
دیکھا مجھ کو اتفاقاً ایک دن اُس شوخ نے
ہنس کے بولا یہ کہیں عاشق ہے سودائی مزاج

ناصح ناداں بہت ہوتا ہے حیراں کیا ہے خوب
حال پر میرے ہوا وہ شاد و خنداں کیا ہے خوب
اس کا یہ حالِ پریشاں جاکے اماں کیا ہے خوب

جا بجا اور کو بکو بدنام حافظ جو ہوا
قابلِ رحمت ہوا یہ ساز و ساماں کیا ہے خوب

کسقدر ہے یارو مجھ کو اضطراب
سوزشِ سوزِ دروں ہے اسقدر
عشق کی آتش نے پھونکا جان و تن
گریۂ اشکوں سے ہوں طوفان میں
شعلۂ نارِ دروں بجھتا نہیں
نقدِ امروزہ ہے عاشق کو پسند

رات دن کھاتا ہوں دل میں پیچ و تاب
جل بجھے تابش سے اُس کی آفتاب
جل گیا سینہ جگر ہے بس کباب
کچھ نہیں باقی رہا آنکھوں میں آب
کسقدر ہے تیز ساقی یہ شراب
منتظر زاہد ہے در روزِ حساب

ساقیِ جاں حضرتِ شاہِ نظام
ایک نظرِ رحمت کی حافظ پر شتاب

یا الٰہی کیا ہے مجھ کو اضطراب
کِس کی اُلفت کی ہے آتش شعلہ زن
چہرہ کس کا یا خدا پیدا ہوا
جلوہ فرما ہووے جب میرا صنم
عقل و دانائی ہوا و عشقِ بتاں
کعبہ و بتخانہ یہ جھگڑے ہیں اور

کھاتا ہے دل رات دن کیا پیچ و تاب
سینہ سے آتی ہے یہ بوئے کباب
چھپ گیا جس کے مقابل آفتاب
کیا ہے زاہد اور کہاں ہیں شیخ و شاب
اُس کے آگے عقل ہے مثلِ حباب
جائی عشاقاں خراباتِ خراب

حافظا چل در خراباتِ مغاں
از طفیلِ شہ نظامِ عالی جناب

کیا عجب ہے کہ جو ہو عاشق بدنام خراب
نہ ملا کچھ بھی پتا شیخ و برہمن کو ذرا

یہ تماشا ہے کہ ہے زاہد خود کام خراب
دونوں ہر چند پھرے صبح سے تا شام خراب

حضرتِ عشق کی شوکت کو کوئی کیا جانے
واعظا عمر تو کھوتا ہے عبث بیہودہ
سیرِ میخانہ کی گر جا کے ذرا دیکھ تو وہاں
اپنی خودکامی میں دن رات تو ہے مستِ غرور

سینکڑوں ہو گئے برباد نکو نام خراب
حیف غفلت میں ہے تو غافل خودکام خراب
مست ساقی سے پڑا ساغرِ مئی جام خراب
تیری نادانی سے ہے تیرا یہ سب کام خراب

حافظا زاہدِ بیہودہ کی ہے ایسی مثال
قصد ہے حج کا مگر جامۂ احرام خراب

زاہد و عاشق ہیں دونوں قیدِ ہستی میں خراب
ہے مقید گردشِ گردوں میں واعظ بے خبر
ساکنانِ میکدہ دیکھے جو ہم نے آنکھ کھول
مفلس و زردار جو دنیا میں ہیں بے چین ہیں

یہ تو گمراہ زہد میں وہ عشق و مستی میں خراب
روز و شب رہتا ہے وہ بالا و پستی میں خراب
سب کے سب دن رات ہیں بادہ پرستی میں خراب
کوئی دولت میں ہے کوئی تنگدستی میں خراب

حافظا خوش حال اس کا جو کہ یہاں کچھ بھی نہ ہو
کچھ نہ چالاکِ زماں ہو اور نہ سستی میں خراب

کیسا زہد اور کیا ہے تقوے کیا حساب
دل ہے مشتاقِ جمالِ گلرخاں
سینہ بریاں دیدہ گریاں خونِ جگر
زاہدوں کو عشق سے نسبت ہے کیا
جس کو عشقِ ساقیِ گلرو نہیں
ہے نہیں کوئی ہنر کچھ کام کا

ساقیا دیدے مجھے جامِ شراب
شہد پر جس طرح ہوتی ہے ذباب
ہے رواں آنکھوں سے جوں سیلابِ آب
زہد اس کا ہے بمانندِ سراب
وہ نہیں ہوتا ہے ہرگز کامیاب
راہ میں حق کی مگر وہ بادہ ناب

حافظِ رسوا نے ایک مدت ہوئی
طاق میں رکھدی ہیں سب علم و کتاب

کعبہ و بتخانہ کیا اور کیسا مذہب کیا حساب
ایک ادنیٰ فتنہ سازی سے تری ای ماہرو
ایک نگاہِ مست سے تیری ہیں باللہ العظیم

نرگسِ جادو سے تیرے سب کے سب ہیں آج خراب
واعظِ ناداں کھا دی عاشقوں نے پیچ و تاب
صد ہزاراں بتکدہ صد مسجد و منبر خراب

جب کہ آ دور میں ساقی ترا یہ جام مے
پھر کہاں کا واعظ و ملا اور کیسے شیخ و شاب

زاہدا بہرِ خدا اس بیہودہ گوئی کو چھوڑ
راہیِ میخانہ ہوئے ہاتھ میں جامِ شراب

صومعہ پر خوں سے باہر صحبتِ رنداں میں آ
نوش کر جام و صراحی اور بادہ صاف و ناب

مثلِ حافظ کر تلاوت مصحفِ روئے صنم
عشق اور کنجِ عبادت کیسا ذکر اور کیا حساب

مستِ ازلی کو نہیں حاجت دورِ کار شراب
وہ اگر پیویں تو کیا کرتی ہے سرشار شراب

بادۂ وحدتِ جاناں کے جو میخوار ہیں وہ
اُن کے کس کام میں آتی ہے یہ مردار شراب

خونِ دل پیتے ہیں عشاق جلاتے ہیں جگر
ہے کبابِ جگر و خونِ دل اے یار شراب

عاشقِ حسنِ ازل صحبتِ غیروں سے نفور
شیخ کو ملتی ہے از صحبتِ اغیار شراب

تو نہ کس طور سے بدنام ہو دنیا میں بھلا
حافظا تو نے تو پی ہے سرِ بازار شراب

رات دن پیتے ہیں ہم بے شیشہ و ساغر شراب
ہے یہ ذوقِ عاشقاں ہوویں مئی احمر شراب

واہ کیا قدرت سے ہے نادر کیا ہے یہ اسرارِ عشق
کی ہے تیر یار نے عشاق پہ اکثر شراب

واعظ و ملا و شیخ و محتسب ہشیار ہو
حق نے کر دی ہے حرام ای غافلو تم پر شراب

واہ ای نادانی کہ واعظ منکرِ عشاق ہے
منتظر ہے روزِ محشر کو ملے کوثر شراب

گرچہ ہم بدنام ہیں واعظ نہ کر غیبت کبھو
گوشت کھانے سے مسلماں کے ہے بس بہتر شراب

بھولجاوے دو جہاں کی لذتیں اک دم میں سب
جلوہ دکھلا دے گر اپنا وہ رخِ انور شراب

ہیں اگر بدنام و نافرجام ہوں حافظ مگر
رکھتی ہے دن رات میرا دیدۂ و دل تر شراب

گھٹ گیا اس رخ کے آگے اقتدارِ آفتاب
ہو گیا سنگِ سیہ قرصِ عذارِ آفتاب

کر دیا ایک نیم نظارہ نے کارِ جاں تمام
مرغِ جاں اپنا ہوا گویا شکارِ آفتاب

اس کفِ پا کی چمک اکبار جو آئی نظر
ہو گئی آنکھوں میں اب تو سب شمارِ آفتاب

رات کو سوتے ہوئے اس کی کفِ پا کھل گئی
ہو گیا زرد و پریشاں روزگارِ آفتاب

دل ہوا روشن ترا حافظ جمالِ عشق سے
چاہیے کیا بس تجھے اب انتظارِ آفتاب

ہند موگر کوی جاناں سے ہے عجب
سینۂ عاشق گلستاں سے ہے عجب

قید کرنے کو دلِ وحشی کے یار
کاکلِ مشکیں پریشاں سے ہے عجب

کس طرح دیکھوں میں روئے یار کو
ماہ میں چاہِ زنخداں سے ہے عجب

کیا ہی خوش ہے یہ مری آوارگی
ہاتھ میں چاکِ گریباں سے ہے عجب

تھک گیا واعظ بھی وعظ و پند سے
عاشقوں سے وہ پشیماں ہے عجب

بارشِ اشکِ رواں تھمتی نہیں
روز و شب یہ چشمِ گریاں سے ہے عجب

سینہ بریاں دیدہ گریاں خونِ دل
حافظا یہ تیرا ساماں ہے عجب

یار ہم پر اب مہرباں ہے عجب
اور ہی کچھ اپنا ساماں ہے عجب

خود بخود امنڈی ہے ایک طوفانِ عشق
بے تکلف دیدہ گریاں ہے عجب

مارتا تھا زخم ہر دم وعظ سے
ناصحِ ناداں پشیماں ہے عجب

ایک دو ساغر پی کے میخانہ میں کل
ہو گیا زاہد مسلماں ہے عجب

محتسب اور شیخ غافل عشق سے
کس طرح کے ہیں یہ ناداں ہے عجب

سن کے وعظ و پند قیل و قالِ شیخ
ہو گئے عاشق پریشاں ہے عجب

پابندِ اسلام کیوں ہو حافظا
یار خود ہے نامسلماں ہے عجب

رخ پہ اس کی زلفِ پیچاں ہے غضب
دل مرا ہوتا ہے حیراں ہے غضب

خالِ ہندوی صنم کو دیکھ کر
ہو گئے کافر مسلماں ہے غضب

ناز و خندہ ہے شعار اس شوخ کا
یہاں رواں اشکوں کا طوفاں ہے غضب

ہو گئے بیچارہ لاکھوں پائمال
عشق کا یہ دیکھو میداں ہے غضب

غیروں سے ہنس ہنس کے وہ باتیں کرے
میں کھڑا نالاں و گریاں ہے غضب

شیخ ہے نازاں بسنجاب و سمور
عاشقِ مسکین عریاں ہے غضب

ردیف التآء

حافظ ہو بدنام و رسوا ملک میں
ناصحِ ناداں خنداں ہے غضب

چہرہ کا تیرے تھا جو تصور تمام رات
رویا میں شوق میں ترے دلبر تمام رات
نقشہ ترا تھا ایسا جما میرے دل میں یار
یاد آیا مجھ کو خالقِ اکبر تمام رات
کھاتا تھا بسکہ گیسوئی مشکیں سے پیچ و تاب
ڈستے تھے مار زلف معنبر تمام رات
ظاہر میں گو جدا تھا میں اس سیم تن سے یار
تھا میری بر میں پردہ ستمگر تمام رات
میں دیکھتا تھا اس کو تصور میں رُو برو
سینہ میں نار شوق تھی اخگر تمام رات
تھا محو اسقدر کہ خبر اپنی کچھ نہ تھی
تکتی تھی آنکھیں وہ رُخ انور تمام رات

حافظ کو جانتا ہے وہ بت بھی کہ روز و شب
تڑپے ہے وہ تو خاک کے اوپر تمام رات

بے چین رہتا ہے دلِ مضطر تمام رات
ایک بت کا دھیان ہے اُسے اکثر تمام رات
پھرتا ہوں کو وہ دشت میں وحشی بنا ہوا
لگتے ہیں خار پا میں برابر تمام رات
کیا میرے عزیز کہ تنہا ہوں دشت میں
دامن میں رہتے ہیں مرے گوہر تمام رات
قسمت خدا کی رات کو ناصح ہو چین سے
ہم کو ستا دے ایک بتِ کافر تمام رات
ممکن نہیں نجات ہماری ہو تا ابد
افسوس پڑھے جو شیخ بھی ہم پر تمام رات
زاہد تو اپنے زہد و عبادت میں رات بھر
رہتے ہیں ہم تو حسن کے ناظر تمام رات

مختار ہے وہ لطف کرے یا جفا کرے
حافظ رہے ہے صابر و شاکر تمام رات

رہتا ہوں محو جب الست نا ہوش میں دن رات
آدل جام مے عشق سے بیہوش ہیں دن رات
سب بھول گئے ملت مذہب کے یہ جھگڑے
کرتا نہیں پرستش فراموش ہیں دن رات
سجدہ سے مرا آٹھوں پہر بر درِ خمار
اُس ساقیِ وحدت سے ہوں مدہوش ہیں دن رات
ہیں کیا کیا مصیبت میاں اب یادیں ہم کو
پر عشق بتاں میں ہوں بلا نوش ہیں دن رات

سگِ بانی میخانہ سے جب ملتا ہے دلبر
حافظ کردن کیا اُس کو فراموش ہیں دن رات

فہم میں آتی نہیں ہے شوخ سنگیں دل کی بات
عاشق و معشوق کیا ہے یہ عجب مشکل کی بات
کون ہے معشوق و عاشق اور کہاں عشقِ صنم
خود بخود بیخود ہے بیٹھا ہر دم اصل کی بات
کس کا وصل و ہجر اور کیسا ہے یہ جوش و خروش
اپنا ہی سب کام ہے اور یہ بھی اپنے دل کی بات
عابد و معبود خاک ہیں یک غافل ہوشیار
غیر حق کوئی نہیں سب ہی ہے ازل تحمل کی بات
ہو نگاہِ پاک جب دیکھے وہ حسنِ یار کو
غیر فہم پاک کب سمجھے کوئی کامل کی بات
عارف و معروف یہاں کچھ بھی نہیں جز ایک ذات
مرد احمق کچھ نہ مانے عارف واصل کی بات

غیر حق کوئی نہیں عالم میں بالتعمیم
قاضی و ملا نہیں کب حافظ بسمل کی بات

مومن و مسلم نہ جانیں اس پری پیکر کی بات
غیر کافر کون جانے اُس بت کافر کی بات
جس کو دیکھو بادہ ہستی میں ہیں بیخود ست سے
عاشقِ بیخود ہی جانے اُس رخِ انور کی بات
جو کہ ہے پابند زلفِ کافرِ عیار کا
وہ ہی جانے خوب کہ اس گیسوئے ابتر کی بات
جز نماز و روزہ کے کیا جانے زاہد بے وقوف
حور و غلماں کی وہ جانے لونڈہ کوثر کی بات
اہل تسبیح و مصلا بے خبر ہیں عشق سے
وہ نہیں جانیں بیچارہ یار کیسی بزرگی بات
مالکیانِ تحیہ کش ہیں شیخ صاحب سادہ دل
حق پرستی اُن کی ہے فرزند او دختر کی بات

کافر زلفِ صنم ہے حافظ عیار رند
خوب سمجھے ہے وہی اس بیوفا کافر کی بات

ہیں سرخ لال لال جو یہ دست و پائے دوست
خوں ہے یہ عاشقوں کا نہیں یہ حنائے دوست
زاہد ترے نصیب ہیں حور و قصور سے
قسمت میں عاشقوں کے ہے جو مدعائے دوست
ہے ننگ عاشقوں کو طلب کرنا شغلہ کا
جنت میں کب نصیب ہے یہ خاکِ پائے دوست
آنکھوں میں عاشقوں کے نہیں جز جمال یار
دل میں کہاں ہے جا کہ جو ہو ماسوائے دوست
اے مردہ دل ذرا تو لگا دل کو یار سے
کار مسیح کرتی ہے آوازِ پائے دوست

صد حیف عمر گذری تری وعظ و پند میں
آئی نہ لب پہ تیرے کبھو ہو وہائی دوست

حافظ کو دین و دنیا میں ہو احتیاج کیا
وہ ہے قدیم سائلِ دولت سرائی دوست

مقتلِ عشاق ہے یا رہگذارِ کوئی دوست
رہزنِ آفاق ہے یا زلفِ عنبر بوئی دوست

شور و شر عالم میں ہے اُس حسنِ بے پایان کا
فتنہ آشوبِ جہاں ہے نرگسِ جادوئی دوست

زاہدا سجدہ ترا ہے سوی محرابِ جنال
سجدہ گاہِ عاشقاں طاق و خمِ ابروئی دوست

پائی بندِ عشق ہے آزادِ مطلق بے گماں
وہ مقید ہے بصد زنجیرِ زلف و موئی دوست

حلقہ سودائے جنوں ہے یا کہ زنجیر بلا
یا کمندِ عشق ہے یا طرۂ گیسوئی دوست

آرزو ہے شیخ کی حاصل کرے خلدِ بریں
عشق لیجاتا ہے ہر دم شاد خنداں سوئی دوست

حافظا اس قیل و قالِ مدرسہ پر خاک ڈال
تجھ کو کافی ہے خیالِ طرۂ ہندوئی دوست

سوادِ ابروئے دلبر ہے بسم اللہ کی صورت
وہ بینیِ یار ہے گویا الف اللہ کی صورت

رُخِ امکا والضحیٰ ہے آنکھ اُس کی چشمۂ کوثر
سیاہی خط سے پیدا ہے کلام اللہ کی صورت

سراپا ہے نورِ حق مجسم وہ خدائی میں
بچشمِ عاشقاں ظاہر ہے اُس دلخواہ کی صورت

حقیقت سے ہے زاہد بیخبر افسوس صد افسوس
نمایاں ہے ہر ایک شے میں رسول اللہ کی صورت

دلِ حافظ ہے دریائے حقیقت بحرِ بے پایاں
بھلا چھپتی ہے کب دریا میں یارو ماہ کی صورت

اُس محبت کی نہیں آتی ہے کچھ دھیان میں صورت
ایسی تو نہیں عالمِ امکان میں صورت

عُشاق کی حالت سے تو آگاہ نہیں ہے
دیکھے ہے جو تو عاشقِ حیران میں صورت

عاشق تری فرقت میں اگر خاک اُڑا دیں
شرمندہ ہو مجنوں کی بیابان میں صورت

اے زاہدِ نادان سنبھل ہوش ذرا کر
دکھلائیگا کیا عشق کے میدان میں صورت

ہے حال پریشان مرا زلفِ بتاں سے
دیکھ اُس کی مرے حالِ پریشان میں صورت

عالم جسے کہتے ہیں گلستانِ خدا ہے
ظاہر ہے عجب سنبل و ریحان میں صورت

حافظ ہے عبث کعبہ و بتخانہ میں جانا
بس دیکھ تو اپنے دلِ حیران میں صورت

عشق میں یارو کہاں عیش و طرب کی بات چیت
روز و شب رہتی ہے یہاں رنج و تعب کی بات چیت

تلخ ہم پر ہو گئیں ساری جہاں کی شادیاں
ہاں مگر شیریں ہے ہم کو پستہ لب کی بات چیت

وہ اگر لب کو ہلا دے جاویں لاکھوں جان سے
آتی ہے اُس شوخ کو تو ایسے ڈھب کی بات چیت

بوسہ گر دیوے تو دیوے آپ ہی دل کھول کر
کیا ہے طاقت جو کرے کوئی طلب کی بات چیت

زاہدِ ناداں تو ہے خورسند کل کے روز پر
ہم نہ جانیں ہے یہ کب کا ذکر کب کی بات چیت

زلف ابتر اسلئے ہے وہ پریشاں رو سیاہ
منہ لگاتی ہی نہیں ہے کچھ ادب کی بات چیت

مدرسہ ہے اور واعظ اور ذکرِ خلد ہے
حافظ اور میخانہ ہے اور ہے عنب کی بات چیت

ہم نے دنیا میں حسین اور نازنیں دیکھے بہت
صد ہزاراں ماہر و اور ہمنشیں دیکھے بہت

روز و شب چھانی ہے خاک اس عشق کی میدان میں
پستہ لب غنچہ دہن سروِ چمن دیکھے بہت

لیکن اپنے اس صنم کی خاکپا کے روبرو
ذرہ سے کم بیقدر ماہ جبیں دیکھے بہت

ہے یہ زنجیرِ بلا یا زلف کافر کیش ہے
مبتلا جس میں ہزاروں اہلِ دیں دیکھے بہت

کوئی ایسا شعلہ رو اور فتنہ جو دیکھا نہیں
یوں تو عالم میں ہزاروں نازنیں دیکھے بہت

ہے کوئی عالم میں ایسا تند خو آتش مزاج
جس کے ہر مو سے اثارِ آتشیں دیکھے بہت

قطرہ ہر اک اشک کا تیرے ہے دُرِ یمیں
ہم نے حافظ انجم چرخِ بریں دیکھے بہت

زاہد تو ہے خورسند بفردائے قیامت
یہاں کوچۂ دلدار ہے صحرائے قیامت

جو عاشق جانباز ہیں اُس حسنِ صنم کے
ہر دم اُنہیں حاصل ہے تماشائے قیامت

جن کو ہے یہاں نقد قیامت کا تماشا
کیا جانیں ہیں وہ شور و غوغائے قیامت

جو جلتے ہیں دن رات پڑے نارِ خدا میں
کیا کرتی ہے دوزخ انہیں ہو ہائے قیامت

واعظ تو ڈراتا ہے ہمیں نارِ سقر سے
جل جاوے مری آگ سے صحرائے قیامت

ہے جن کی غذا رنج و مصیبت لے ری ناداں
کب دھیان میں لاتے ہیں وہ ایذائے قیامت

حافظ تجھے کیا ڈر ہے بھلا روزِ حشر کا
ہے تیرا صنم انجمن آرائے قیامت

عشاق عاشقی میں ہیں بے نام و ننگ چُست
میدانِ عاشقی میں مثالِ پلنگ چُست
مژگانِ یار سے دلِ وحشی کہاں بچے
بیٹھا ہوا ہے جب کہ وہاں پر خدنگ چُست
کیا مستعد لڑائی کی مژگانِ یار ہے
کرتی ہے کارزار چو فوجِ فرنگ چُست
اے ناصحِ خراب ذرا میکدہ کو چل
ایک جام پی کے دیکھ مئے لالہ رنگ چُست

حافظ تو بات واعظ بیدرد کی نہ سُن
عشاق کے ہی واسطے وہ خانہ جنگ چُست

زاہد عجب طرح کا ہے مغرور ہوا پرست
ہے بُت پرست جانی ہی ہوں میں خدا پرست
جنت کی آرزو میں شب و روز مبتلا
عشقِ خدا سے دور وہ ہے خود ہوا پرست
یہ طرفہ ماجرا ہے کہ منکر ہے عشق کا
عشاق حق ہیں جو کہ عزیز و صفا پرست
واعظ نہ کر بھروسا تو علم و کمال کا
ہم بُت پرست ہیں اگرچہ تو ہیگا خدا پرست
عشقِ صنم سے جو کہ ہے محروم ناصحا
وہ بے نصیب ازلی ہے گو ہے خدا پرست
عاشق ہے رند مشرب و قلاش روزگار
زاہد ہے زور مکر سے یار و حیا پرست

ردیف — التاء

حافظ تجھے ہے رندی و مستی نصیب یار
صد شکر عاشقوں میں تو ہی بس وفا پرست

ناصحا بہرِ خدا مجھ پہ نہ بل کھائے عبث
میں تو زنہار نہ مانونگا تو سمجھائے عبث
اللہ اللہ رے تری سنگدلی دیکھے نہ تو
کوئی کیسا ہی کہیں خاک میں ملجائے عبث
دلِ عاشق کو نہ سلجھایا خمِ زلف نے یار
بلکہ صدہا دلِ بیمار یہ الجھائے عبث
جب تڑپتا مجھے دیکھا تو یہ بولا قاتل
کہدو اس کشتہ سے نادان تو نہ گھبرائے عبث
سارا عالم مرا گو دشمنِ جاں ہو ہووے
زلف پیچاں تری پر مجھ پہ نہ بل کھائے عبث
حافظا دولتِ عشقِ صنم آسان نہیں
لاکھوں طالب ہیں کہ اس راہ میں ٹکرائے عبث

دوستو دل بس پریرو سے لگانا ہے عبث
دید کی امید پر کوچہ میں جانا ہے عبث
پردۂ روئی صنم میں گرچہ زلفِ عنبریں
عاشقوں سے لیک حُسن منہ کا چھپانا ہے عبث
کب چھپے ہے دوستو بادل میں حُسنِ آفتاب
روبرو صاحب نظر کے پھر نہ آنا ہے عبث
واعظا یہ پند تیری اور یہ وعدے خلد کے
بے دلوں کے روبرو یہ سب فسانہ ہے عبث
سر سے لیکر تا قدم نار جنوں میں جل گیا
کچھ نہ جب باقی رہا آتش بجھانا ہے عبث
کونسی ناکامی ہے زاہد کوچہ اُس دلدار کا
باہزار امید اس کوچہ میں آنا ہے عبث

ردیف — الجیم

حافظا سر بھی سلامت ہو وصال یار ہو
اس خیالِ خام پر اس رہ میں آنا ہی عبث

دیارِ یار میں دیکھا نہیں وفا کا رواج
ہے لیک زمرۂ عشاق میں دعا کا رواج
ہزاروں کشتہ ہیں تیغ و کمان ابرو کے
زیادہ حد سے ہے خوباں میں ہے جفا کا رواج
ہمیشہ خون سے عشاق کے کریں رنگیں
برائے نام کیا ہے میاں خطا کا رواج
منع جو کرتا ہے ناصح مجھے محبت سے
نہیں ہے زمرۂ کفار میں حیا کا رواج

ہوئے ہیں آگے بھی عشاق بینوا حافظ
مگر ہے تیرے زمانہ میں بیحیا کا رواج

ہوا ہے مجھ سے کشیدہ وہ یار شوخ مزاج
خدا ہی جانے کہ کیا کیا کرے ستم وہ آج
مریضِ دردِ محبت کے ہیں جو اے ناصح
نہیں وہ رکھتے ہیں پرہیز اور دوا کا رواج
مدام کوچۂ جاناں کے خاکسار ہیں ہم
نہیں ہیں شاہی کونین کے کبھو محتاج
اگر ہو مقتلِ عشاق میں گذر اُس کا
قدم وہ رکھتے ہوئے آویں لاش پر اک کاج

ترا ہے دلبر عالی مکان وہ حافظ
کہ دیں ہیں خسرو عالم ہمیشہ جس کو باج

ہے یکتا حسن میں وہ دلستاں آج
اُسے دیتے ہیں یکسر گلرخاں باج
نہیں ایسا زمانہ میں کوئی بھی
غلام ہوں جس کے سب پیر و جواں آج
ہے گلزار و چمن میں رشک گلشن
گئی جو چھوڑ کر بادِ خزاں آج

وہ رشکِ گل ہے بزم آرائی گلشن
فدا ہوا اُس پہ اے طوطیٔ جاں آج

ترا دلبر ہے وہ سُلطانِ خوباں
ہے تو عشاق میں حافظ عیاں آج

ہے کون مقابل ترے بتلا تو صنم آج
عالم ترا کشتہ ہے تو ہے اہلِ ستم آج

کہنے سے رقیبوں کے کیا مجھ سے کنارہ
عاشق کو ترے اک نیا صدمہ ہے صنم آج

یہ گالیاں تیری ہیں ہمیں قند سے بہتر
مخصوص میرے واسطے ہے لطف و کرم آج

ایک میں ہوں اُٹھاتا ہوں ترے جور و جفا یار
ہے کون اُٹھائے ترے یہ ظلم و ستم آج

حافظ ترا سینہ ہے گلستانِ محبت
تجھ سا نہیں دنیا میں کوئی اہلِ نعم آج

مول لیتے ہیں میاں ہم عشق میں راحت سے رنج
ہم کو کیا کیا کچھ نہیں حاصل ہوے الفت سے رنج

دین و دنیا کھو کے ہم نے رنج عشق آساں کیا
کسطرح یارو لیا ہے ہم نے اس محنت سے رنج

کچھ نہیں ہیں پابند اس ملت و مذہب کے ہم
ہم نے کیا کیا کچھ اٹھائے مذہب و ملت سے رنج

ہو گئے یکساں ہمیں جب وصل و ہجر اے ہمدمو
کچھ نہیں ہوتا ہمیں اب یارو اس فرقت سے رنج

عشق کی ذلت ہے بہتر سلطنت کونین سے
اسلئے ہم کو نہیں ہے عشق میں ذلت سے رنج

عاشقوں کو ہے ازل سے عشق کی دولت نصیب
ناصح ناداں کرتا ہے عبث دولت سے رنج

عاجزی حافظ کی اور شیخی کو اس واعظ کی دیکھ
اب تو ہوتا ہے ہمیں ناداں کی صحبت سے رنج

ردیف الحاء

کھینچی ہوئی ہے ابروئے خمدار بے طرح
دل میں لگی ہے میرے یہ تلوار بے طرح

تیر نگہ نے یارو میرا کام کر دیا
کرتا ہے بےکسوں پہ وہ کیا وار بے طرح

وہ اُسکا مسکرانا پھر اکدم میں چین جبیں
یہ طرز کیا ہی بھاتی ہے دلدار بے طرح

ہاتھوں سے عشق کے نہیں ممکن ہے اب نجات
دل کو لگا ہے میرے یہ آزار بے طرح

حافظ اگرچہ عشق میں یکتائے عصر ہے
زاہد اُسے سمجھتا ہے میخوار بے طرح

لیتا ہے دل کو میرے وہ دلدار بے طرح
چہرہ پہ اُس کے زلف ہے خمدار بے طرح

لب دیکھئے کہ کس کی اجل ہے پکارتی
بگڑا ہے آج کافرِ عیار بے طرح

کیا سخت بیوقوف ہے زاہد خراب حال
ہے خوفِ آخرت میں گرفتار بے طرح

پامال کر دیا ہے دل و دین و عقل و جاں
ہے فوجِ گردِ خط کے نمودار بے طرح

حافظ بتا تو کیا کروں تدبیر اب بھلا
مجھ سے ہوا ہے یار وہ بیزار بے طرح

چل رہی ہیں شوخ کی اب تیر مژگاں بیطرح
عاشقوں کو لگ رہی ہیں زخم پیکاں بیطرح

کیا غضب ہے زلف کافر ہے حجابِ روئے یار
بکھری ہے چہرہ پہ اُس کے زلف پیچاں بیطرح

بزم رنداں میں اچانک کل جو گذرا محتسب
بھاگا زاہد چھوڑ کر تسبیح مرجاں بیطرح

چل رہا تھا دور ساغر در خرابات مغاں
اور وہاں پر بپا تھا شور رنداں بیطرح

کیا ہی ناداں ہے یہ ناصح جو غرور عقل میں
آتا ہے بہر نصیحت در رنداں بیطرح

جذبۂ الفت سے آئی آشیاں کو چھوڑ کر
بلبل بے خانماں سوئے گلستاں بیطرح

عشق کے میدان میں مردانہ ہو رکھ قدم
ہیں اُٹھانے تجھ کو حافظ نازِ خوباں بیطرح

ہے کیا وہ دلربا بت عیار کسطرح
اقرار سے نکلتا ہے انکار کی طرح

قاتل جو تو نے قتل کیا تو بجا کیا
لاشہ پہ پر غضب ہے یہ رفتار کی طرح

دردِ فراق کو مرے سنتا ہی وہ نہیں
ہے یہ [illegible] کو ایسی جفا کار کی طرح

کیسا ہی ہو حسین دیا نازنین ہو
ہم کو تو بھاتی ہے اُسی خونخوار کی طرح

یہ کیا ہوا کہ حال پریشان ہو گیا
حافظ کو پوچھتا تھا وہ غمخوار کسطرح

ناصحا میں عشق کا سامان چھوڑوں کسطرح
عاشقوں کو یہ نہیں شایان چھوڑوں کسطرح

تو منع کرتا ہے مجھ کو اس کے کوچہ سے بھلا
کوچۂ جاناں ہے میری جان چھوڑوں کسطرح

گرچہ اُس کے عشق میں بدنام ہوں اے ہمدمو
ہر کے عشاق میں اپنی آن چھوڑوں کسطرح

دردو غم و رنج و مصیبت ہے بنائی عاشقاں
ان کو میں اب ناصح نادان چھوڑوں کسطرح

مصحفِ رخ کی تلاوت کیسے چھوڑوں زاہدا
حافظِ قرآن ہوں قرآن چھوڑوں کس طرح

کوئے جاناں میں الٰہی اب میں جاؤں کسطرح
ہاتھ سے ناصح کے میں دامن چھڑاؤں کسطرح

واعظ نادان ہے عشق صنم سے بے خبر
کیفیت دل کی اُسے اب میں سناؤں کسطرح

جو کہ ہے محرومِ ازلی عشق کی دولت سے آہ
راہ و رسمِ عاشقی اُس کو سکھاؤں کس طرح

منکرِ رنداں ہے زاہد اپنی بدبختی سے یار
مجلسِ رنداں میں اُس کو میں بٹھاؤں کس طرح

راہِ حق سے محض نابینا ہے یہ شیخِ نعال
رمزِ عشق و عاشقی اُس کو سناؤں کس طرح

عاشقِ حور و جناں ہے زاہدِ فسردہ دل
سوئے گلزارِ خدا اُس کو بلاؤں کس طرح

رندِ عیارِ خدائی حافظ بدنام ہے
دیکھنا ناصح کو میں بھی اب جلاؤں کس طرح

ہاتھ کیا آئے ہے ہم کو عشقِ جاناں کسطرح
داغ ہیں دل میں کھلے گلہائے خنداں کسطرح

ہجر میں بسر کرے مجھ کو رات دن یہ شغل ہے
اشک ہیں آنکھوں سے جاری برق و طوفاں کسطرح

تنگدل اور تنگ ہیں ہر ناصحا عالم میں تو
عاشقاں دریائی دل ہیں بحرِ عماں کسطرح

تو سیہ دل ہے تجھے نسبت سیاہی سے ہی کیا
رکھتے ہیں آنکھیں سفید ہم پیرِ کنعاں کسطرح

کیا ہی [illegible] تنگدل او بے حیا ناصح بھلا
عاشقوں کے حق میں ہے غولِ بیاباں کسطرح

ہے ملامت صیقلِ زنگارِ عاشق دوستو
اس سے دل امنڈ ہی ایسا موجِ طوفاں کسطرح

عام ہیں الطاف تیرے یا نظامِ شاہِ دیں
منتظر حافظ گدا ہو رسلیماں کی طرح

ردیف الخاء

ایسا ہے روئے یار پہ یار و حجاب تلخ
کرتا ہے زندگی کو میری سب شراب تلخ

لیتے ہیں یہ مزا تری تلوار کا ہمیں
شمشیر کی اگرچہ تری ہے وہ آب تلخ

دشنام دے ہے بوسہ کی درخواست پر مجھے
کیا خوب ہے سوال کا جاناں جواب تلخ

سودائی زلفِ یار میں ہوں رات بھر خراب
آتے ہیں سیکڑوں مجھے دن رات خواب تلخ

اس چاشنی سے عشق کی واقف نہیں ہے شیخ
حافظ کو دیکھتا ہے وہ خانہ خراب تلخ

کیا سماں تھا دیکھو ہیں اس دلِ مضطر کے چرخ
گردشِ دل سے ہماری آ گیا چکر میں چرخ

نالۂ عشقِ صنم میں زار و مضطر بے قرار
دیکھنا تو عاشقوں کو کھائینگے محشر میں چرخ

اس کی محفل میں ہے وقتِ دورِ مستانِ شراب
بادۂ صافی لگے ہے کھلا اس ساغر میں چرخ

زانکہ ہوا و آب و آتش ہے سب چکر میں یہ
عاشقاں دن رات کھاتے ہیں جو چکر میں چرخ

شیخ و زاہد محتسب پھرتے ہیں آوارہ خراب
حافظ مسکیں بھی کھاتا ہے ذرا نشتر میں چرخ

عشق کی ہیبت سے یارو چرخ بھی کھاتا ہے چرخ
اپنی ہستی میں اگرچہ برتر و بالا ہے چرخ

پست ہیں سب اُس کے آگے انس و جن و ہم ملک
بعینہ خورشید بھی جس سے ہے زیبائی چرخ

عشق سے ہے عشق کی گردش میں افلاک و بروج
گر نہ اُس کا عشق ہو کس طور گردش کھائے چرخ

عشق کی گردش اگر آجائے اپنے جوش میں
آسیا کی طرح سے چلتا میں آنکھوں آج چرخ

عاشقوں کے چرخ کو آگے یہ کیا ہی چرخ چرخ
اُن کی گردش سے ہزاروں مرتبہ کھائے چرخ

دور میں جس وقت آجاوے گی اُس ساقی کی چشم
صد ہزاراں بار مدہوش ہو کے گھبرا جائے چرخ

عشق کی رفعت ہے ایسی حافظا ایک ذرہ گر
برملا ہو جائے پھر کہہ تو کہاں کو جائے چرخ

آتے ہیں آنکھوں سے میرے اشک گوہر بار سرخ
جیب و دامن کا میرے ہے ہو بہو سار سرخ

کیا ہی حسنِ دلربا چھایا ہے ہر جا پر دلا
جس طرف دیکھو تو ہیں سارے گل و گلزار سرخ

غم میں اُس کے شفق خونبار ہے یہ آسماں
سرخ ہیں شام و سحر صحرا و ہم کہسار سرخ

روتے روتے سرخ آنکھیں ہو گئی ہیں ہجر میں
میری نظروں میں تو ہیں سب یہ در و دیوار سرخ

خون بہا راہی پسند اُس تیغِ جوہر دار کو
اس لئے رکھتے ہیں ہم بھی دیدۂ خونبار سرخ

عشق کا افسانہ میرے اُسکے کانوں میں پڑا
السلام ہم ہو گیا جس سے ہوئے رخسار سرخ

خون بہا آنکھوں سے حافظ جب لگ ہی غم میں دم
رکھتے ہیں عشاق شیدا اشک گوہر بار سرخ

دی ہی اُس کی تیغ کو حق نے بہت ہی آب سرخ
اس لئے چاہتا ہے وہ عشاق کے خوناب سرخ

میکدہ میں جا کے دیکھا تو سبھی اسباب سرخ
صحن سرخ اور جام سرخ اور شراب ناب سرخ

ہے خم و خمخانہ سرخ اور سب در و دیوار سرخ
سرخ لب ساقی ہے اور مستان بادہ ناب سرخ

چشمہائے بادہ نوشاں سرخ و مستی میں بھری
سرخ آتش سرخ آب اور ہیں سبھی احباب سرخ

کیا شفق سے ہے آسماں میں در غم عشق صنم
آسماں سرخ اور ستارے اور ہے مہتاب سرخ

اسقدر چھائی ہے سرخی اُس لب و دندان کی
ہیں زمین و آسماں خورشید عالمتاب سرخ

خونِ دل پینے سے حافظ کچھ نہیں چارہ تجھے
عشق کے ہیں کیونکہ سب [illegible] اور ارباب سرخ

ردیف الدال

بیوفائی یار سے کرنی ہے یاری سے بعید
لیکن ہرگز یہ نہیں عادت تمھاری سے بعید

دل دیا ایماں دیا اب قصد جاں دینے کا ہے
جان اپنی گر نہ دیں ہر جاں نثاری سے بعید

یار کی چوکھٹ سے گر سر کو اٹھا دیں خاک پر
یہ سراسر عیب ہے اور خاکساری سے بعید

گر بگولے کی طرح اڑ کر میں توڑوں چرخ کو
یہ عجب کچھ بھی نہیں اور بیقراری سے بعید

گر بوقت گل کرو توبہ شراب و جام سے
حافظا ہے یہ تمھاری ہوشیاری سے بعید

گر دینے کو جاں طالب دیدار ہے موجود
جاں لینے کو بھی ابروئے خمدار ہے موجود

سو ناز و ادا غمزے ہیں دل لینے کو میرے
گر بوسہ طلب کیجئے انکار ہے موجود

دو بستر راحت پہ بصد ناز و تجمل
عاشق یہ تمنا پس دیوار ہے موجود

از بہر نثار قدم یار دل آزار
آنکھوں میں مرے اشک گہربار ہے موجود

حافظ ہے بصد جان نثار در جاناں
گر قتل کرے تو یہ گنہگار ہے موجود

کون اٹھائے گا ترے ناز و ادا میرے بعد
ہوگا کیا کشتۂ صد جور و جفا میرے بعد

پہلے تو قتل کیا پھر کیا لاشہ پامال
کون لیویگا بھلا ایسا مزا میرے بعد

خاک بھی رہنے نہ پائی تری کوچہ میں مری
کس سے وہ لاگ کریگی یہ صبا میرے بعد

ایسی تیزی ہے اگر خار بیاباں میں دلا
کب کوئی آویگا یہاں آبلہ پا میرے بعد

زخم پر زخم ہے لب پہ نہ آئی فریاد
کیا کوئی خاک کریگا یہ وفا میرے بعد

جسقدر جور و جفا کرنی ہے کر لو پیارے
نام الفت کا کوئی لیویگا کیا میرے بعد

حافظا تو تو ہوا کشتۂ شمشیر جفا
ایسا ہوگا نہ کوئی اہل وفا میرے بعد

زلف و گیسو کی عجب ہے دوستاں قید شدید
روبرو جس کے تجمل ہے سراسر قید حدید

پا نہی بند زلف سے آزاد از دین و دل
ہیں یہ تری قید جہاں اس عشق کے جو ہیں مرید

کر دئے خمخانہ خالی پھر بھی ایسا تشنہ ہوں
ہر زماں لب پر ہے میرے نعرۂ ہل من مزید

ہے تو بیت حق سے غافل زہد میں ہے مبتلا
غیر عاشق کون جانے قفل کے دل کی کلید

عشق سے محروم ہے نازاں عبادت پر ہے تو
چاہتا ہے قرب جتنا ہوتا ہی حق سے بعید

کچھ بھی قرب حق ہوا ناداں تجھے حاصل ذرا
زہد و تقوی میں اگرچہ عمر گذری ہے مدید

توڑ کر سب بند و قید آزاد ہے بے قید ہو
حافظا قید ملل ہے عشق میں عیب شدید

زاہد تو ہے یہاں الفت خوباں سے آزاد
عشاق محبت میں دل و جان سے آزاد

کیا فہم ہے ناداں کا غافل ہے خدا سے
لیکن وہ نہیں حور و غلمان سے آزاد

کیا زندگی برباد ہے دنیا میں انہوں کی
جو لوگ کہ ہیں زلف پریشان سے آزاد

جو عاشق جانباز ہیں مقتول بتاں کے
بے قید ہیں سب ملت و ادیان سے آزاد

راحت سے نہ مطلب ہے نہ گلزار ارم سے
ہیں کوچۂ جاناں میں گلستان سے آزاد

آبادی و ویرانی سے رکھتے ہیں نہ کچھ کام
رہتے ہیں وہ سب شہر و بیابان سے آزاد

حافظ جو ہوا ساکن درگاہ خرابات
اسواسطے رہتا ہے وہ سامان سے آزاد

تجھ کو محراب مجھے ابروئے خمدار پسند
ہے جناں تجھ کو مجھے سایۂ دیوار پسند

تاب و طاقت نہیں واعظ کی اٹھاوے غم عشق
بلبل زار کو دل سے ہے بھلا خار پسند

چشم شہرت تجمل میں بہت سے نازاں — رند و عاشق کو نہیں کوچہ و بازار پسند

حوصلہ گیا ہے جو میدان میں آوے زاہد — عاشق زار کو ہے خنجر و تلوار پسند

پند بیہودہ مجھے دیتا ہے ناداں دن رات — میں ہوں دیوانہ مجھے کب ہے ترا کار پسند

شہرت جبہ و دستار تجھے ہے زیبا — ہم ہیں عاشق ہمیں ہے اپنا دل زار پسند

جاں تلف کرکے تو وہاں پہنچا ہی مگر
بات تب ہے جو کرے اس کو وہ دلدار پسند

کس کو کرتا ہے عزیز وہ ستمگار پسند — کیونکہ مغرور ہے وہ اور ہے دشوار پسند

دل آباد پسند اس کو نہیں ہے زنہار — ہاں اگر ہے تو وہ کرتا ہے دل زار پسند

منہ بگڑتا ہے یہاں آپ کا اے حضرت شیخ — لیک عشاق کو ہے خنجر خونخوار پسند

تجھ کو آزار محبت نہ ملا روز ازل — زاہدا ہم کو ملا عشق کا آزار پسند

کیا تماشا ہے کہ عشاق کا دل ہو ویراں — عمر بھر شیخ کو ہے خلد کا گلزار پسند

گنج ویرانہ میں سے بائے یہاں کیا کھینچے — اپنی قسمت ہے جو ناصح کو ہو انکار پسند

ردیف — یا نظام شہ دین مرشد و مولائے جہاں / حافظ تشنہ کو ہے شربت دیدار پسند — **الذال**

کیوں نہ عاشق کو لگیں تیری یہ دشنام لذیذ — جب کہ ہو دل میں بسا اس کے ترا نام لذیذ

زاہدا جنت و کوثر کا مزا ہے تجھ کو — عاشقوں کو تو یہاں عشق کے ہیں کام لذیذ

بوالہوس خامی سے تو طالب دیدار نہیں — دیکھا ہے تم نے کہیں بھی ثمر خام لذیذ

کچھ بھی لذت ہے ترے ورد و وظائف میں ذرا — بلکہ ہیں دو لب شیریں گل اندام لذیذ

ردیف — حافظا کچھ بھی نہیں شیخ کی باتوں میں مزا / ہاں اگر ہے تو وہ ہے بادہ گلفام لذیذ — **الراء**

کوئی بھی ایسا ہوا ہے پیدا جسے ہو قرب حضور قادر — مجال کیا ہے بشر ملک کی جو اس کو ہووے حضور قادر

وہ عین شان محمدی ہے خدا کا محبوب سروری ہے — عجب ہے بخت مبارک اسکا جسے ہو قرب حضور قادر

جو چاہے کوئی کسی ہنر سے کسی عبادت کسی فکر سے — حصول ہووے یہ دولت اس کو کہ پاوے قرب حضور قادر

نہیں ہے ممکن محال ہے یہ مگر فضل سے محی الدین کے — بعید کیا ہے جو چاہے کوئی عزیز و قرب حضور قادر

وہ نور احمد کا محی الدین ہے وہی محمد وہی نبی ہے — حضور احمد حضور حق ہے وہی ہے قرب حضور قادر

جو شفقت امت پہ ہے نبی کی وہی ہے شفقت محی الدین کی — نفضل سے اپنے جسے وہ چاہے دیوے اسی کو بخشے حضور قادر

جو چاہے رحمت سے اپنی قادر ہزاروں خوار و ذلیل کو وہ — بس ایک دم میں اک ایک پل میں عطا ہو قرب حضور قادر

نہیں ہے پرسش یہاں عمل کی نہ نیک و بد کا نہ کچھ تفاوت — محض ہے فضل و کرم کا قصہ جو ہووے قرب حضور قادر

نہیں ہے مایوس کوئی بندہ فضل سے غوث خدا کے حافظ
امید ہے تو بھی دل میں اپنے ملے جو قرب حضور قادر

جو قرب درگاہ کبریا ہے وہی ہے قرب حضور صابر — بڑا ہی مشکل بہت کٹھن ہے عزیز و قرب حضور صابر

مجال کیا ہے کسی کی ایسی جو ہو رسائی اسے وہاں تک — جمال حق ہے جمال صابر حضور حق ہے حضور صابر

جو کوئی طالب طلب سے چاہے کہ پاوے آدمی یہ دولت سکے — نہیں ہے ممکن مگر فضل سے اسی کے ہووے حضور صابر

نفس سے کھیلا جو میکدہ کو شراب وحدت جری جس نے — بڑا ہی مستانہ دل کے دل میں شراب پیویں حضور صابر

چلو ذرا سے کھینچ پیویں بیٹھ کر شراب خانہ میں ہو بو متجانہ — پھر ایسی دولت کہاں ملے گی شراب وحدت حضور صابر

[illegible] جوانوں میں آیا برستا برس رہا ہے — سب اپنی خبری بھی بھجوا کر قریب پہنچو حضور صابر

پھر وساس ہے کہ فضل سے پیر کے تو گدائے مفلس فقیر حافظ
طفیل خیرالوریٰ کے تو بھی جو پہنچے قرب حضور صابر

ناصحا جاؤں کہاں میں کوئے جاناں چھوڑ کر — میں کدھر جاؤں بھلا اس گل کا دامن چھوڑ کر

فرقت جاناں نے مجھ کو گریہ وحشی کر دیا — خاک چھانوں گا میں اب سیر گلستاں چھوڑ کر

اس کی آنکھوں کی صفت سن کر آہوئے ختن — کوہ جاناں کو گئے دشت بیاباں چھوڑ کر

واعظا کہتا ہے تو مے کو حرام اے بے نصیب — کفر بکتا ہے تو احمق راہ ایماں چھوڑ کر

حافظا محروم ہے زاہد خدا کے عشق سے
وہ نہیں جانے خدا کو حور و غلماں چھوڑ کر

ہم کو کچھ بھاتا نہیں سیر بیاباں چھوڑ کر — کیا کریں جنت کو زاہد کوئے جاناں چھوڑ کر

ناصح بیہدہ کی باتوں سے دل مردہ ہوا — اسلئے جاتا نہیں شہر خموشاں چھوڑ کر

گھر پہ جا کر خوب پچھتایا وہ قاتل رات بھر — جب گیا وہ کر کے بسمل خوں میں غلطاں چھوڑ کر
ہے تصور اس کی زلفوں کا بندھا اب رات بھر — دل کہیں جاتا نہیں زلف پریشاں چھوڑ کر

زاہد نامرد گر دیکھے مرے احوال کو
حافظا اٹھ جاوے وہ تسبیح مرجاں چھوڑ کر

بزم رنداں کو گئے ہم سب کو حیراں چھوڑ کر — صحبت جاناں کو پایا کفر و ایماں چھوڑ کر
سیر گلزار الٰہی کب میسر ہو تجھے — زاہدا جاتا نہیں تو باغ و بستاں چھوڑ کر
کیا عجب آتا ہے مجھ کو واعظ ناداں پر — فرش ادنیٰ پر پڑے ہو عرش رحماں چھوڑ کر
حیف ہے اس ہوشیاری پر تری اے ناصحا — عقل پر نازاں ہے تو کیا بزم رنداں چھوڑ کر
منصب شیخی کے ساماں تو عبث کرتا ہے شیخ — سیدھا میخانہ کو چل سب ساز و ساماں چھوڑ کر
قیل و قال مدرسہ میں کیا پڑا ہے واعظا — صحبت رنداں میں چل گبر و مسلماں چھوڑ کر

ہے خرابات مغاں حافظ عجب عالی مقام
چل وہاں پر بے سر و پا دین و ایماں چھوڑ کر

کل جو گذرا وہ صنم عشاق سے منہ موڑ کر — ہو وفا ایسا بنا سب عہد و پیماں توڑ کر
ہوں قتیل ناوک مژگاں ہیں اے دوستو — کیا گذرا سینہ میں سب تیر مژگاں توڑ کر
کی ملامت ناصح ناداں نے ہو کر خفا — کیا ہی خوش ہوتا ہے ناداں عرش رحماں توڑ کر
ایسی بے رحمی کا شکوہ کیا کروں اس شوخ کی — ہاتھ کیا آتا ہے اس کو غم کا پیکاں توڑ کر

گفتگو بے فائدہ ہے عمر گذری حافظا
خدمت پیر مغاں کر سبحہ مرجاں توڑ کر

ہو گیا بے چین میں اس دلربا کو دیکھ کر — ہوش سب جاتے رہے نور حسن اس کو دیکھ کر
مثل موسیٰ گر پڑا غش کھا کے عاشق تو وہاں — ہو گیا بے جان جمال مصطفیٰ کو دیکھ کر
اللہ اللہ کیا ہی حسن نازنیں اس شوخ کا — بت ہزاروں ہو گئے ساجد ادا کو دیکھ کر
روشنی جاتی رہی شمس و قمر کی ناگہاں — ہو گئے بے نور دونوں اس سیہ پا کو دیکھ کر
دین و ایماں سب گیا اسلام رخصت ہو گیا — کفر برپا ہو گیا زلف دوتا کو دیکھ کر

مذہب و ملت سے خارج زہد اور تقویٰ سے دور — سب سے بیگانہ ہوا اس آشنا کو دیکھ کر

ہو گیا حافظ گدا اندر حضور شہ نظام
بے خود و شیدا جمال کبریا کو دیکھ کر

دل ہوا روشن مرا رشک قمر کو دیکھ کر — کچھ کا کچھ آیا نظر اس سیمبر کو دیکھ کر
تھا چمن کی سیر میں وہ نازنیں میں ناگہاں — پہنچا وہاں وہ مسکرایا کچھ ادھر کو دیکھ کر
تاب و طاقت کیا تھی جو دیکھوں جمال پاک کو — ہو گئی خیرہ نظر اس کی نظر کو دیکھ کر
حب مال و جاہ ہے دل میں بھری ناداں کے — ہووے عاشق خوش کہاں گنج و گہر کو دیکھ کر
یا الٰہی کسقدر دشوار ہے غم فراق — ہوتی ہے تسکین کچھ تو نامہ بر کو دیکھ کر
عاشقوں کا رہبر ہے عشق دلبر دلربا — کب کوئی گمراہ ہووے راہبر کو دیکھ کر

حافظ بیچارہ گویا مرشد والا نظام
ہوش کعبہ کا نہیں ہے تیرے در کو دیکھ کر

ہوش سب جاتے رہے اس ماہرو کو دیکھ کر — ہو گئے بے چین ہم اس سبز مو کو دیکھ کر
زیرک و دانائے عالم اور حسین و نازنیں — سب کی ہے ترکی تمام اس فتنہ جو کو دیکھ کر
شوکت و عظمت سے اس کی ساکنان عرش بھی — الاماں کہتے ہیں ہر دم اس کی خو کو دیکھ کر
ہم تو حیراں رہ گئے زاہد تجھے ہے کچھ خبر — اس عبادت اور نماز بے وضو کو دیکھ کر
بے خبر جیسا ہے تو حالات سے عشاق کے — تو بھی حیراں ہوتا ہے جام و سبو کو دیکھ کر
مقتل عشاق میں گذرا جو قاتل ناگہاں — رہ گیا حسرت میں وہ میرے لہو کو دیکھ کر

جان کر قربان حافظ شہ نظام پاک پر
کیا ہی رحمت کی ہے تیری حسبت جو کو دیکھ کر

کیا کرے جنت کو عاشق کوئے جاناں دیکھ کر — سوئے گلخن کون جاتا ہے گلستاں دیکھ کر
تیرا وہ حسن و ملاحت ہے کہ اے رشک قمر — کافر صد سالہ ہوتا ہے مسلماں دیکھ کر
عشق میں تیرے ہوں رسوا زار و رسوا و تباہ — زاہد ناداں مجھی ہوتا ہے خنداں دیکھ کر
پابند مذہب و ملت نہیں عاشق ترا — دل ہوا ہے قید یہ گبر و مسلماں دیکھ کر

عشق کی تاثیر حافظ آخر اُس کو بھی ہوئی
ہو گیا بے چین وہ بھی تجھ کو حیراں دیکھ کر

سرہانے میرے تم ایک لحظہ آ کر
یہ دیکھو حال میرا دِل لگا کر
میں ہوں جانباز تیرا اور وفادار
مرض کی میرے تو کچھ تو دوا کر
یہ کیا ضد ہے جو میری خاک دیکھی
چلے وہاں کو میاں دامن اُٹھا کر
ارادہ قتل کا دیکھا جو اُس کا
اُسی دم پہنچا میں سر کو جُھکا کر
لگا کہنے وہ دل ہیں میں ہوں صابر
اسے کیا ماروں میں خود ہی بُلا کر
سراسر ناز سے بل کھا کے بولا
تجھے رکھا غلام اپنا بنا کر

بہ یمنِ شہ نظامِ شاہِ شاہاں
ہوا حافظ غلام اس در پہ جا کر

صنم ایک دن نقاب اپنا اُٹھا کر
خدا کے واسطے بل جا تو آ کر
کیا ہے حشر برپا تو نے ظالم
وہ سروِ ناز بس ہم کو دکھا کر
ہزاروں جان قالب سے گئی یار
چلا جب ناز سے دامن اُٹھا کر
صبا بہرِ خدا یہ خاک میری
تو لے جا اُس کے کوچہ میں اُڑا کر
بتا سچ ہاتھ کیا آتا ہے تجھکو
طلبگاروں سے مُنھ اپنا چھپا کر
میاں ہم ہیں بھکاری درِ جاناں
دکھا دے رُخ تو زلف اپنی اُٹھا کر

چھٹے ہستی کی علت سے تو حافظ
بدرگہِ شہ نظام ایسی دُعا کر

کیا بے چین دل میرا لبھا کر
یکایک اُس نے رُخ اپنا دکھا کر
لیا جب تک نہ تھا دل کو مرے آہ
کری کیا پیار کی باتیں سُنا کر
بھلا ایسا کہیں دیکھا کسیکو
کوئی مارے ہے اپنے گھر بُلا کر
خدا کے واسطے اتنا تو کہدے
تجھے کیا ہاتھ آتا ہے ستا کر
نہیں پھیرونگا منھ کو تیرے دَر سے
تو چاہے جَور اور چاہے جفا کر

مجھے تو قتل کرتا ہے ستمگر
فقیروں سے بھلا کچھ تو حیا کر

کیا حافظ کو یاردوست شیدا
مگر ساقی نے جام اپنا پلا کر

ٹھہرتی ہرگز نہیں ہے روی جاناں پر نظر
پہنچتی مشکل سے ہے زلفِ پریشاں پر نظر
جو کہ عاشق ہیں ترے اے خسروِ اقلیمِ حُسن
کرتے ہیں کب وہ میاں سیرِ گلستاں پر نظر
شیخ و زاہد دونوں ہیں غافل جو حُسن یار سے
رات دن رکھتے ہیں باغ و بوستاں پر نظر
حیف ہے ویراں کیا گلزارِ دل کو ناصحا
رکھتا ہے گلخن کی ہر دم خارِ بیجاں پر نظر
بے خبر ہے رند عاشق گلخن و گلزار سے
اُس کو ہر دم ہے میاں سیرِ خمستاں پر نظر
ہم اسیرِ بندِ زلفِ یار ہیں اے ہمدمو
کچھ بھی ہم کو ہے نہیں تکلیف رنداں پر نظر

تجھ کو کیا لینا ہے حافظ مجلسِ واعظ سے اب
چاہیئے ہر لحظہ تجھ کو سیرِ رنداں پر نظر

جس کے ہم عاشق ہیں عالم میں وہ جاناں ہے کچھ اَور
سیرگاہِ عاشقاں ہر دم گلستاں ہے کچھ اور
تیغِ ابرو کے ہیں زخمی کشتۂ تیر بلا
زہر خوردہ مارِ کاکلِ زلفِ پیچاں ہے کچھ اور
شیخ صاحب دل کی جمعیت تمھیں روزی رہے
مضطرب آشفتہ خاطر دل پریشاں ہے کچھ اور
مسند و قالین و اعظ زہد و تقویٰ اور ہے
ہجر میں دلبر کے خوار و زار و حیراں ہے کچھ اور
دیکھنا اُس کوچہ میں آنا سنبھل کر بوالہوس
مجلسِ وعظ اور ہے اور بزمِ رنداں ہے کچھ اور
عشق کی دولت کدھر سے شیخ صاحب کو ملی
سبحۂ مرجاں اور ہے اور موجِ طوفاں ہے کچھ اور

دین و مذہب عاشقوں کا صحبتِ جاناں ہے بس
حافظا اسلام و دیں گبر و مسلماں ہے کچھ اور

کافرِ عشق ہے سب ملت و اسلام سے دُور
عاشقِ رند ہے بس ننگ سے اور نام سے دور
جو کہ پابند ہیں زنجیرِ دو گیسوئے صنم
کسطرح ہو دیں بھلا زلفِ سیہ فام سے دُور
کیا ہی بدبخت ہے یہ ناصحِ ناداں بھلا
عزت و جاہ کا طالب ہے مے و جام سے دُور
زاہدا دیکھ سنبھل تسبیح و اوراد کو تھام
بزمِ رنداں سے الگ عاشقِ بدنام سے دُور

شیخ دن رات سے محرابِ عبادت میں کھڑا
جنت و حور کو کیا خاک میں ڈالے عاشق

حیف رہتا ہے مگر ساقیِ گلفام سے دور
جس کی خواہش میں ہے اپنے دلآرام سے دور

ردیف

خاکپا رندِ سبوکش کی تو کر کحلِ بصر
حافظا رہنا مگر زاہدِ خودکام سے دور

الزاء

ساقیا دیدے شرابِ صاف سے لیک جام تیز
تیز رفتاری سے قاصد کی ہوا معلوم یہ
کشتۂ تیغِ نگہ ہوں نت اُس سفاک کا
کیا غضب ہے غیر سے وہ بات نرمی سے کرے

عاشقوں کو چاہیئے مے ساقیِ گلفام تیز
لایا ہے میرے لئے وہ کچھ نہ کچھ پیغام تیز
کس لئے کرتا ہے وہ مجھ پر بھلا صمصام تیز
جب کرے مجھ سے تو دیتا ہے مجھے دشنام تیز

ہے ادا و ناز اُس کا سب سے بڑھ کر حافظا
اسلئے رہتا ہے تجھ پر وہ بُتِ خودکام تیز

تیرِ مژگاں سے لگا دل میں مرے دردِ دراز
عشق کو خام طبع جانتے ہے آساں لیکن
اک ذرا عشق کے میداں میں قدم رکھ کر تو دیکھ
آہِ عشاقِ دلِ سوختہ رکھتی ہے اثر

اس لئے ہے مری یہ آہ و فغاں دور دراز
حضرتِ عشق کا ہے یار و مکاں دور دراز
عاشقوں کی ہے کہاں رفعتِ شاں دور دراز
پہنچے ہے تا بفلک اسکا دُھواں دور دراز

راہِ الفت کا پتہ کچھ نہیں ملتا حافظ
اس ستمگار کا ہے نام و نشاں دور دراز

شورشِ عشق کہن سا ثابتِ بے پیر ہنوز
مر گئے ہم تو تمنا ہے تری دید کی یاں
خلد کا نقشہ کھنچا دل میں ترا گر زاہد
زخمیِ تیرِ نگہ ہوں ترا اے صید افگن

تیری الفت میں ہوں میں پا بہ زنجیر ہنوز
پردہ ہر رُخ پہ ترے زلف گرہ گیر ہنوز
دل میں میرے کر کھینچی یار کی تصویر ہنوز
اسکو فتراک پہ لے تڑپے ہے نخچیر ہنوز

سلسلۂ پاک جنوں میں تو ہے بیعت حافظ
فیرزندی سے نہیں ہے تری توقیر ہنوز

رات دن مجھ کو جنوں سے ہے محبت بے پیر ہنوز
زلفوں میں تیری ہوں میں پا بہ زنجیر ہنوز

تھک گئے ہم تو میاں کچھ بھی نہ تدبیر ہوئی
ہم کو واعظ نے کسی طور سے سمجھایا مگر
اللہ اللہ تری بے رحمی کہ در دشتِ جنوں

ابھی ہے رُخ پہ تری زلف گرہ گیر ہنوز
بھولتی دل سے نہیں یار کی تصویر ہنوز
اک نگہ ناز سے بسمل ہے یہ نخچیر ہنوز

در پہ تو پیرِ خرابات کے پہنچا حافظ
تیری مستی کے سوا کچھ نہیں تدبیر ہنوز

گرچہ بلبل کو ہے وہ گلشن و گلزار عزیز
نرگسی چشم کے بیمار ہیں اُس شوخ کے ہم
دولتِ عشق سے محروم ہے ناصحِ ناداں
غش ہے وہ عزت و شیخی پہ ہمیشہ اپنی
عشق خونخوار ہے اور جان کا دشمن ہر دم
تحفۂ جاں سے سوا کچھ نہیں ہدیہ اسمیں

بوئے گل پر ہے اُسے خار بھی ناچار عزیز
اس چمن میں ہمیں ہے نرگسِ بیمار عزیز
اس لئے اُس کو ہے عشاق کا انکار عزیز
عاشقوں کو ہے ملامت سرِ بازار عزیز
جان کا دینا تو ہے عشق میں بسیار عزیز
دیکھو منصور کو ہے کیسا سرِ دار عزیز

اے نظامِ شہِ دیں حافظِ رسوا کو کبھو
جز غلامی تری در کے نہیں کچھ کار عزیز

کیا ہے امید نہیں جو ملے وہ یار عزیز
دین و ایمان دیا عقل و خرد کچھ نہ رہی
خاک ہے عشق و طلب زہد و ورع اپنا یہاں
مر گئے خاک ہوئے پھر بھی پتہ کچھ نہ ملا
کیا ہی بیہودہ ہے زاہد جو ہے نازاں ہر دم
آپ ہی چاہے تو آجاوے وہ دلبر یارو

عقل و دانائی سے برتر ہے وہ سرکار عزیز
پر وہاں کچھ بھی نہیں اسکا پتہ یار عزیز
خود اگر چاہے تو مل جاوے وہ دلدار عزیز
بے نیاز ایسا ہے دلبر کا وہ دربار عزیز
زہد کو جانے ہے وہ اپنے بہت کار عزیز
کچھ مقرر نہیں ہے بندہ و ابرار عزیز

ردیف

جان کس طرح نہ دوں یارو کہ کہتا تھا وہ کل
سب سے ہے مجھ کو مرا حافظِ بدکار عزیز

السین

کوئی ایسا ہو عالم میں ہے ناکام سو سو کوس
بچے کیا فلک وہ طائر تری آنکھوں سے اے صیاد

کہ بھاگے نام سے جس کے بُتِ خودکام سو سو کوس
کہ جس کی راہ میں تو نے بچھائے دام سو سو کوس

کوئی دن وہ بھی تھے جاناں کہ اپنی بزمِ عشرت میں
بلاتے تھے ہمیں تم بھیج کر پیغام سو سو کوس

وہ اب ہم ہیں مریضِ عشق تیرے ہجر میں جاناں
گئے ہیں چھوڑ ہم کو طاقت و آرام سو سو کوس

غضب ہے حال کی میرے نہیں ہے کچھ خبر تجھ کو
کہ حافظ ہو گیا تیرے سبب بدنام سو سو کوس

کچھ نہیں ہم کو رہی بادہ پرستی کی ہوس
عمرِ آخر ہو چکی کب ہے وہ مستی کی ہوس

دونوں ابرو یار کے کافی ہیں میرے قتل کو
کیوں بھلا قاتل کو ہے تیغِ دو دستی کی ہوس

بے خبر عاشق ہے ناصح دونوں عالم سے تو دیکھ
نے بلندی کی ہے خواہش اور نہ پستی کی ہوس

عمر ساری صرف کی عشقِ رخِ گل فام میں
اب ہمیں کچھ بھی نہیں ہے عیش مستی کی ہوس

حافظِ دیوانہ کو کیا کام ہے جز عشقِ یار
نے غرض ویرانہ سے ہے اور نہ بستی کی ہوس

کوئی جا کر کہے میرے دل آزار کے پاس
ٹک ذرا آ کے تو دیکھے دلِ بیمار کے پاس

گرچہ وہ حسن پہ اپنے ہے میاں مست غرور
کیا تعجب ہے جو ہو گل بھی کبھی خار کے پاس

کچھ تمنا نہیں عاشق کی ترے لئے قاتل
دفن کرنا تو اُسے سایۂ دیوار کے پاس

کچھ ٹھکانا نہیں ہے بلبلِ شیدا کا کبھو
ہاں اگر ہے تو ہے وہ گل و گلزار کے پاس

سر کا دینا ہے ہنر عاشقِ جانباز کا جب
راحت آتی ہے مجھے یار و سرِ دار کے پاس

دل سے ویران مرا بھاتا ہے ویرانہ مجھے
کام کیا ہے میرا اس کوچہ و بازار کے پاس

حافظِ زندہ ہے خاک ترے کوچہ کی
خوش نصیبی ہے یہی یار رہے یار کے پاس

ردیف الشین

فرقتِ جاناں میں ہے میرا کلیجہ پاش پاش
صدمۂ رنج و عنا سے دل ہے میرا پاش پاش

ایک تو ہجر صنم پھر یہ مصیبت کیا کہوں
تجھ کو ناصح کیا ہے زخمِ دل کا پاش پاش

جان و دل پر غم نہ دیکھوں اس ستمگر دل کا بھی
یہ جگر میرا کیا زاہد نے ایسا پاش پاش

واعظِ بیہودہ ایسا ہے نہ خوار جنگ جو
جس کی باتوں سے ہو یار و سنگِ خارا پاش پاش

سقدر چلا پھلتا خاکِ بیاباں عشق میں
خارِ صحرا سے ہوئی میری کفِ پا پاش پاش

ایسا ہوں بدبخت جب میں نے وہ چاہا جامِ مے
کر دیا ساقی نے اُس دم جام و مینا پاش پاش

کیا تمنا نیکنامی کی تجھے ہے حافظا
دل میرا آخر ہوا ہو کر کے رسوا پاش پاش

کب کریں ہیں اہلِ دل کچھ عشق کے اسرار فاش
بزم میں نامحرموں کے کرتے ہیں انکار فاش

اللہ اللہ کیا ہے اسرارِ ازل اے ہمدمو
دل پہ ناصح کے لگا ہے کسقدر زنگار فاش

خلد کے لالچ میں کرتا ہے عبادت بیوقوف
حق ہے مطلق بیخبر اور عشق سے بیکار فاش

ہے یہ سرِ حق نہیں اسکا بیاں اے ہمدمو
کیونکہ اسرارِ خدا کو کرتے ہیں اغیار فاش

بر زباں لاتے نہیں عشاق رازِ غیب کو
اور اگر لا دیں تو پہنچا دیں انہیں بر دار فاش

کسقدر مغرور ہے وہ جبہ و دستار میں
بندہ ہونے کا کرے ہے بیوفا اقرار فاش

نیکنامی اور شیخی حق سے واعظ کو ملی
ہو گیا حافظ تو رسوا بر سرِ بازار فاش

دوستو ہوں منتظر یار امر ملجا وے کاش
میرا یہ شجرِ محبت کیا عجب پھل جاوے کاش

ہو وے گر تاثیر میری آہ آتشبار میں
میری الفت میں دل اس کا بھی اگر جل جاوے کاش

ہمزباں دیکھے اُسے جب مجھ سے وہ تنہا رقیب
ہو وے مایوس اور اپنے ہاتھ کو مل جاوے کاش

یہ دلِ دیوانہ میرا جو کہ ہے وحشی مزاج
حسرتیں اپنی نکالے اُس سے کچھ بن جاوے کاش

ایک نظر کافی ہے حافظ شہ نظر بہار کی
یار میرا ایک دم ہیں مجھ سے گر مل جاوے کاش

میں رند ہوں اور کافر اسلام فراموش
نے بادہ کو بھولوں ہوں نہ ہے جام فراموش

واعظ مجھے اسلام سے کچھ کام نہیں ہے
جز عشقِ بتاں کے ہیں سبھی کام فراموش

گر سارا زمانہ مجھے چھوڑے تو بلا سے
لیکن نہ کرے وہ بتِ خود کام فراموش

بیچین ہوئے عشق میں رسوا بھی ہوئے ہم
ممکن نہیں ہو دل سے دل آرام فراموش

حافظ کا یہی حال ہے دن رات عزیزو
جز عشقِ صنم کے ہیں سبھی کام فراموش

عشاق کو ہیں عشق میں سب کام فراموش
ہوتا نہیں پر وہ بتِ خود کام فراموش

نہ ہی سے گوشہ ہی فرقت دہستار | ہوتا نہیں اُن سے وہ نئے و جام فراموش
ہوست خرابات میں عشاق بلانوش | اُن کو ہے بھلا عشق میں آرام فراموش
کس طرح ہوں یہ وہ پریشانی دل سے | ہوتی نہیں وہ زلفِ سیہ فام فراموش

ایک حافظ بہ [illegible] | کرنا نہ ہے ساقی گلفام فراموش

طائرِ بسمل ہوں مجھ کو ہے نہ اُس پر کا ہوش | ہم جہاں [illegible] مجھ سے نہ یار سر کا ہوش
ناصحا ہم کو ڈراتے ہو روزِ حشر سے | ہم کو وہ تو عشق میں کچھ بھی نہیں محشر کا ہوش
کردے خمخانہ خالی پھر بھی کچھ بہکا نہیں | [illegible] عاشق [illegible] کا ہوش
فرش قالین شیخ صاحب پہ تنہا ہے تمہیں | عاشقوں کو تو نہیں ہے خاک کے بستر کا ہوش
ہم تو ہیں میخانہ میں بدستِ مستی میں خراب | واعظ تجھ کو ہوئے مسجد و منبر کا ہوش
میں نہیں محتاج ہوں یک جامِ مے کا دوستو | نشۂ الفت میں مجھ کو کچھ نہیں ساغر کا ہوش

قصرِ جنت کی تمنا کچھ نہیں حافظ مجھے
پر ہے دائم مرے دل میں کسی کے در کا ہوش

تھی ہم کو جو اس دیر خرابات میں تشویش | [illegible] میں تشویش
کیا حسن خداداد ہے اس غنچہ دہن کا | سب [illegible] ایک بات میں تشویش
سب کام میں عالم کے پریشانی ہے یہ رہ | عاشق کو بھی ہے [illegible] میں تشویش
بے فکر جو دیکھے ہیں تو رندانِ خرابات | ہرگز بھی نہیں بزم خرابات میں تشویش

ردیف | حافظ تو نہ کر فکر خرابات کو چل دے
کچھ بھی تو نہ کر تہمت میں تشویش | الضاد

میرے مولا ہیں [illegible] | مجھ کو کافی ہے بس یہی اخلاص
فضل کی شان ہے عجب اُن پہ | جس میں ہیں ہیں عوام و خواص
اُس کے در پہ گدا جو ہو تحسیر | زاہد [illegible] خلاص
عالم جو ہیں غلام صابر کے | اُن سے ہیں [illegible] خاص
ہے عجب نفس احمد صابر | وہ نہ پرسش نہیں ریا اخلاص

پہنچے کب عارفوں کا وہاں عرفاں | کیسا ہی مار ہیں سر ہزار اشخاص

ردیف | اپنے مولا سے عرض ہے حافظ
ہو غلامی سے اُس کی تو نہ خلاص | الضاد

لاکھ جنت کو نہ لوں کوچۂ جاناں کے عوض | ہفت اقلیم کو چھوڑوں در سلطاں کے عوض
لاکھ جاں ہو دیں اگر کر دوں میں ایکدم میں نثار | ملکِ کونین نہ لوں اس دلِ ویراں کے عوض
کیا ہی سلطان دو عالم ہیں گدا کے تیرے | خاک اس در کی نہ دوں ملکِ سلیماں کے عوض
اشک ہر وقت جو گرتے ہیں مرے دامن میں | ہفت افلاک نہ لوں گوشۂ داماں کے عوض
گوہر افشانی جو کرتی ہیں میری دیدۂ تر | بحرِ عماں کو نہ لوں دیدۂ گریاں کے عوض
دفترِ عشقِ بتاں ہے میرا سینہ واللہ | لوحِ محفوظ نہ لوں سینۂ ویراں کے عوض

پیچ میں زلفِ پریشاں کے پھنسا ہے حافظ
لاکھ راحت کو نہ لوں زلفِ پریشاں کے عوض

ہم کو تو دونوں جہاں سے عشقِ خوباں ہے غرض | داغِ دل اور خاک سر پر جسمِ عریاں ہے غرض
کعبہ و بتخانہ سے مقصود کیا ہے ناصحا | کفر اور اسلام سے دیدارِ جاناں سے غرض
دل کی سوزش ہوتی ہے کم نالہ و فریاد سے | ورنہ ہم کو درد کی اپنی نہ درماں سے غرض
غیر اس کے آرزو دل میں نہیں میرے ذرا | رہبر اس کے راہ میں ہو وہ پیچاں سے غرض
ہوں میں اک شہبازِ محبت صید میرا اور ہے | زندگی ہے اس جہاں کی دستِ سلطاں سے غرض
ہیں مقلد ملت و مذہب نہیں اے ہمدمو | اتباعِ مشربِ سلطانِ رنداں سے غرض

ردیف | ایک نظر کا منتظر ہوں یا نظامِ پاکباز
حافظ رسوا کو ہے سلطاں سے غرض | الطاء

پیچ میں ڈالا مجھے زلفِ پریشاں نے فقط | کام میرا کر دیا ہے تیرِ مژگاں نے فقط
حال میرا کچھ نہ تھا غیروں پہ ظاہر ہمدمو | بر سرِ بازار کھولا دیدۂ گریاں نے فقط
اسقدر حیراں و پیچاں میں نہ تھا پہلے کبھو | کر دیا حیراں مجھے گیسوئے پیچاں نے فقط
دونوں ابرو یار کے ہیں گویا شمشیرِ قضا | ٹکڑے ٹکڑے کر دیا دل تیغِ براں نے فقط

دو جہاں میں غیر دلبر اور کچھ دیکھا نہیں
ظاہر و باطن ہمیشہ چشم حیراں نے فقط

عقل و دانائی مری جاتی رہی جو یک بیک
محو بیخود کر دیا اُس روئے جاناں نے فقط

ایسا رسوا ہو گیا عالم میں حافظ تو نہ تھا
کر دیا بدنام رسوا عشق خوباں نے فقط

ناصح ناداں سے تو اچھا نہیں ہے اختلاط
صحبت غیبا سے زیبا نہیں ہے اختلاط

شیخ و مُلا کیسی ہی تدبیر اپنی ہی کریں
اُن سے ہم کو کچھ ذرا ہوتا نہیں ہے اختلاط

ہم تو سودائی ہیں دیوانے جمال یار کے
غیر جاناں اور سے اصلا نہیں ہے اختلاط

دل ملے کس طور اپنا زاہد بیہودہ سے
نیک کاموں سے کرے کب بندہ رسوا اختلاط

ردیف الظاء

جز در پیر مغاں کے حافظ شیدا کبھو
کر نہیں سکتا ہے دنیا میں وہ ہر جا اختلاط

بے جمال یار کے اس زندگی کا کیا ہے حظ
اور بے عشق بتاں اس بندگی کا کیا ہے حظ

رات دن کیسا ہی کوئی سر کو رگڑے خاک پر
لیک بے اخلاص سر افگندگی کا کیا ہے حظ

عابد و زاہد ہیں تائب گرچہ خوف نار سے
بے خبر ہیں عشق سے شرمندگی کا کیا ہے حظ

وعدۂ جنت میں کیا مسرور ہیں ناداں مدام
آہ بے اُس یار کے خورسندگی کا کیا ہے حظ

ردیف العین

گرچہ عیش جنت الماویٰ ہے حافظ پائدار
بے وصال دوست کے پائندگی کا کیا ہے حظ

فضل احمد کا ہووے جس کا شفیع
اس کا رتبہ ہے بس بلند و رفیع

کیا قوی ہے حمایت قادر
یوں تو اپنوں کا ہر کوئی ہے شفیع

جس کے حامی ہوں احمد و قادر
ہے کوئی ایسا ضامن اور شفیع

یہ شفاعت برائے گفتن ہے
ورنہ کیسی شفاعت اور شفیع

ارحم الراحمین خود مختار
اکرم الاکرمیں وہ خود ہے شفیع

جو جمادات کو کرے انساں
کون ایسا ہے بس قدیر و شفیع

گر غلاموں میں ہو قبول حافظ
اس سے بہتر ہے کیا بلند و رفیع

ردیف الغین

ہوتا ہے دل کیا ہی عشق دلربا سے باغ باغ
کیوں نہ ہو عاشق کا دل نور خدا سے باغ باغ

جس زمیں پر جلوہ فرما ہووے وہ رشک قمر
ہووے وہ اک آن میں تاثیر پا سے باغ باغ

گر میسر ہو ہوا اُس کو چمن دلدار کی
ہو دل ویران عاشق اس ہوا سے باغ باغ

کیا عجب ہے غنچۂ سربستہ عاشق کا کھلے
غنچہ کیا ہوتا نہیں باد صبا سے باغ باغ

دل ترا ہے بند کیوں اے زاہد ناداں دیکھ
دیکھئے جب جو ہووے وہ عشق مصطفےٰ سے باغ باغ

درگہ پیر مغاں پر سر کے بل گر جاوے تو
بے شبہ دل ہووے نور انبیا سے باغ باغ

بردر پیر مغاں شاہ نظام نور جاں
ہو گیا حافظ کا دل نور ہدیٰ سے باغ باغ

تیر مژگاں سے ہوا میرا کلیجہ داغ داغ
زخم پیکاں سے ہوا سینہ ہمارا داغ داغ

ہے مشبک سینہ میرا اس کے تیر ناز سے
ناز نے اس کو بھلا کیا سنوارا داغ داغ

ہے فلک بھی داغدار اس ناوک و پیکان سے
دیکھتا ہوں اس میں میں ہر ایک تارا داغ داغ

زاہد و زہد و عبادت سے ہو تم مسرور و شاد
عشق دلبر سے نہیں سینہ تمہارا داغ داغ

ردیف الفاء

جان و ایماں دیدیا عشق صنم میں حافظا
جب ہوا یہ دل ترا تیروں کا مارا داغ داغ

عشق سے ہوتا ہے ہر دم سینۂ عشاق صاف
اور جمال یار سے ہے دیدۂ عشاق صاف

سینکڑوں جھگڑے بھرے ہیں دل میں شیخ شہر کے
ایسی باتوں آرزو سے ہے دل عشاق صاف

عشق سے محروم ہو کر بزم جاناں دور ہے
ہے بہت نزدیک و آساں منزل عشاق صاف

کعبہ و بتخانہ اور دیر و مساجد ہیں حجاب
مذہب توحید ہے اور مشرب عشاق صاف

میکدہ میں جا کے تو احوال میخواروں کا دیکھ
ہیں وہ سب جام و سبو پیمانۂ عشاق صاف

بے شراب و جام کے یہ زنگ دل جاتا نہیں
ہے بہت صافی مجلا آئینۂ عشاق صاف

از نگاہ پاک سے پیر مغاں کی آں جناب
آگیا حافظ بھی اندر زمرۂ عشاق صاف

ایک مدت میں کیا ہے بزم رنداں کا طواف
ہاتھ آیا ہے مجھے جب کعبۂ جاں کا طواف

جان کی بازی لگائی سر لیا رکھ ہاتھ پر
جب میسر آیا مجھ کو کوئے جاناں کا طواف

عقل و دانائی کو کھو کر بیخود و والہ ہوا
اُس گھڑی حاصل ہوا اُس دلبر جاناں کا طواف

ننگ و ناموس و خرد اسلام و ملت سے الگ
ہو کے پایا میں نے جب اس عرشِ سبحاں کا طواف

تجھ کو یہ دولت ملی بختِ ہمایوں سے دلا
جب کیا اک عمر تو نے پیرِ رنداں کا طواف

ہوں نظربازوں میں یکتا ناظرِ حسنِ صنم
اس لئے کرتا ہوں ہر دم دیدۂ حیراں کا طواف

سجدہ پیشِ بت کیا حافظ نے بتخانہ میں جا
رات دن کرتا ہے کافر نا مسلماں کا طواف

رات دن کرتے ہیں ہم تو روئے جاناں کا طواف
دین و ایماں ہے ہمارا کوئے جاناں کا طواف

زخمیِ تیرِ مژہ اور کشتۂ تیغِ نگاہ
اسلئے کرتے ہیں ہم تو تیر و پیکاں کا طواف

اشک جاری ہیں ہمارے اب تو ہجرِ یار میں
کرتے ہیں ہم روز و شب بس دیدۂ گریاں کا طواف

دل ہوا ویراں ہمارا غیر کی صحبت سے یار
رات دن کرتے ہیں ہم اس خانۂ ویراں کا طواف

ہو گیا صد پارہ سینہ اور گریباں چاک ہے
پھر کریں کیونکر نہ ہم چاکِ گریباں کا طواف

ہے گلستانِ الٰہی سینۂ عاشق کا بھلا
کرتے ہیں ساری ملائک اس گلستاں کا طواف

چل تو میخانہ کو حافظ نوش کر جامِ شراب
اور کیا کر ہر زماں پیرِ خمستاں کا طواف

جو کہ کرتے ہیں ہمیشہ زلفِ پیچاں کا طواف
اُن کو دائم فرض ہے خاطرِ پریشاں کا طواف

جو کہ عاشق ہیں عزیزو مثلِ بلبل بے قرار
بر امیدِ گل کریں ہیں وہ گلستاں کا طواف

مارے مارے پھرتے ہیں ہم شوقِ وصلِ یار میں
بیقراری میں ہے کوہ و بیاباں کا طواف

زائرِ کعبہ ہوا غافل ہے دل سے بے خبر
حج اگر چاہے ہے کر تو کعبۂ جاں کا طواف

دل نہیں ہے زاہدا یہ خانۂ گل ہے ترا
تو عبث کرتا ہے اس تصویرِ بیجاں کا طواف

بے خبر دل سے نہ ہو واقف تو دل سے اگر
بے تکلف تو کیا کر عرشِ سبحاں کا طواف

از طفیلِ مرشدِ کامل شہِ والا نظام
حافظ بیدل کو دائم گلستاں کا طواف

آیا جب وہ قاتلِ سفاک لے خنجر بکف
مستعد میں بھی ہوا سے کر کے اپنا سر بکف

اشک میرے ہیں رواں ہجرِ صنم میں واہ واہ
رات دن رکھتے ہیں ہم تو دوستاں گوہر بکف

سیکنوں مقتول ہیں تیغِ نگہ اس شوخ کے
دادخواہ پھرتے ہیں لاکھوں سب لئے محضر بکف

کل جو تھا میخانہ میں وہ شوخ مستی میں بھرا
ہاتھ میں تھی اک صراحی بادہ و ساغر بکف

سرخرو ہووے گا حافظ روزِ محشر زاہدا
ہوگا رندی میخوری کا اس کے اک دفتر بکف

ہم نے دیکھے اُس صنم کے زار و شیدا ہر طرف
جا بجا اور کو بکو پنہان و پیدا ہر طرف

کوچۂ دلبر ہے یا ہے مشہدِ شہدائے عشق
جس سے عالم میں پڑا ہے شور و غوغا ہر طرف

سحر و جادو سے بھرا آنکھوں میں تیری اے صنم
جس طرف دیکھو ہے اُس سے فتنہ برپا ہر طرف

سیکنوں مُلّا و واعظ اور ہزاروں شیخ و شاب
مبتلا ہیں روز و شب حیران و رسوا ہر طرف

زلفِ دلبر ہے الٰہی یا کہ ہے کالی بلا
سب ہیں جس سے بستۂ زنجیرِ سودا ہر طرف

جس کو دیکھو ہے وہ بیخود مبتلائے عشقِ یار
اس نے ایسا کر رکھا ہے ناز برپا ہر طرف

کیا تو ہی دیوانہ ہے عشقِ صنم میں حافظا
یہاں تو عالم کی نہیں ہے عقل برجا ہر طرف

ہم نے دیکھا اُس پری کا شور و افغاں ہر طرف
چل رہی ہیں اُس کی ہر دم تیرِ مژگاں ہر طرف

غرق صدہا ہو گئے اس بحرِ بے پایاں میں
اٹھ رہی ہیں عشق کے دریا کے طوفاں ہر طرف

آہِ آتش بار عشاقوں سے ناصح دیکھ تو
جل گئے ہیں جا بجا شہر و بیاباں ہر طرف

دل کے دل لاکھوں ہیں کشتہ اُس کی تیغِ ناز سے
کوئی قاتل ہیں تڑپتے ہیں خوں میں غلطاں ہر طرف

کونسا عالم میں ہے مائل جو اُس بُت پر نہیں
سر بسر حیران ہیں گبر و مسلماں ہر طرف

ایک عالم ہے اسیر اُس زلفِ کافر کیش کا
سینہ بریاں دیدہ گریاں پا بجولاں ہر طرف

ہو رہا سب قید سے باہر نکل حافظ شتاب
حُسن تیرے یار کا تو ہی نمایاں ہر طرف

ہے اُسی مہ رو کا یہ جلوہ نمایاں ہر طرف
ہے اُسی کے حُسن کا سب ساز و ساماں ہر طرف

جس کو دیکھو ہے وہی پابستۂ زنجیرِ زلف
دام ہے سب کے لئے زلفِ پریشاں ہر طرف

سیکنوں ہیں زہر خوردہ مارِ کاکل کے دلا
آتشِ الفت سے ہے بس سینہ بریاں ہر طرف

کشتۂ ناز و ادا ہیں گیسوئے خمدار کے
ابرو و مژگاں لگا ہیں تیر و پیکاں ہر طرف

جسطرف دیکھو اسی کے حُسن کی ایک دھوم ہے
کامل و ناقص پڑے ہیں مردہ بیجاں ہر طرف

ہندو و زاہد پارسا ملا و شیخ و محتسب
رو برو اُس کے ہیں نادم اور پشیماں ہر طرف

ایک حافظ میوار سواتیر دلبس خراب — اُس نگاہِ ناز سے پھرتا ہے حیران ہر طرف

کرتا تھا وہ شوخ جو سیر گلستاں ایک طرف — ایک طرف تھا شعلہ رو اور خلق حیران ایک طرف
منع کرتا تھا مجھے ناصح بگڑ کر رات دن — گر پڑا غش کھا کے وہ ہو کر پریشاں ایک طرف
تاب کیا ہے جو کوئی دیکھے جمالِ یار کو — منتظر ہیں دید کے سب ماہرویاں ایک طرف
ہیں پریرویانِ عالم ایک سو امیدوار — اور کھڑے مشتاق ہیں عشاق بیجاں ایک طرف
کیا ہے یہ حُسنِ خداداد اور استغنا و ناز — روبرو جس کے ہے عالم زار و حیراں ایک طرف
اللہ اللہ کیا غرورِ حُسن ہے اس شوخ کا — سارا عالم ایک طرف وہ نامسلماں ایک طرف

ردیف — حافظِ رندِ خدائی کیا ہی از خود رفتہ ہے / ہے وہ رسوا ایک طرف گبر و مسلماں ایک طرف — القاف

سب سے برتر ہے عزیز در گہ سلطانِ عشق — اور مرض لا دوا ہے دردِ بے درمانِ عشق
دونوں عالم غرق ہیں ایک ادنیٰ اُس کی موج میں — کسقدر بے انتہا ہے بحرِ بے پایانِ عشق
عشق وہ دریا ہے جو ہے اصلِ جملہ بحر و بر — حضرتِ خیر الورا ہیں گوہرِ عمانِ عشق
دو جہاں کی سلطنت پر حرف ماریں ہیں صدا — سیر چشمی رکھتے ہیں کیا رندِ بی امانِ عشق
کیا ہے وسعت اور فراخی عشق کے میدان کی — لامکاں ہے ایک کمتر گوشۂ میدانِ عشق
مسجد و بتخانہ کیا ہے جملہ ادیان و ملل — توڑ ڈالے دم کے دم میں کیسہ سندانِ عشق

پہنچا حافظ بر درِ شاہِ شہاں پیرِ مغاں / ذکر کس منہ سے کروں یہ منتِ احسانِ عشق

کیا ہی بے آئین ہے یہ کشورِ سلطانِ عشق — پُرہے سب رنج و بلا سے دوستو دوکانِ عشق
ہیں فلاطوں بو علی سرِ دفترِ عقلائے دہر — پر نہ ہرگز کر سکے لا چار کچھ درمانِ عشق
دل پریشاں سینہ سوزاں لب پُر از آہ و فغاں — عاشقوں کو ہے میسر یا رو یہ سامانِ عشق
دادِ مشتاقوں کی ہیہات تو کوئی دے سکتا نہیں — حشر میں بھی پر کوئی سنتا نہیں افغانِ عشق

ناصحِ ناداں تو کیا اور اس کی باتیں حافظا / سیکنوں دفتر بہا دے دم میں طوفانِ عشق

کھو دیا سب خانماں صلِّ علیٰ سلطانِ عشق — صدقہ کیا سب جسم و جاں صلِّ علیٰ سلطانِ عشق
دین و ایماں سب گیا اور جان کی باری لگی — اب ہوں میں بس نیم جاں صلِّ علیٰ سلطانِ عشق
کوچ کب کا کر گئے تاب و تواں عقل و خرد — رہ گیا بس ناتواں صلِّ علیٰ سلطانِ عشق
ننگ و ناموس و حیا یہ سب کے سب جاتے رہے — ایک ہوں میں خستہ جاں صلِّ علیٰ سلطانِ عشق
درد اور رنج و مصیبت خوب سی برپا ہوئی — چُپ ہوں اور بستہ دہاں صلِّ علیٰ سلطانِ عشق
ہے غذا خونِ جگر اور بیکسی و مفلسی — بدتر از خوک و سگاں صلِّ علیٰ سلطانِ عشق
حافظا کیلئے نہیں پر حسین ابرو شوخ کے — اس کی پرسش کیا ہو وہاں صلِّ علیٰ سلطانِ عشق

سلطنت پائندہ ہو گیا ہمدمو سرکارِ عشق — بیکراں جاری ہے اثم بحر گوہر بارِ عشق
راندۂ درگاہ کیسا ہو گیا ایک آن میں — طوقِ لعنت کا ملا جسنے کیا انکارِ عشق
وہ ملائک کیسے ہیں خاصان و مقبولِ خدا — کیسی ہی رفعت ملی جسنے کیا اقرارِ عشق
سب سے اُلٹی چال ہے اُس کی تحریر سے دلا — صحت کامل ملتی ہے جس کو کہ ہو آزارِ عشق
غیر دلبر کے نہیں وہ جانتا ہے اور کو — چھوڑتا ہرگز نہیں ہے خنجر خونخوارِ عشق
عشق کچھ شرح و بیاں رکھتا نہیں ہے زینہار — کس سے ہو وے ہے بیاں اندک یا بسیارِ عشق
سر جھکا دے آستانہ پر نظام پاک کے — مُرشدِ کامل ہے حافظ اور سردارِ عشق

دولتِ پائندہ کیا ہی ہمدمو سرکارِ عشق — ہیگا تفصیل دو عالم ہمدمو اقبالِ عشق
مردِ مطلق سے عالم ہے وہ مانندِ حباب — زندۂ جاوید ہے وہ جو کہ ہے پامالِ عشق
سب عروج اس کے مقابل پست ہیں اور خیرہ سر — غالب و جبار ہے سلطان با اجلالِ عشق
ذکر اور تذکیر کیا ہے شغل اور اورادِ تمام — راحتِ دارین ہے یہ ذکر فرخ فالِ عشق
انبیاء و اولیا اس کے طفیلی سب ہیں یار — کیا کہوں کس طرح بولوں کیا ہو قیل و قالِ عشق
عشق حال و قال سے بہتر ہے اُس کا مرتبہ — پاتا ہے وہ تب کہ جس پر ہو محض افضالِ عشق
ذلت و خواری کی دولت بر درِ پیرِ مغاں — جا کے لے حافظ ابھی تو عظمت و اجلالِ عشق

معشوق پھرتا ہے دل و جان سے عاشق — ہو تک ہے نثار اسپہ وہ سو جان سے عاشق
عاشق کا ہے ایمان یہاں صحبتِ جاناں — بیزار ہے اس دین اور ایمان سے عاشق

ہیں دیدۂ عشاق کے طوفان بھرے یار
یکدم میں دو عالم کو بہا دیتا ہے پیارے
کب اُس کی نظر میں تو سماتا ہے ارے مُلّا
جز یار کے دیکھا نہ نہ جنت و فردوس

کچھ خوف نہیں کرتا ہے طوفان سے عاشق
بارش جو کرے دیدۂ گریان سے عاشق
خوش ہوتا نہیں مُرغِ سحرخوان سے عاشق
واقف بھی نہیں حور نہ غلمان سے عاشق

اس خاک کے بستر کو ارے حافظِ رسوا
خوش جانتا ہے تختِ سلیمان سے عاشق

کیا ہی ذاتِ حق میں اور حسنِ یار کی صورت میں فرق
منہ تو دیکھو یوسفِ مصری کا اُس کے رُوبرو
فتنۂ محشر کا کیا ہے سامنے رفتار کے
عینِ ذاتِ حق ہے اور صفتِ خدائی پاک ہے

ہیں صفات اُس کی صفاتِ حق نہیں صورت میں فرق
ہو زمیں اور آسمان کا دونوں کی صورت میں فرق
بے تکلف ہے قیامت جلوۂ قامت میں فرق
ایک دم یکساں نہیں ہے دمبدم حالت میں فرق

واعظِ ناداں کی باتوں سے حیرت ہے مجھے
تیری باتوں سوا اُسے حافظ نہیں حیرت میں فرق

کیا ہی قدرت رکھتی ہے اے ہمدمو تاثیرِ عشق
ہے یہ کیا اکسیرِ الٰہی عشق ویرانی طلب
زلف ہے اُس شوخ کی یا ہے وہ زندانِ بلا
تیغِ ابرو تیز ہے کاری ہے کیا تیرِ نگاہ
کیا ہے صیادِ ستمگر حضرتِ سلطانِ عشق
وصلِ جاناں کا ہے ہر وقت عاشق کو نصیب

سب پہ غالب ہے جہاں میں دیکھ لو تقدیرِ عشق
ہیں سبھی کوہ و بیاباں ملک اور جاگیرِ عشق
عاشقوں کے پاؤں میں رہتی ہے جو زنجیرِ عشق
کرتے ہیں کام اپنا کیسا دیکھو تیغ و تیرِ عشق
ہیں دلِ عشاق جس کے ادنیٰ بس نخچیرِ عشق
غیر اس کے کچھ نہیں کرتا کبھو تدبیرِ عشق

سرمہ آنکھوں کا ہے خاکِ درِ پیرِ مغاں
غیر اس کے کچھ نہیں حافظ ذرا توقیرِ عشق

رہے ہے ہم سے جو دلبر سدا تڑاق پڑاق
نہیں کسی سے لگاوٹ جو اُس کے عاشق کو
سُنے ہے کب وہ کسی کی عروج میں اپنے

غرورِ حسن میں ہے مہ لقا تڑاق پڑاق
شرابِ عشق کا ہے خود مزا تڑاق پڑاق
ہے تاب کس کی جو دے نیر وہ جا تڑاق پڑاق

مجال کیا ہے ملائک مقربوں کی دلا
کوئی ہو کیسا ہی مقبول یا کہ کامل ہو
وہ بے نیاز ہے ایسا اُڑا دے مفلس کو

جو اُس کے رُوبرو جاوے چلا تڑاق پڑاق
جو مطمئن ہو تو پاوے سزا تڑاق پڑاق
جو جا ہے بزم میں لیوے بلا تڑاق پڑاق

پڑا ہے حافظِ مفلس بہ کوئے صابر
وہاں تو ایک ہیں شاہ و گدا تڑاق پڑاق

مجھی سے کچھ نہیں وہ تند خو تڑاق پڑاق
خدائی بھر میں وہ ہے ایک مہ جبینوں میں
نہیں ہے اُس کے مقابل کوئی زمانہ میں
برائی بادۂ نوشاں سے ہے بزم میں اُس کی
ہزاروں اُس کے ہیں مقتول و بسمل و شیدا
جو اُس کے عاشقِ جانباز ہیں زمانہ میں

سبھوں سے رہتا ہے وہ فتنہ جو تڑاق پڑاق
ہے خوبرویوں میں وہ شعلہ رو تڑاق پڑاق
بہ عرش و کرسی ہے وہ جنگجو تڑاق پڑاق
ہمیشہ جام و صراحی سبو تڑاق پڑاق
کریں ہیں خونِ جگر سے وضو تڑاق پڑاق
رکھیں نہ دل میں کوئی آرزو تڑاق پڑاق

نہیں ہے حافظِ رسوا کی کچھ دُعا اب تو
یہی ہے بس کہ رہے ماہرو تڑاق پڑاق

ردیف الکاف

غلبۂ شورِ جنوں سے ہے گریباں چاک چاک
فرقتِ دلبر میں ہوں بے چین ایسا رات دن
عقل و دانائی و ہستی ہے حجابِ روئے یار
باغ و بستانِ دو عالم دیکھے ہم نے خوب ہی
فیضِ پاکِ تاک سے زاہد رہا جو بے نصیب
فیضِ تاکِ پاک کا اور صحبتِ جام و سبو

آتشِ فرقت نے سینہ کر دیا ہے خاک خاک
عرش سے گذری ہے میری آہ و افغانِ دردناک
ہیچ دان و بیخرد ہیں لائقِ دیدارِ پاک
جان بستانِ دو عالم ہے درختِ پاکِ تاک
آتشِ دوزخ سے رہتا ہے بہت اندیشہ ناک
ہاتھ آتا ہی نہیں جز مجلسِ رندانِ پاک

جب کہ ہے فیاضِ عالم تیرا مولا حافظا
ان بخیلوں سے جہاں میں پھر تجھے اب کیا ہے باک

رات کو سوتا تھا میں وہ یار آیا سیک نک
مدتوں سے دربدر پھرتا تھا میں زار و خراب

ایک ٹھوکر مار کر مجھ کو جگایا سیک نک
ناگہاں میخانہ میں مجھ کو بلایا سیک نک

کیا کہوں پیرِ مغاں نے دے کے ایک دو جامِ مے
دو جہاں سے بے خبر جب ہو گیا پھر ناگہاں
لطف سے پیرِ مغاں کے جا کے بتخانہ میں میں
مسکرایا وہ صنم اور ناز سے بولا عجب

دونوں عالم کو مرے دل سے بھلایا سیک نک
بتکدہ کے در کو مغ نے پھر تو کھولا سیک نک
پیشِ بت سجدہ کیا اور سر جھکایا سیک نک
کس طرح ایسا پریشاں یہاں یہ آیا سیک نک

کیا تجاہلِ عارفانہ ہے صنم کا حافظا
بے خبر ہے تجھ سے اور آپ ہی بلایا سیک نک

پہلے تو اس شوخ نے دل کو لبھایا سیک نک
آپ ہی نک رسک دکھا کر مجھ کو دیوانہ کیا
یا الٰہی ہے معلم کون اس بے مہر کا
ذلتِ پہچوں جب کہ آئی سیر کو گلزار کی
جز ترے در کے نہیں جھکتا ہے کعبہ کی طرف
جز خراباتِ مغاں سجدہ نہیں عشاق کا

پھر مجھے رسوا کیا در در پھرایا سیک نک
پھر تماشا میرا عالم میں دکھایا سیک نک
جسنے یہ جور و جفا اس کو سکھایا سیک نک
آپ کو صورت میں اس کی بس چھپایا سیک نک
عاشقِ مسکیں نے سر یہاں پر جھکایا سیک نک
مشربِ رنداں یہی ان کو سکھایا سیک نک

کھو کر بندِ قبا حافظ کو دے لے اے صنم
تیرے آگے اس نے اب دامن بچھایا سیک نک

ردیف — الکاف الفارسی

جب سے ہے مجھ سے میرا وہ مہِ تاباں الگ
آتشِ ہجر میں پھکتے ہیں پڑے سب رگ و پے
اشکِ خونیں تو جدے بہتے ہیں دن رات مرے
آتشِ عشق میں جلتے ہیں ہمیشہ دل و جاں
ہجر کے رنج و مصیبت تو بھروں ہوں یارو
کس مصیبت میں ترا عاشقِ جانباز ہے یار

جان سے ہے تن سے جدا دل ہے پریشان الگ
دیدہ گریاں سے رواں اشکوں کا طوفان الگ
نالہ کرتا ہے ادھر چاکِ گریبان الگ
شعلہ زن رہتا ہے یہ سینۂ سوزان الگ
پھر ستاتا ہے مجھے ناصحِ نادان الگ
جز ترے اس کا نہیں یارِ مہربان الگ

شکوۂ جور و جفا عشق عبث ہے حافظ
یار کرتا ہے ترے قتل کا سامان الگ

ہائے کیوں رہتا ہے مجھ سے تو مری جان الگ
کیوں جدائی کے مری کرتا ہے سامان الگ

آتشِ ہجر میں جلتا ہے پڑا عاشقِ زار
کر چکے ہم تو فدا جو کہ تھا ساماں اپنا
ایک تو فرقتِ جاناں کی مصیبت مجھ پر
ننگ و ناموس و خرد ہو گئی برباد سبھی
پند دیتا ہے مجھے ملت و ایمان سے شیخ

غیروں سے کرتا ہے تو عہد و پیمان الگ
تیرے قرباں ہیں میری ہائی دل و جان الگ
تس پہ بگڑے ہے عبث شحنۂ دوران الگ
تنگ کرتا ہے ادھر ناصحِ نادان الگ
اور یہاں عاشقِ شیدا کا ہے ایمان الگ

مصحفِ روئے صنم کی ہے تلاوت واللہ
حافظا تیرا تو ہے مصحف و قرآن الگ

عاشقوں کا ہے میاں ملت و اسلام الگ
بگڑے ہے عاشقِ بیہودہ کی باتوں سے یہ دل
غیرتِ عشق نے پھینکا ہے اسے دور و دراز
مبتلا فکر میں عقبیٰ کے سدا رہتا ہے شیخ
پاک ہیں فکرِ دو عالم سے تو عشاق خراب
لیک تو دولتِ دیدار میسر ہے انہیں

سارے عالم سے ہیں عشاق کے بس کام الگ
اس لئے اس سے رہیں عاشقِ بدنام الگ
عاشقوں سے جو ہے واعظِ خوش کام الگ
عاشقِ رند کا ہے اور ہی انجام الگ
ساقی و بادہ جدا اور سبو جام الگ
کیا مزا دیتی ہے پھر یار کی دشنام الگ

طاقِ ابرو ہیں تو ہے سجدہ ترا اے حافظ
دام میں ڈالے ہے پھر زلفِ سیہ فام الگ

مجھ سے جب ہوتا ہے اک دم وہ دلِ زار الگ
ہجر کے رنج و مصیبت تو میری جان پہ تھی
پیچ و تاب و خمِ زلفوں میں تو تھا سرگرداں
کیا کروں کس سے کہوں کون سنے گا میری
شیخ تسبیح کو جلانے سے برہمن زنار
عشق کے حسن کا بازار جو دیکھا ہم نے

جان ہو تن سے جدا اور دلِ زار الگ
مار ڈالے ہے مگر زلفِ طرحدار الگ
قتل کرتی ہے ادھر ابروئے خمدار الگ
حضرتِ عشق کی ہے دستو سرکار الگ
عاشقوں کا ہے میاں تسبیح و زنار الگ
اس کی ہے جنس جدا اور خریدار الگ

سیرِ گلزار سے کیا کام تجھے ہے حافظ
سیر کا تیرے تو ہے دیکھ لے گلزار الگ

ردیف اللام

ہر روز مگرتا ہے جو کرتا ہے وہ کل کل
جو وعدہ وہ کرتا ہے سو کہتا ہے وہ کل کل

مقدور نہیں عرض کی جا کر جو کروں میں
گر عرض کروں اُس کو سمجھتا ہے وہ کل کل

جو عرض کری میں نے کہ دیکھوں رُخِ پُر نور
چہرہ کو بنا کر کے کہا چل پرے کل کل

سو جان فدا ہو ویں ترے نازو ادا پر
جس وقت تو کہتا ہے کہ جا جا پرے کل کل

حافظ تو عبث بکتا ہے دربار میں اُس کے
کیا فائدہ ہر روز جو تو کرتا ہے کل کل

مشکلیں عشقِ صنم کی ہوں کہاں فاضل سے حل
ہاں اگر ہو ویں تو ہوں مجنونِ لاعقل سے حل

عاشقِ بیدل کی مشکل کس سے حل ہونا صحا
گر تجھے کرنا ہے تو کر خنجرِ قاتل سے حل

یہ کتاب عشق ہے کنز وقت دری تو نہیں
ہوتا ہے یہ نسخہ ناداں اپنے ہی بس دل سے حل

جس میں حیران تھے ہزاروں عاقل و کامل مدام
ہو گیا وہ تو نگاہِ یار کے ایک تل سے حل

مشکلیں جو عشق کی ہوتی نہ تھی آساں کبھو
ہو گئی حافظ کو فیضِ مرشدِ کامل سے حل

عشق کا منصب ملا مجھے یارو ملا روزِ ازل
ہیں تو دیوانہ ہوا ہوں بر ملا روزِ ازل

یہ پریشانی و رسوائی نہیں کچھ آج کی
ہاتھ آئی ہے مرے زلفِ دوتا روزِ ازل

ساجدِ بُت خانہ بُت کچھ میں نہیں ہوں آجکل
بُت کے سجدہ میں مرا ہی سر جھکا روزِ ازل

تیرِ مژگاں تیغِ ابرو کیا ہیں اب میرے لگے
زخمِ عشق اُس گلبدن کا ہی لگا روزِ ازل

گریۂ وزاری مری کیا دیکھتے ہو آج سے
داغِ ہجراں اُس پری کا ہے ملا روزِ ازل

دشت پیما کوہ صحرا چھانتا ہوں کیا ابھی
پیش از آدم ملک یہ مجھکو ملا روزِ ازل

میں قدیمی ہوں غلام اُس شہ نظامِ پاک کا
خط غلامی کا تجھے حافظ لکھا روزِ ازل

کھل گیا ہے میکدہ آیا ہے ہوئیں مل کے مل
ہر زماں اور دمبدم ہر بار ہوئیں مل کے مل

بادہ و جام و صراحی اور ساقی مہرباں
سب ہے اسبابِ طرب سرشار ہوئیں مل کے مل

مطربانِ بذلہ گو اور ہمدمانِ رازجو
ہر طرف سے ہے نغمۂ مزمار ہوئیں مل کے مل

جب کہ اپنے ہاتھ سے وہ یار دے بھر بھر کے جام
مست کیا سب عاقل و ہشیار ہوئیں مل کے مل

صاف ہوتا ہی نہیں بے بادہ کے یہ زنگِ دل
اسلئے اہلِ صفا لاچار ہوئیں مل کے مل

کیا نرالی رسم ہے یارو دیارِ عشق کی
اس میں جو ہیں کافر و دیندار ہوئیں مل کے مل

ساقیِ سرمست کامل شہ نظام پیشوا
اُس کے در پر حافظِ اسرار ہوئیں مل کے مل

ہو گیا دل کیونکہ حیراں ہی دل صد واہی دل
کر دیا کس نے پریشاں ہی دل صد واہی دل

تیرِ مژگاں تیغِ ابرو غمزہ خنجر بانگ ناز
لگ گئے سوز خم پیکاں واہی دل صد واہی دل

کیا غضب ہے آیا گرد بام پر رشکِ قمر
رُخ پہ ہے زلفِ پریشاں واہی دل صد واہی دل

غیر تو بزمِ طرب میں اُس کی بیٹھیں برملا
ہم پھریں ہیں دل پریشاں واہی دل صد واہی دل

مسند و قالین بہرِ واعظِ بیدرد ہو
ہم ہیں او صحرا بیاباں واہی دل صد واہی دل

کیا ہے قدرت غافلوں کو حور رضوان و بہشت
عاشقوں کو سینہ بریاں واہی دل صد واہی دل

سر کو رکھ پیرِ مغاں کے آستاں پر حافظا
غیر اُس کے کر نہ ساماں واہی دل صد واہی دل

کیا غرض ہم کو کسی سے جبکہ حیراں ہے یہ دل
ہم کسی سے کیا ملیں جب اپنا حیراں ہے یہ دل

صدمہ اور رنج و مصیبت ہے ہماری یہ غذا
رحمت ہم کو ہے کہاں جب اپنا نالاں ہے یہ دل

قید میں زلفِ سیہ کی ہم کو جمعیت کہاں
پا بزنجیرِ جنونِ زلفِ پیچاں ہے یہ دل

صدمہ پر صدمہ ہے اور پھر امیدِ وصال
استقامت پر تو ہی کیسا نازاں ہے یہ دل

بار بھی مل جاوے اور یہ بھی ہے کیونکر یہ ہو
کیا ہی باطل آرزو ہے کیسا ناداں ہے یہ دل

کیوں دُکھاتا ہے اسے واعظ دلِ مسکین کو
جانے کیا تو قدر اسکی عرشِ رحماں ہے یہ دل

حافظا چاہیے سو کر پر دل سے غافل تو نہ ہو
دیکھ تو عظمت کو اس کی تختِ سلطاں ہے یہ دل

عشق نے ایسا کیا ہے شور برپا آج کل
کر دیا دیوانہ مجھ کو اور رسوا آج کل

کو بکو ہے میرا سب قصہ اور چرچا آج کل
سب ہی ذکر اور فسانہ سب کو ہر جا آج کل

محتسب ملا ہیں حیراں اور پریشاں شیخ و شاب
بادہ کش قاضی ہے یارو اور مفتی جرعہ نوش
ناصح عاقل جو کرتا ہے نصیحت روز و شب
بتکدہ آباد ہے اور مسجد و منبر خراب

اُس پری نے کر رکھا ہے فتنہ برپا آج کل
اُس نے دُر کو میکدہ کے ایسا کھولا آج کل
سر بسر پھرتا ہے وہ بدمست و شیدا آج کل
سارے عالم میں ہے ایسا کفر چھایا آج کل

ساکن میخانہ ہے دن رات حافظ بینوا
ہو گیا بدمست وہ مجنون و شیدا آج کل

وا کیا ہے اُس صنم نے رُخ سے پردا آج کل
کیا ہی موسم ہے عزیزو اُس کی بزم عیش میں
سیکنوں خواہاں کھڑے ہیں بادہ و ساغر کے ہاں
شاہد و ساقی و مطرب سب کے سب مستی میں ہیں
بادہ نوشی بت پرستی کی عجب اک دھوم ہے
ننگ و ناموس و خرد کا کچھ نہیں نام و نشاں

ایک عالم بن گیا مجنون و شیدا آج کل
چل رہا ہے رات دن بس جام صہبا آج کل
دختر رز جوش میں ہے پُر ہے مینا آج کل
کیا ہی وقت عیش ہے اور کیا زمانہ آج کل
جس کو دیکھو تو نہیں ہے عقل برجا آج کل
عشق نے ایسا کیا ہے فتنہ برپا آج کل

از امام مے پرستاں شہ نظام پاک دیں
حافظ بیچارہ میخانہ کو پہنچا آج کل

ہو رہے ہیں سیکنوں بے چین و حیراں آج کل
کیا ہے مفتی اور واعظ محتسب شیخ و فقیہ
کر رکھی ہے شوخ نے زلف سیہ چہرہ سے دور
ننگ و ناموس اٹھ گئی عقل و خرد برباد ہے
صف کے صف اہل دل کے دل شتاں ہیں اس شوخ کی
تیغ ابرو تیر مژگاں غمزہ و شوخی و ناز

اُس صنم کے عشق میں سو اپریشاں آج کل
سب کے سب ہیں اُس پری کے دل سے خواہاں آج کل
صد ہزاراں ہو رہی ہیں چشم حیراں آج کل
بحر مواج جنوں جاری ہے طوفاں آج کل
چھڑکا ہے اُس گل نے اپنے رُخ پہ افشاں آج کل
کام اپنا کر رہی ہیں سب ہیں بیجاں آج کل

حافظا تیری بلا سے گر ہوا بدنام تو
ہاتھ تیرے آگئی ہے زلف پیچاں آج کل

نغمہ ایسا ہے بجا اُس ماہرو کا آج کل
روشنی عقل و خرد کی تیرہ و تاریک ہے

شور ہے ایسا پڑا اُس گل کی بو کا آج کل
نور عشق اُس شعلہ رو کا ایسا پھیلا آجکل

کامیاب ایسے ہیں عاشق اُس پری رو کے ہوئے
ہو گئی برپا قیامت اُس کے قامت ناز سے
میکدہ میں مست ہیں سب بادہ خوار و نازنیں
شیوۂ عاشق نوازی خوش ہے ظاہراں دنوں

لعل و گوہر قطرہ ہے اُن کے لہو کا آج کل
صور اسرافیل نے ایسا ہے پھونکا آج کل
غل ہے ہر جانب مچا جام و سبو کا آج کل
ہر طرف ہے ذکر جاری اُس کی خو کا آج کل

حافظ رسوا ہے ساجد ہر زماں با جان و دل
صد ہزار احسان ہے اُس فتنہ جو کا آج کل

کچھ نہیں کام آتی یارو ہوشیاری آج کل
کیا غضب ہے رات دن ہے پاس اور ملتا نہیں
ناصح ناداں جو کرتا ہے نصیحت رات دن
خرقہ و تسبیح ہماری رہن بادہ ہو چکی
جب کہ ملا محتسب ہیں بادہ خواروں میں ملے
ہم تو جب جانیں کہ میخواری سے اب توبہ کرو

لگ گیا تیر مژہ سے دل پہ کاری آج کل
خلق کی جاتی رہی ہے ہوشیاری آج کل
عشق کی دولت سے ہے وہ مخلص عاری آجکل
شیخ صاحب اب تمھاری بیکلی باری آج کل
کچھ شکایت ہی نہیں پھر اب ہماری آج کل
دیکھیں کیسی حق پرستی ہے تمہاری آج کل

ردیف

مستعد ساقی ہوا دینے پہ بادہ ناب کے
تیری حافظ دیکھینگے پرہیزگاری آج کل

المیم

یہاں ازل سے لائے ہیں جو عشق کا آزار ہم
زاہدا کنج سلامت تجھ کو روزی ہو سو ہو
میں ہوں کافر جو مجھے دیدار حق کی ہو ہوس
زائر کعبہ نہیں ہوں ناصح ناداں مگر

اب اسی گردش میں ہم بس طالب دیدار ہم
پھرتے ہیں بدنام اور رسوا سر بازار ہم
کرتے ہیں کحل بصر خاک در خمار ہم
ہیں حریم دل کے اپنے رات دن رودار ہم

حافظا کہنے سے واعظ کے نہ ہوویں ملول
چھوڑینگے ہرگز نہیں تصویر زلف یار ہم

جب سے اس گل کے ہوئے ہیں طالب دیدار ہم
آج تک دیکھا نہیں اُس کو مگر سنتے ہی ہیں
زیست مشکل ہے ہماری بے جمال یار کے

ہو گئے بدنام و رسوا بر سر بازار ہم
دربدر پھرنے لگے بے آبرو اور خوار ہم
خود ازل سے لائے ہیں یہ عشق کا آزار ہم

کچھ خبر اسلام کی اور نہ کچھ ایماں کی غرض
لیتے ہیں ایماں کے عیوض کفر زلف یار ہم

اپنی جنت تو ہی لے ہم کو نہ یہ درکار ہے
چھانتے ہیں روز و شب خاک در خمار ہم

کیا ہوس ہے سیر گلشن کی ہمیں اے ہمنشیں
سینہ میں رکھتے ہیں اپنے گلشن و گلزار ہم

مہرباں ہے ہم پہ وہ ترسا بچہ عیار شوخ
حافظا کیا رکھتے ہیں یہ دولت بیدار ہم

دین و دنیا کی نہیں رکھتے ہیں کچھ درکار ہم
اپنے جاناں کے فقط ہیں طالب دیدار ہم

ہم نہیں ہیں جانتے یہ کیا ہے نور اور کیا ہے نار
ماسوا کے علم سے کرتے ہیں استغفار ہم

وصل و ہجراں رنج و راحت نیک اور بد سب کیا ہے کام
ایک رضائے دوست سے رکھتے ہیں کاروبار ہم

ناہدا یہ زہد تیرا عین غفلت حق سے ہے
کیا کہیں نادان سے بس عشق کا اسرار ہم

سر جھکے کیونکر ہمارا منبر و محراب میں
سر جھکا سکتے نہیں ہیں غیر روئے یار ہم

رنج و غم لیتے ہیں مول اور نقد راحت بیچکر
جانتے ہیں بیقدر وہ مصر کا بازار ہم

ہم کو بھاتا ہے طریقہ عشق کا حافظ مدام
کیونکہ پیرو ہیں طریق سید ابرار ہم

کفر سے ہے نہ غرض اور نہ اسلام سے کام
ہم کو ہے یار و فقط ساقی گلفام سے کام

زاہدا عشق ترا توبہ سالوس سے ہے
ہم کو ساقی و صراحی ہے مے و جام سے کام

ماہ و دن گذرے ترا عیش و آرام میں شیخ
دل عاشق کو نہیں راحت و آرام سے کام

منع کرتا ہے ہمیں عشق بتاں سے واعظ
جب تلک اس کو نہیں زلف سیہ فام سے کام

حافظا غیروں سے کیا کام ہے اس عالم میں
تجھ کو تو چاہیئے اس شوخ گل اندام سے کام

غم سے منہ کس طرح موڑوں میرا ایماں ہے یہ غم
مونس و ہمدم یہی ہے یاد جاناں سے یہ غم

حوصلہ کیا ہے کسی کا دیکھے روئے یار کو
نور سبحاں سے یہ غم اور روئے جاناں ہے یہ غم

طالب جنت ہے جو غافل حقیقت سے ہے وہ
عیش و راحت ہے یہ غم اور باغ رضواں ہے یہ غم

حوض کوثر جو سنی زاہد نے ہے عشاق کی
اشک جاری ہے یہ کوثر دیدہ گریاں ہے یہ غم

سیو ہا ہی جنت الماوی ہیں فکر عاشقاں
ہے غذا ہجر صنم میں دل پریشان ہے یہ غم

واسطے غم کے کیا پیدا خدا نے آدمی
ہے رضائے دوست اور مرضی جاناں ہے یہ غم

عاشقوں کا دین و مذہب درد و غم ہے حافظا
حسن دلبر ہے یہ غم اور نور ایماں ہے یہ غم

ہم ازل سے لائے ہیں تجھ پر ہی ایماں اے صنم
ہم ہیں کافر عشق کے کب ہیں مسلماں اے صنم

تیرے ہی کوچہ کی چھانیں خاک سب سے بے خبر
رہتے ہیں ہم زلف سوا دل پریشاں اے صنم

ہو گئے ہم خاک پیارے جل کے نار عشق سے
رکھتے ہیں ہر وقت ہم تو سینہ بریاں اے صنم

آنکھوں سے طوفان جاری ہے فراق یار میں
رہتے ہیں ہر آن ہم تو دیدہ گریاں اے صنم

دیکھتے ہیں جابجا ہم جلوہ تیرے حسن کا
رات دن رہتے ہیں ہم تو سخت حیراں اے صنم

بت پرستی میں ہوں کامل دور ہوں اسلام سے
شیخ و واعظ کرتے ہیں سب شور و افغاں اے صنم

بت پرستی اور رندی از طفیل مرشد نظام
حافظ رسوا کو ہے بس یہ ہی شایاں اے صنم

سیکنوں ہی کر چکے تدبیر ہم
پر مٹا سکتے نہیں تقدیر ہم

تیری ابرو قتل کو کافی ہے یار
کیوں اٹھا دیں صدمۂ شمشیر ہم

قید کی حاجت ہے کیا عشاق کو
زلفوں سے ہیں پای در زنجیر ہم

شعلۂ سوز دروں رکتا نہیں
کیوں نہ ڈالیں اب گریباں چیر ہم

رہتے ہیں چوں نقش دیوار اے صنم
دیکھتے ہیں جب تری تصویر ہم

ذبح ہم ہوتے ہیں بسم اللہ یار
اپنے اوپر پڑھتے ہیں تکبیر ہم

حافظا اس زمرۂ عشاق میں
کچھ بہت سی رکھتے ہیں توقیر ہم

تیری فرقت میں صنم رہتے ہیں دلگیر سے ہم
ہمزباں رہتے ہیں بس نالۂ شبگیر سے ہم

چاہا ہر چند کہ ہو وصل میسر اس کا
بس نہیں چلتا ہے لاچار ہیں تقدیر سے ہم

یوں تو آتا نہیں تو مجھ سے الگ رہتا ہے
کھینچ کر لاویں گے پر آہ کی تاثیر سے ہم

ہوتی سیری نہیں ہم کو ترے دیدار سے یار — سیر ہو جاویں گے آ دم شمشیر سے ہم

دین و ایمان لیا تشنہ جاں ہے حافظ
خوب واقف ہیں ارے اُس بُت بے پیر سے ہم

بے تکلف و بے ریا ہیں ہم — بخدا نورِ کبریا ہیں . . . ہم
سب کے شامل ہیں پر الگ سب سے — اپنی وحدت کے آشنا ہیں ہم
گو بظاہر ہیں آشنا سب سے — لیک باطن میں بے وفا ہیں ہم
ہر جگہ اپنے آپ کو دیکھیں — جس جگہ دیکھیں جا بجا ہیں ہم
ہم ہیں مقصود دونوں عالم میں — ذات کا خاص مُدعا ہیں ہم
سب کے مطلوب ہیں ہمیں واللہ — مہ جبیں اور مہ لقا ہیں ہم

کہیں رسوا ہیں اور کہیں حافظ
صاحبِ ناز خوش ادا ہیں ہم

بُت پرست اور کہیں صنم ہیں ہم — کفر و اسلام سے بہم ہیں ہم
ہیں کہیں عبد اور کہیں معبود — ایسے با رونق درسم ہیں ہم
ہر جگہ طرزِ نو ہماری ہے — کہیں پیدا کہیں عدم ہیں ہم
کہیں عاشق بنے کہیں معشوق — دفترِ عشق میں ختم ہیں ہم
تاج شاہی کہیں ہے دلقِ گدا — ہر شباہت میں آپ ہم ہیں ہم
ہیں کہیں برہمن کہیں ہیں شیخ — اپنی پوجا میں سرگرم ہیں ہم

مظہر ذات اور صفات حافظ
صاحبِ لوح اور قلم ہیں ہم

آپ ہی اپنے ہمنشیں ہیں ہم — مبتلا غیر کے نہیں ہیں ہم
عاشقِ حق نہیں ہیں ہم بخدا — اپنے عاشق ہیں نازنیں ہیں ہم
اپنے ہی حُسن کے ہیں ہم ناظرہ — مہ لقا اور مہ جبیں ہیں ہم
باغ عالم میں سبز اور شاداب — سرو شمشاد بس ہمیں ہیں ہم

جز ہمارے نہیں جہاں میں کوئی — بانیِ کفر و اہل دیں ہیں ہم
سارا عالم ہے بس ظہور اپنا — غیر ذاتِ خدا نہیں ہیں ہم

مرشدِ پاک ذات شاہ نظام
مثل حافظ کے خوشہ چیں ہیں ہم

کشتۂ ناز اور ادا ہیں ہم — اپنے دلبر پہ بس فدا ہیں ہم
عاشقِ رند بُت پرست قدیم — زہد و تقویٰ سے بس جدا ہیں ہم
ساکنِ میکدہ خراباتی — آج ہی کچھ نہیں سدا ہیں ہم
گرچہ بدنام اور پریشاں لیک — اصلِ جمعیت و ہُدا ہیں ہم

ہم نہیں نار و نور کے بندے
حافظا بندۂ خدا ہیں ہم

پوچھو ہم سے نہ کچھ کہ کیا ہیں ہم — حُسن جاناں کی بس غذا ہیں ہم
گرچہ صورت میں ہم ہیں بیگانہ — لیک معنی میں آشنا ہیں ہم
گو بظاہر مریض و بے چارہ — سارے امراض کی دوا ہیں ہم
کیا کہیں ہم حقیقت اپنی یار — کہہ نہیں سکتے ہیں کہ کیا ہیں ہم
دورِ امراض سے مریض جہاں — درد کی اپنے خود دوا ہیں ہم
نار اور نور سے ہیں پاک ہم تو — الغرض نورِ کبریا ہیں ہم

کنزِ مخفی ہیں ہم تو اے حافظ
عینِ دلبر کا مُدعا ہیں ہم

ردیف النون

اقلیم دو جہاں میں سلطان ہیں تو ہم ہیں — اجسام دوسرا ہیں ایک جان ہیں تو ہم ہیں
یہ ارض اور افلاک سب ہے ظہور اپنا — قائم جو ہیں تو ہم ہیں گردان ہیں تو ہم ہیں
شمس و قمر ہیں پیدا یہ نور سب ہویدا — رخشان اور تاباں ہر آن ہیں تو ہم ہیں
ہر چیز میں ہے ظاہر ہستی ہماری یارو — گراں ہیں تو ہم ہیں اور شان ہیں تو ہم ہیں
گلخن ہے یا کہ گلشن ہے جلوہ سب یہ اپنا — گلزار ہیں تو ہم ہیں بستان ہیں تو ہم ہیں

ہم سے سوا نہیں ہے دونوں جہاں میں کوئی
مزبان ہیں تو ہم ہیں مہمان ہیں تو ہم ہیں

کرتے ہیں ہم تلاوت مصحف کی رخ کے اپنے
حافظ جو ہیں تو ہم ہیں قرآن ہیں تو ہم ہیں

خمخانۂ جہاں میں میخوار ہیں تو ہم ہیں
اس بادۂ خدا سے سرشار ہیں تو ہم ہیں

یہ انتظام عالم سب کچھ ہے اپنا یارو
اشجار دو جہاں کے اثمار ہیں تو ہم ہیں

یہ رنج اور راحت اپنی ہی دو ہیں حالت
گر شاد ہیں تو ہم ہیں اور زار ہیں تو ہم ہیں

جو کچھ کہ گل کھلیں ہیں سب ہے تماشا اپنا
گر باغ ہیں تو ہم ہیں گلزار ہیں تو ہم ہیں

یہ آنا اور جانا ہے سب ظہور اپنا
ہر تن میں جلوہ فرما ہر بار ہیں تو ہم ہیں

ہشیاری اور غفلت اپنی ہی حالتیں ہیں
غافل جو ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

مجموعۂ خدائی واللہ ہم ہیں حافظ
گر نور ہیں تو ہم ہیں اور نار ہیں تو ہم ہیں

نہ ہم سے ہنسو ہم رلائے ہوئے ہیں
محبت کے صدمہ اٹھائے ہوئے ہیں

جو ہم دامِ گیسو میں آئے ہوئے ہیں
بہت پیچ اور تاب کھائے ہوئے ہیں

بناتے ہو کیا ہم کو باتوں میں ناصح
کسی اور کے ہم بنائے ہوئے ہیں

میں آشفتہ خاطر ہوں جس مہ جبیں کا
وہ آنکھوں میں میرے سمائے ہوئے ہیں

نہیں مرد میداں کے تم شیخ صاحب
بہت بار آپ آزمائے ہوئے ہیں

ہمیں کیا نصیحت کرو ہم تو صاحب
دل و دین و دنیا گنوائے ہوئے ہیں

پریشان حافظ کو کیا دیکھتے ہو
وہ ان ظالموں کے ستائے ہوئے ہیں

ہم اُس یار سے دل لگائے ہوئے ہیں
سزا دل لگانے کی پائے ہوئے ہیں

سے کیا حال دل کا سنا جب سے ہم نے
وہ ہمسایہ میں میرے آئے ہوئے ہیں

اگرچہ نہیں ملتا مجھ سے تو پیارے
ترا نقشہ ہم بھی جمائے ہوئے ہیں

میں جانباز ہوں جان پر کھیلتا ہوں
زمانہ میں یہ ہم سنائے ہوئے ہیں

نہیں غیر سے کچھ سروکار میرا
میرے دل کو بس وہی بھائی ہوئی ہیں

سبھی ناز و انداز طرز و ادا سے
وہی دل کو میرے لبھائے ہوئے ہیں

لگا کر کے دل اُس پری رو سے حافظ
بہت رنج صدمہ اُٹھائے ہوئے ہیں

جو دل میرا دلبر لبھائے ہوئے ہیں
بہت ناچ مجھ کو نچائے ہوئے ہیں

سبھی دام زلفوں میں ہو کر کے پابند
بہت خون دل کا بہائے ہوئے ہیں

نہیں جانتا میں کہ کیا ضد ہے مجھ سے
جو مجھ سے بہت بل وہ کھائے ہوئے ہیں

میرے نام سے وہ بگڑتے ہیں بیشک
رقیبوں کے شاید پڑھائے ہوئے ہیں

میرے ذکر سے جو کہ نفرت ہے اُن کو
میرے دشمنوں کے سکھائے ہوئے ہیں

ترے زلف و رخ ہر زماں مجھ کو پیارے
مزا عشق کا بس چکھائے ہوئے ہیں

ازل سے بھلا حافظا تیرے مرشد
تجھے جامِ وحدت پلائے ہوئے ہیں

تیغ ابروئے صنم کے وصف و جوہر اور ہیں
بہر قتل عاشقاں شمشیر و خنجر اور ہیں

مقتل عشاق ہے کوچہ ہمارے یار کا
ذرہ ذرہ اُس کے ظالم اور ستمگر اور ہیں

عاشقِ گنج دگر ہے ناصحِ بے درد آہ
دامنِ عشاق میں تو لعل و گوہر اور ہیں

قصرِ شاہی کی ہوس سے بال و پر کچھ بھی نہیں
عشق کے ایوان پر اڑنے کے شہپر اور ہیں

پھولتا ہے ورد اوراد معین پر جو شیخ
خواہشیں صدہا بھری بس دل کے اندر اور ہیں

سیر باغ و بوستاں کی کچھ نہیں حاجت ہمیں
گل کھلیں یاں ہر زماں زخم جگر پر اور ہیں

کردیئے خمخانہ خالی حافظِ بیدل نے پر
ہم کئے جاتے طلب ساغر پہ ساغر اور ہیں

بت پرستوں پہ جو بت جور و جفا کرتے ہیں
ماسوا اپنی پرستش سے رہا کرتے ہیں

غیر کا نام و نشاں دل میں نہیں چھوڑتے ہیں
جب کہ عاشق سے صنم ناز و ادا کرتے ہیں

جلوہ افروز جو ہوتا ہے لبِ بام وہ شوخ
جان و ایمان کو عشاق فدا کرتے ہیں

وصف اُس حسن کا تیرے جو سُنا کرتے ہیں
جو کہ غافل ہیں ترے عشق و محبت سے سدا
بے نیازی سے تری اور تکبر سے ترے

اور کچھ ہوتا نہیں تجھ کو دعا کرتے ہیں
وہ بھی دن رات تری مدح و ثنا کرتے ہیں
دلِ عشاق بہت تجھ سے ڈرا کرتے ہیں

تم تو ہو عاشقِ جانباز جہاں میں حافظ
وہ جفا کرتے ہیں ہم خوب وفا کرتے ہیں

تجھے جب کہ ہم اے صنم دیکھتے ہیں
نہ زاہد نے دیکھا عمر بھر میں ایسا
جو شیخ و برہمن مخالف ہیں دونوں
نہ ہم کفر میں اور نہ اسلام میں ہیں

ادب سے وہ خاکِ قدم دیکھتے ہیں
جو اک ساغرِ مے میں ہم دیکھتے ہیں
حقیقت میں ہم تو بہم دیکھتے ہیں
مگر سیرِ دیر و حرم دیکھتے ہیں

یہ جھگڑے مذاہب کے عالم میں حافظ
اُسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہیں

کوس ہم عشق کا میداں میں بجا سکتے ہیں
ساکنِ میکدۂ و سرورِ رندانِ زماں
منہ تو دیکھو بھلا رندانِ بلاکش سے کبھو
جوش میں آویں اگر اپنے جنوں کے واللہ
جو کہ عیابخدائی ہیں وہ رندانِ زماں
وہ جو رکھتے ہیں دمِ آتشیں اور شعلہ مزاج
فوق رکھیے ذرا اپنے ہیں میاں حضرتِ شیخ
جا بجا ہیں بھی تو کچھ چرب لساں ہی واعظ
ایسی شیخی نہ تجھے لائق ہی نہیں اے ناداں
حرم و دیر کی آواز سے گو ہیں محروم

ہم تو دیوانہ ہیں عالم کو سُنا سکتے ہیں
ہم ہیں ای شیخ کہیں وہاں سے نہ جا سکتے ہیں
شیخ و زاہد بھی کہیں آنکھ ملا سکتے ہیں
عرشِ اعظم کو ابھی دم میں ہلا سکتے ہیں
دونوں عالم میں عجب دھوم مچا سکتے ہیں
آگ وہ نوح کے طوفاں میں لگا سکتے ہیں
کس طرح چٹکی میں آپ ہم کو اُڑا سکتے ہیں
ایسی باتیں تو بہت ہم بھی بنا سکتے ہیں
رندِ حق اُنگلیوں پر تجھ کو نچا سکتے ہیں
اپنی زنجیرِ جنوں کو تو ہلا سکتے ہیں

جب کہ بے درد ہیں یہ واعظ و مُلا حافظ
اپنا احوال کب ہم اُن کو سُنا سکتے ہیں

روز و شب ہم جو بھلا شور و فغاں رکھتے ہیں
رات دن رہتے ہیں ہم محوِ جمالِ دلبر
تو ہے زاہد ہوسِ حور و جناں میں غافل
مست و عریاں کو نہ کونین سے ہے کچھ بھی غرض

آتشِ عشقِ بتاں دل میں نہاں رکھتے ہیں
ہم نہ کچھ تن سے خبر اور نہ جاں رکھتے ہیں
ہم تو بس عشقِ بتِ غنچہ دہاں رکھتے ہیں
ہم نہ یہاں رکھتے ہیں کچھ اور نہ وہاں رکھتے ہیں

اور کچھ نقد نہیں حافظِ مفلس ہے مگر
اک فقط تجھ پہ فدا کرنے کو جاں رکھتے ہیں

ہم نہ اُس در کے سوا کون و مکاں رکھتے ہیں
عزت و جاہ و حشم جبہ و دستار و سبحہ
عاشقِ حسنِ خداداد ہیں ہم اے زاہد
اپنا دلدار وہ ہے جس کی غلامی سے یہاں

عشق سے اُس کے یہ ہم دل میں نشاں رکھتے ہیں
رند و قلاش یہ سو جھگڑے کہاں رکھتے ہیں
کب ہم آزاد ہوسِ حور و جناں رکھتے ہیں
فخرِ کونین میں سلطانِ جہاں رکھتے ہیں

کچھ ہنر ہم تو نہیں رکھتے ہیں حافظ لیکن
خطِ غلامی درِ صابر کا عیاں رکھتے ہیں

ہم نہ تن رکھتے ہیں یہاں اور نہ جاں رکھتے ہیں
صید کرنے کو دلِ زار کے خوباں جہاں کے
پاکبازانِ دو عالم میں نظرباز ہیں ہم
ہم تو کچھ بھی نہیں رکھتے ہیں جہاں میں واللہ

تیرا ہی دھیان صنم دل میں نہاں رکھتے ہیں
تیرِ مژگاں سے دو ابرو کی کماں رکھتے ہیں
لوگ برعکس یہاں ہم یہ گماں رکھتے ہیں
ہاں اگر رکھتے ہیں تو شورشِ جاں رکھتے ہیں

مے کے پینے سے تو حافظ نہیں کرتا توبہ
شیخ و مُلّا یہ عبث شور و فغاں رکھتے ہیں

زہد و تقوے کو ترے عشق میں ہم چھوڑے ہیں
جان جاوے تو بلا سے نہیں پرواہ ہمیں
جو کہ کرتے ہیں ملامت ترے دیوانوں کو
تیرے دیوانہ جو آوارہ ہیں در دشتِ جنوں
کیا غضب ہے جو لکھیں میرا جواب خط کا

مست ہے عشق میں واعظ کی قسم توڑتے ہیں
پر نہ اس کی دمِ شمشیر سے منہ موڑتے ہیں
بے خبر عشق سے ہیں ساغرِ جم توڑتے ہیں
خارِ صحرا کی بہت زیرِ قدم توڑتے ہیں
او کے سبب نام تو جھنجھلا کے قلم توڑتے ہیں

شیخ توڑے ہے ملامت سے دل زار مرا
بیت حق توڑے ہے وہ جسکو ہم توڑتے ہیں

حضرت عشق جو شورش میں کبھو آجاویں
دل حافظ میں بہت نشتر غم توڑتے ہیں

گرچہ عشاق بہت شور و بکا کرتے ہیں
گلرخاں کب یہ بھلا ترک جفا کرتے ہیں

جو کہ امید وفا رکھتے ہیں خوباں سے عجب
سخت نادان ہیں اور محض خطا کرتے ہیں

جسقدر ظلم و جفا ہم پہ کرے وہ ظالم
وہ ہنر اوسکا ہے ہم اوسکو دعا کرتے ہیں

دلربا ہے وہ مرا سرور خوبان جہاں
سجدۂ اوس بت کو کبھی ترک و خطا کرتے ہیں

دیکھ تو مقتل عشاق میں کس شوق سے بس
جان اپنی کو فدا اہل وفا کرتے ہیں

ناصحا بت کی پرستش ہے اصول ایماں
بت کی پوجا سبھی مردان صفا کرتے ہیں

حافظ اسرار الٰہی ہے تو کر بند زباں
دیکھ عشاق کہ اس راہ میں کیا کرتے ہیں

ہم ترے لطف و نزاکت سے حذر کرتے ہیں
ورنہ نعرے مرے پتھر میں اثر کرتے ہیں

سوزش نار جہنم کی ہے مشہور مگر
خاک اوسکو یہ مرے نالے شرر کرتے ہیں

دونوں عالم کو کرے خاک ہماری آتش
آتش عشق سے ہم تم کو خبر کرتے ہیں

بار مجھ کو نہیں گو بزم طرب میں تیرے
پر تری یاد میں ہم عمر بسر کرتے ہیں

لو جی آباد رہو شاد رہو تم جاناں
حافظ سوختہ دنیا سے سفر کرتے ہیں

کون ہے ایسا جسے عشق کا آزار نہیں
ہے کوئی ایسا جو اوس گل کا خریدار نہیں

جسکو دیکھو ہے اوسی زلف کا پابند و اسیر
میں ہی اس بند میں تنہا تو گرفتار نہیں

ہوا مشہور زمانہ میں بھی رسوائے جہاں
حیف ہے پر ہیں مری وہ بت عیار نہیں

کیا ہی نادان یہ ناصح ہے خدا سے غافل
عیش میں اپنی پڑا حق کا طلبگار نہیں

جانے ہے کشف و کرامت کو ہی عرفان خدا
طالب کشف ہے اور طالب دیدار نہیں

پیچ و خم سینکڑوں اوس زلف سیہ فام کے ہیں
غیر عاشق کے کوئی محرم اسرار نہیں

مصحف رخ کی تلاوت ہے مبارک حافظ
غیر عاشق کی تلاوت یہ سزاوار نہیں

مرض عشق میں ہے کون جو بیمار نہیں
کون ہے ایسا جسے عشق کا آزار نہیں

جسکو دیکھو وہ ہی ہے عشق سے موجود یہاں
غیر اوسکے کوئی یہاں کافر و دیندار نہیں

زلف اور رخ کا تماشا ہے ظہور دو جہاں
دونوں عالم میں کسی غیر کا اظہار نہیں

کیا تماشا ہے کہ نادان ہوں دانا مشہور
جو کہ دانا ہیں وہ ہمیں کہتے ہیں ہشیار نہیں

وہ ہی عاقل ہے جو ہے شیفتۂ حسن صنم
ویسا دنیا میں ذلیل اور کوئی خوار نہیں

وہ جو ہے غیر سے مشغول خدا سے غافل
اوس سا عالم میں کوئی مومن و دیندار نہیں

ہے یہ نیرنگی عشق اور ہے غیرت اوس کی
حافظا چپ ہو کوئی محرم اسرار نہیں

ہم کو دلبر کے سوا اور سے کچھ کام نہیں
سچ تو یہ ہے کہ سوا عشق کے آرام نہیں

تفرقہ دین و مذاہب میں بگڑتا ہے یہ دل
کافر عشق صنم بندۂ اسلام نہیں

کام کچھ بھی نہیں جز عشق کے عاشق کو ذرا
کچھ خبر اوسکو نہ جز شغل مے و جام نہیں

سب ہنر رکھتا ہے یہ ناصح بیہودہ مگر
حیف ہے عشق بت و ساقی گلفام نہیں

دیکھنا رکھنا قدم اسمیں سنبھل کر واعظ
کوچۂ عشق ہے یہ فقہ اور اسلام نہیں

بارش کفر سے رہتا ہے سدا سبز یہ کشت
دین و ایمان کا ہرگز بھی یہاں نام نہیں

کیا مزا تجھکو ہے حافظ بھلا رسوائی میں
سارے ہی عالم میں کوئی ایسا تو بدنام نہیں

کون خوبی ہے جو وہ احمد سرور میں نہیں
کونسا حسن ہے جو حضرت قادر میں نہیں

کیا ہے قدرت کہ جو وہ احمد صابر میں نہیں
کیا تصرف ہے جو وہ آل پیمبر میں نہیں

اللہ اللہ ترے دریا کی روانی پیاری
ایسی سرعت کبھو جبرئیل کی شہپر میں نہیں

کیا تجلی ہے ترے حسن کی دلبر واللہ
ایسی تنویر میاں شمس منور میں نہیں

منتظر نیم نظر کے ہیں ہزاروں دل تیرے
حسرتیں کیا ہیں جو وہ اس دل مضطر میں نہیں

چھایا ہی حسن ترا میری نظر میں ایسا
غیر تیرے مرے اس دیدۂ احمر میں نہیں

کیا لطافت ہی تجھے نام ہی سے حافظ
یہ لطافت تو کسی ایک سخنور میں نہیں

ہی کون وقت ایسا مری آنکھ تر نہیں
افسوس یار کو مری کچھ بھی خبر نہیں

کس طور ہو پہنچے حال مرا اوسکے کان میں
کوچہ میں یار و اوسکے ہوا کا گذر نہیں

ہوتی نہیں سحر ہی شب ہجر کی مرے
ہی کیا شب فراق کہ اوسکی سحر نہیں

یہ جو کمٹ کا اوسکی بوسہ کہاں ہو مجھے نصیب
مفلس کے پاس کچھ بھی تو گنج و گہر نہیں

کچھ میں ہی تو نہیں ہوں طلبگار یار کا
گردش میں کیا فلک پہ یہ شمش و قمر نہیں

غافل ہے حق سے جبۂ و دستار میں ہی خوش
افسوس تجھکو عشق بتِ سیم بر نہیں

مولا ترا کرم اور ابن الکریم ہے
حافظ ترے قصور پہ اوسکو نظر نہیں ہے

زندگی کیونکر ہو وہ نا آشنا ملتا نہیں
سو تلاش اوسکی کرے وہ بیوفا ملتا نہیں

جبرئیل آ کرکے ڈھونڈھی حشر تک اوسکے اگر
نقش پا کا اوسکے واللہ کچھ پتا ملتا نہیں

ہی نازاں حسن میں وہ مست ہی مغرور شوخ
کرتا ہی عشاق پر جور و جفا ملتا نہیں

سیکنوں پامال ہیں اوسکی مثال گرد باد
جملہ خوبان جہاں پر وہ ذرا ملتا نہیں

گرچہ وہ ملتا نہیں حافظ مگر عشاق میں
تجھ سا جانباز اور رند و حیا ملتا نہیں

گرچہ ہمنے دوستو وہ مہ لقا دیکھا نہیں
لیکن اوس در کے سوا بس دوسرا دیکھا نہیں

کسکی ہی تاب و تواں دیکھے جمال یار کو
ساری عالم میں کسی نے تو خدا دیکھا نہیں

جب سے جو کھٹ کو تری چوما ہی ہمنے اے صنم
کعبہ کی جانب کبھو پھر آنکھ اوٹھا دیکھا نہیں

خوف ہی روز قیامت کا تجھے اس واسطے
حسن کا بازار تو نے زاہدا دیکھا نہیں

یوں تو ہیں عالم میں صدہا نازنین اور گلبدن
ایسا نازک نازنین گلگوں قبا دیکھا نہیں

دوستو واقف نہیں ہم کیا ہی کعبہ بتکدہ
جز در جاناں کی ہمنے دوسرا دیکھا نہیں

التجا کرتا ہوں در پر یا نظام پاک دین
حافظ بیدل نے تجھ سا دوسرا دیکھا نہیں

جز جمال یار کے تسکیں مگر ہوتی نہیں
کونسی وہ رات ہی یہ آنکھ تر ہوتی نہیں

یا الٰہی یہ شب ہجراں ہی یا کالی بلا
جسکے پیچھے عمر بھر کوئی سحر ہوتی نہیں

سیکنوں تدبیر وصل یار کی ہم کر چکے
پر کوئی تدبیر وہاں پر کارگر ہوتی نہیں

گرچہ میرے آہ و نالہ عرش تک پہونچی مگر
پر موثر کچھ بھی وہاں آہ سحر ہوتی نہیں

آہ و نالہ کیا ہی حافظ بارگاہ یار میں
جان کھو دی کوئی کیسی وہاں خبر ہوتی نہیں

کیا ہی طاقت کوئی آدمی عشق کی میدان میں
دیدۂ و دانستہ گرتا ہی کوئی طوفان میں

بے نگاہ لطف اوس پیر مغاں کی زینہار
کون ہوتا ہی شمار اس رحمت رحمان میں

واہ کیا پیر مغاں ہی در خرابات خراب
اک نظر سے جسکی پہونچی ہر کوئی اک آن میں

ساقی گلفام سے جسکو ملے اک جام مے
ہو بہو عشق صنم پیدا ہو دل اور جان میں

عشق حق چاہی ہی تو میخانۂ رنداں میں آ
کیوں پڑا غافل ہی تو سو حجت و برہان میں

دوست رکھتا ہی سلامت کو ملامت سے ہی دور
کشتے عشاق رہتی ہی سدا طوفان میں

صدقہ پیر مغاں شاہ شہاں پیر نظام
حافظ عیار پہونچا کوچۂ جانان میں

غیر حق کے کچھ نہیں ہی عالم امکان میں
ما سوا حق کے نہیں ہی صورت انسان میں

کیا ہی انساں کیا ہی حیواں کیا جمادات و نبات
اصل سب کی ایک ہی وہ نور ہی ہر شان میں

وحدت و کثرت یہ دونوں ایک ہیں اے ہوشیار
فرق انمیں کچھ نہیں ظاہر ہی جسم اور جان میں

یہ زمین و آسمان اور یہ ظہور و ہم بطون
جلوہ سب اک نور کا وہ نور ہے انسان میں

زاہدا غافل ہی تو وحدت سے کثرت میں پڑا
اور اگر غافل نہیں آ عشق کے میدان میں

کیا ہی طاقت جو کہ حیواں رہیں انساں کی گر ہی
فرق حق نے کردیا انسان اور حیوان میں

تجھ کو کیا مطلب ہے حافظ صلح کل ہی تیرا کام
سب سے ہو کر بیخبر مشغول ہو قرآن میں

نہیں ممکن ہے ایسا خوبرو اس ربع امکاں میں
ہوا کوئی نہیں پیدا تری مانند انساں میں

تری حسن و وجاہت کو جو دیکھا ناگہاں سنکر
خجالت سے گرا یوسف بھی جا کر چاہ کنعاں میں

چمن میں جا کے دیکھا سب گلوں کو تیرا ہی عاشق
مزا کیا جا کے پایا تیری عاشق نے گلستاں میں

جو دیکھا تیری کوچہ میں نہ دیکھا کچھ بھی جنت میں
بہار ہمنے نہ دیکھی کچھ ذرا گلزار رضواں میں

یہ جو کچھ خار اور گل ہیں تری ہی یاد کرتی ہیں
سوا تیری نہ دیکھا کچھ چمن میں باغ و بستاں میں

ہوئی ہیں ہم تو سودائی تری اس حسن والا پر
کئے ہیں تار تار ہمنے سبھی جیب و گریباں میں

بہت مشکل سے ہاتھ آئی ہے یہ دولت ملامت کی
پھرا جب سالہا حافظ ہی کوہ و بیاباں میں

دل نہیں لگتا ہے میرا گلشن و گلزار میں
چین آتا ہے مجھے تو کوچۂ دلدار میں

جس طرف دیکھو ہے شہرہ اوسکی زلف و رخ کا یاں
مبتلا ہیں سب کے سب اوس زلف و روئے یار میں

کافر و دیندار شیخ و برہمن اور رند و مست
اوسکا چرچا کر رہے ہیں کوچہ و بازار میں

مسجد و کنیس شیخ صاحب محتسب صوفی فقیہہ
بتکدہ میں برہمن مشغول اوسکے کار میں

میکدہ میں بیخود و بدمست ہیں سب بادہ خوار
بلبلیں خوشحال ہیں اوس گلشن و گلزار میں

جو تماشائی ہیں ہر جا حسن اپنے یار کے
فرق کچھ کرتے نہیں ہیں کافر و دیندار میں

تجھکو کیا لینا ہے حافظ کافر و دیندار سے
ہر جگہ رہنا تماشائی جمال یار میں

جز یار کے نہیں ہے دل بیقرار میں
سب عمر گذری میری اسی انتظار میں

باد صبا ادھر بھی توجہ ضرور کر
پہونچا دے خاک میری ذرا کوئی یار میں

کیا گل ہے اور چمن ہے کسی میں نہیں وہ لطف
جو لطف اور مزا تری کوچہ کے خار میں

حسن جمال یہ ڈھنگ نسبت ملایک ہوں شیخ جیو
تسبیح آپکی ہے بھلا کس شمار میں

ایسا غرور حسن میں مغرور ہے وہ شوخ
کیا حوصلہ کسی کا جو جا اوس دیار میں

ہے اوسکی بام حسن اگرچہ لطیف و پاک
لیکن یہ دل نہیں ہے مرے اختیار میں

غمگین نہو فراق صنم سے تو حافظا
دل شاد رکھ بھلا تو خزاں و بہار میں

حسن و انوار خدائی کا گلستاں ہوں میں
نور احمد کا جہاں میں چمنستاں ہوں میں

دیکھنے میں تو میں آوارہ ہوں دشت جنوں
بادۂ عشق الٰہی کا خمستاں ہوں میں

زاہد خشک مجھے دیکھے ہے ویران و تباہ
دیدۂ عشاق میں خود عشق کا بستاں ہوں میں

طلب خلد میں پھرتا ہے ارے او ناداں
دیکھ تو آکے یہاں روضۂ رضواں ہوں میں

غرق ہیں دونوں جہاں حسن میں بحر ندا
دیکھ حقیقت کو مری عشق کا طوفاں ہوں میں

بلبلیں دھوم مچاتی ہیں مری عشق میں یہاں
چمن حسن میں گویا گل خنداں ہوں میں

یوں تو عشاق زمانہ میں سبھی ہیں بدنام
ایک حافظ بخدا سرور رنداں ہوں میں

بندۂ عشق نہیں عشق کا سلطاں ہوں میں
سرور اہل ملامت سر رنداں ہوں میں

کفر و اسلام یہ دونوں ہیں مری زلف دوتا
اپنی ہی زلفوں میں پھر خود ہی پریشاں ہوں میں

حسن کے میرے ہیں بازار یہ دونوں عالم
کہیں یعقوب کہیں یوسف کنعاں ہوں میں

مسجد و دیر و خرابات میں ہے اپنا ظہور
کہیں کافر کہیں مومن و مسلماں ہوں میں

مست گل کرتی ہیں میں ہے یہ نقشا اپنا
اپنی ہستی میں مگر آپ ہی حیراں ہوں میں

ہوں کہیں شیخ پرانا کہیں ہوں عین شباب
اور کہیں خورد محض طفل دبستاں ہوں میں

ہوں کہیں حافظ قرآں کہیں رند و خراب
عاشقوں کے لئے بس حجت و برہاں ہوں میں

ہر جگہ ظاہر و باطن میں تو موجود ہوں میں
جن و انس اور ملایک میں جو مسجود ہوں میں

سب تعین ہیں مگر غیر مری ہے نہ کوئی
کہیں مقبول ہوں ظاہر کہیں مردود ہوں میں

کہیں ہوں سرور و سردار بخیلوں کا بھلا
اور کہیں منبع الطاف و سخا جود ہوں میں

ہوں کہیں بندۂ مذہب کہیں ابرار و خیار
اور کہیں عبد ذلیل اور کہیں معبود ہوں میں

ہوں کہیں میر و وزیر اور سلاطین زمن
اور کہیں اونکی اطاعت میں بھی موجود ہوں میں

ہوں حسین اور لطیف اور کہیں زشت و بدنام
اور کہیں محسن و منحس اور کہیں مسعود ہوں میں

نور احمد کا ظہور ہر دو جہاں ہیں حافظ
غیر اوس نور کے بس نیست و نابود ہوں میں

مظہر نور خدا حسن کا گلشن ہوں میں
صاحب امر و نہی عشق کا مسکن ہوں میں

دونوں عالم میں سوا میری نہیں ہے پیدا
ہر جگہ شکل جدا صاحب ہر فن ہوں میں

روح اور جان ہوں میں ساری جہاں کی واللہ
دونوں عالم کی اصل جان ہر اک تن ہوں میں

ہر جگہ شان نئی آن نئی ہے میری
ہوں کہیں ملکع محبت کہیں اَن بن ہوں میں

رنج و راحت غم و شادی ہیں مری دو حالت
کہیں ہوں مولد فرحت کہیں مدفن ہوں میں

ہوں کہیں خالق نبی اور کہیں کفر بوجہل
اپنے ہی آپ سے خود آپ ہی بدظن ہوں میں

ہوں کہیں پیت دوتا ضعف سے مجھ پر غالب
ہوں کہیں طفل و جواں پُر دل خوش تن ہوں میں

ہوں کہیں بلبل نالاں ہوائے گلشن کے
اور کہیں زیب چمن خود گل و گلبن ہوں میں

گرچہ صورت میں ہوں میں خوار مثال حافظ
قوت عشق پہ رشک تہمتن ہوں میں

کشور عشق میں صد شکر کہ سلطاں ہوں میں
اپنے ہی چشموں میں یہاں صنادوراں ہوں میں

بت پرستوں میں ہی یکتا ہوں حیدر دوراں
لاجرم عشق کے مذہب سے مسلماں ہوں میں

برتر از ہر دو جہاں کفر و ایماں سے الگ
دوستو دیر خرابات کا مہماں ہوں میں

کیا کہوں کس سے کہوں ہے نہیں محرم کوئی
شاہ رنداں ہے عجب مورد احساں ہوں میں

ناچتے پھرتے ہو کیا لیکے یہ تسبیح حضرت
بخدا حسن محمد کا تو قرآں ہوں میں

غیر کی یاد قطع کرنیکو دل سے واللہ
اوسکے عشاق میں جوں تیغ سفاہاں ہوں میں

کیسا ہے طالع موزوں مرا اے حافظ
کوچۂ یار میں سو جان سے قرباں ہوں میں

عشق کے شہر میں سر حلقۂ رنداں ہوں میں
برتر از مذہب ملل گبر و مسلماں ہوں میں

بیخبر حال سے میرے ہیں فقیہہ و ملاں
اونکی نادانی کو بس دیکھ کے حیراں ہوں میں

کسقدر رکھتا ہے سامان و تمنا واعظ
عاشق رند ہوں اور بے سر و ساماں ہوں میں

سیکنوں بت کے پرستار ہیں کیا حضرت شیخ
ساجد اک یار کا ہوں بندۂ رحماں ہوں میں

عشق میں کوئی تمنا نہیں میرے دلمیں
اپنے دلدار کا بس تابع فرماں ہوں میں

چھوڑکر ورد و مصلا بر در پیر مغاں
سر جھکا کرکے عجب مست و حیراں ہوں میں

مصحف رخ کی تلاوت ہے مجھے اے حافظ
شکر کس منہ سے کروں حافظ قرآں ہوں میں

جان اور تن سے جدا آپ ہی جاناں ہوں میں
عشق ہے صفت میری عشق کا ایماں ہوں میں

خالق عشق ہوں اور رازق عشاق ہوں میں
عشق سے آگے بہت سرور و سلطاں ہوں میں

عشق کا جو فیصلہ کیا ہو دی مراد و مدرک
اک نئی شان سے ظاہر ہوا ہر آں ہوں میں

میرے ہی عشق میں عالم ہے ہزاروں حیراں
حسن میں اپنے میاں کامل و ذیشاں ہوں میں

اپنے ہی حسن کا ہوں ناظر و مشتاق اپنا
کہیں ہشیار ہوں میں اور کہیں ناداں ہوں میں

گرچہ ظاہر میں مجھے دیکھتا ہے تو گلخن سا
بخدا عین حقیقت ہوں گلستاں ہوں میں

غیر حق کے نہیں موجود کوئی اے ناداں
کہیں جاہل ہوں کہیں حافظ قرآں ہوں میں

کیا مصیبت پیش آئی ملک ہستی میں ہمیں
کس بلندی سے گرایا ہے پستی میں ہمیں

گردش گردوں سے یارو چھٹ گیا اپنا وطن
نہیں کچھ صحرا میں آئی اور نہ بستی میں ہمیں

بے خبر ایسے ہوئے بیہوش ہم خانہ خراب
کچھ نظر آیا نہ یارو خواب مستی میں ہمیں

کل جو پہونچے ہم اچانک بر در پیر مغاں
حق پرستی ہاتھ آئی بت پرستی میں ہمیں

ساقی سرشار نے ایسا پلایا جام مے
اور ہی دولت ملی بادہ پرستی میں ہمیں

دین و دنیا دیکھے اب ہمکو ملا ہے ملک دل
نفع کیا کچھ ہاتھ آیا جنس سستی میں ہمیں

ہیں رواں یہ اشک کو ہیں تسنیم سی حافظ کہ آج
چاہیے ہے جام مے بدلی برستی میں ہمیں

کیوں ستاتا ہے عبث نالۂ شبگیر ہمیں
دھیان میں لاتا نہیں وہ بت بے پیر ہمیں

قید ہیں زلف سیہ کی ہے دل زار میرا
چھوڑتی ہی وہ نہیں زلف گرہ گیر ہمیں

گھر مرے آتا وہ جو آہ میں ہوتی تاثیر
کچھ نظر آتی نہیں آہ کی تاثیر ہمیں

عزت و جاہ پہ مفتون تو ہے ناصح
چاہیے عشق میں کیا عزت و توقیر ہمیں

ہم ہیں دیوانہ اسیر رخ و زلف دلبر
دین و دنیا کی نہیں آتی ہے تدبیر ہمیں

عزت و جاہ و حشم تمکو مبارک حضرت شیخ
دشت و صحرا ہی ملا عشق میں جاگیر ہمیں

خاکروبی در میخانہ عجب ہے حافظ
حق نے بخشی ہے ازل سے یہی اکسیر ہمیں

پھروں ہوں دربدر حیران عشق سیمتن میں
خدا نے لکھدیا تھا البتہ ہی میرے مقدر میں

جو جلوہ ہمنے دیکھا اوسکی ہر ذرہ کف پا میں
نہیں ہم دیکھتے ہیں روشنی ماہ منور میں

ہوا میں لی خرد ابتر جو اپنی جان کو کھوکر
پھنسا ہے دل مرا جاکر کے اوسکی زلف ابتر میں

نہیں سنتا میں سودائی کسی پند و نصیحت کو
ہوائے عشق آکر کے بھری ایسی مری سر میں

ہوا گر لا ترا دل حافظا زاہد کی باتوں سی
دماغ اپنا معطر کر اوسی زلف معنبر میں

ہوتی نہیں خوشبو وہ کبھی مشک ختن میں
عاشق کے لہو کی جو ہے خوشبو وہ کفن میں

ایسا ہوں فنا عشق صنم میں میں عزیزو
جاں باقی نہیں کچھ بھی رہی میرے بدن میں

دشنام میں اوس شوخ کی کیا قند بھرا ہے
اب ذکر سے آتا ہے مزا میرے دہن میں

غصہ میں پھرا تیغ برہنہ لئے سر پر
وہ آن کی پونہچا میری ایک چشم زدن میں

جان دینے کا ہے وقت نہ اب چوکیو حافظ
پڑتا ہے تو کیوں زیست کے اب رنج و محن میں

راتدن رہتے ہیں ہم تو یار تیری تاک میں
آگ رہتی ہے لگی بس سینہ صد چاک میں

اللہ اللہ کیا ہی مست ناز ہے وہ شعلہ رو
چاہ میں جسکی ہزاروں سر ملے ہیں خاک میں

آرزو رکھتی ہیں صدہا ہر دو برباد ہیں
کاش وہ صیاد ہمکو باندھ لے فتراک میں

صد ہزاراں دلبران مہ جبیں غنچہ دہن
ہو گئی برباد اور سب مل گئے ہیں خاک میں

کوئی ایسا ہے بھلا عالم میں یار و خوبرو
جو کہ افتادہ نہیں جرات اوسکی خاک میں

نعرہ ہائے عاشقو نسے ہے مشبک چرخ بھی
رخنہ صد ہا پڑ گئے ہیں سینۂ افلاک میں

ایک نظر کافی ہے تجھکو حافظا اوس شوخ کی
ہے کہاں تاثیر ایسی دیکھ تو تریاک میں

جب چڑھا دی آستیں وہ لیکے خنجر ہاتھ میں
بھاگے واعظ ناچتا پھر لیکے منبر ہاتھ میں

کیا ادب ہے عاشقو نکو ذبح جب کرنے لگا
طائر جاں اڑ گیا اور رہ گئے پر ہاتھ میں

نبض گر دیکھی طبیب آکر مریض عشق کی
شعلہ زن ہوں آبلہ اوسکی مقرر ہاتھ میں

زندگی کیا خوب ہے عشاق کی دنیا میں واہ
سیکنوں ہیں گرد اونکے لیکے خنجر ہاتھ میں

حافظا آجائے گر زلف پریشاں تیری ہاتھ
سانپ پکڑی ہے سپیرا پڑھکے منتر ہاتھ میں

کچھ عجب وحشت ہے ہم کو اندنوں
یار سے فرقت ہے ہم کو اندنوں

راحت و آسایش و آرام سے
کچھ نہیں رغبت ہے ہم کو اندنوں

وحشیوں کی طرح ہوں صحرا نورد
بس یہی راحت ہے ہم کو اندنوں

سارے عالم میں ہوئے بدنام ہم
کچھ عجب ذلت ہے ہم کو اندنوں

نام سے ہے ننگ ہم کو دوستو
ننگ سے رخصت ہے ہم کو اندنوں

ایکدم میں قطع ہے صد سالہ راہ
ایسی کچھ سرعت ہے ہم کو اندنوں

دم بدم رونے سے ہجر یار میں
حافظا راحت ہے ہم کو اندنوں

عشق کے ہاتھوں سے حیراں سیکنوں
ہو گئے زار و پریشاں سیکنوں

پیچ و تاب زلف کافر سے دلا
ہو گئے کافر مسلماں سیکنوں

کاکل مشکیں کے بل کھانے نے یار
کردئے تاراج ایماں سیکنوں

اوس خدنگ ناز مژگاں سے ترے
ہو گئے ہیں مرد بیجاں سیکنوں

آیا جب وہ مقتل عشاق میں
دیکھے سر جوں گوئے غلطاں سیکنوں

ناز سے کہنے لگا ہم نے بہت
ایسے دیکھے ہیں پریشاں سیکنوں

عشق کی ٹک ایک نظر سے حافظا
ہو گئے واعظ پشیماں سیکنوں

عیش دو جہاں رنج و مصیبت سے نہ بدلوں
آزار محبت کو میں راحت سے نہ بدلوں

برپا ہوں اگر مجھ پہ یہاں لاکھوں قیامت
وہ لاکھ قیامت تری قامت سے نہ بدلوں

اے زاہد بیہودہ میں ہوں رند نظرباز
زندان غم الفت تری جنت سے نہ بدلوں

یہ یاد ہے تیری سلامت دی اے شیخ
اک ذرہ بھی میں اپنی ملامت سے نہ بدلوں

الطاف و کرم سارے زمانے کے اگر ہوں
اوس بت کی جفا جور و ملامت سے نہ بدلوں

سلطانی دارین سے دون کنج خرابات
گر لاکھ ہو دیں میں کسی صورت سے نہ بدلوں

حافظ اگر ہوں چشمۂ حیوان خضر کی
واللہ کہ اک نظر عنایت سے نہ بدلوں

اے ہوائے تند ہوا دسکو خبر بھیجوں تو کیا بھیجوں
میں تحفہ اوسکو جز آہ سحر بھیجوں تو کیا بھیجوں

جہاں طاقت فرشتوں کی بھی ہو وے طاق اے نادا
تجھے اک پرچۂ بیکار نامہ بر بھیجوں تو کیا بھیجوں

جگر ٹکڑے ہوا میرا تری تیغ جدائی سے
نشانی اپنی جز لخت جگر بھیجوں تو کیا بھیجوں

تو جانے کس طرح مجھکو کہ میں سرباز ہوں پیارے
سوا اسکے کہ میں سر کاٹ کر بھیجوں تو کیا بھیجوں

تو آشفتہ ہے دیوانہ صنم کے عشق میں حافظ
بجز دیوانگی تیری خبر بھیجوں تو کیا بھیجوں

جب سے میں اوس شمع کے رخ پہ جوں پروانہ ہوں
نیک و بد سے بیخبر یار و عجب مستانہ ہوں

دو جہاں سے ز غرض سود و زیاں سے نا امید
مست و سودائی جہاں میں تو العجب فرزانہ ہوں

سرمہ آنکھوں کا کیا خاک در پیر مغاں
سجدہ پیش بت کیا میں کافر بتخانہ ہوں

وہاں سے جب پہنچا بدسگاہ خرابات خراب
پیکے اک دو جام مے سرشار اور مستانہ ہوں

ہوں میں حیران یا الہی دور بزم یار میں
خم ہوں یا خمخانہ ہوں یا ساغر و پیمانہ ہوں

سدا گزری ہے ملامت اور بدنامی مری
جا بجا اور کو بکو میں قصہ اور افسانہ ہوں

کیوں ہو حیران حافظ میں تو جو کچھ ہوں سو ہوں
میں غلامی میں نظام حق کی بس مردانہ ہوں

ہمدم عشق صنم میں بیخود و دیوانہ ہوں
سرور عشاق ہوں سر دفتر فرزانہ ہوں

عشق خود عاشق ہے میرا عشق کی ہوں جان میں
اپنا عاشق آپ ہوں اور آپ ہی جانانہ ہوں

غیر میرے خلق میں چرچا نہیں ہے اور کا
ہر جگہ پیر و جواں میں ذکر اور افسانہ ہوں

مطرب و ساقی حریف و نغمۂ و ساز و نوا
مجلس عشاق میں ہوں اور جوں پیمانہ ہوں

میکدہ اور جام مے اور ہوں شراب آتشیں
بادہ و ساغر صراحی اور خم و خمخانہ ہوں

قاضی و ملاں و مفتی محتسب اور شیخ ہوں
کافر و بت بت پرست و بتکدہ بتخانہ ہوں

شہر و آباد میں ہوں در گلشن و گلزار میں
حافظ رند خدا اور ساکن ویرانہ ہوں

عشق میں اپنے کہیں ہیں آپ ہی غلطاں ہوں
بینوا مفلس کہیں ہوں اور کہیں سلطان ہوں

جلوہ فرما ہر جگہ میں صاحب ہر شاں ہوں
کسوت شاہ و گدا میں صورت رحمان ہوں

عاشق مسکیں اور ہوں کہیں معشوق میں
اور کہیں آزاد مطلق بےخبر حیران ہوں

عابد و زاہد کہیں ہوں اور کہیں ہوں ان دونوں
جبہ و دستار میں ہوں اور کہیں عریان ہوں

عالم و عاقل کہیں ہوں جاہل و غافل کہیں
عاقل و ہشیار میں ہوں مست و نادان ہوں

کعبہ و بتخانہ میں ہوں مختلف اطوار سے
فاسق و کافر کہیں اور شیخ والاشان ہوں

بتکدہ میں برہمن پڑھتا ہوں ہاں بید اور پران
مسجد و کعبہ میں مومن حافظ قرآن ہوں

عشق میں اوس بت کے رسوا بر سر بازار ہوں
ہجر میں اوس ماہرو کی زیست سے بیزار ہوں

بس نہیں چلتا کسی کا اوسکے وصل و ہجر میں
اوسکی خود رائی سے یار و ہر طرح لاچار ہوں

دین و مذہب عاشق بیدل کا کیا پوچھے ہے شیخ
ہندوئے زلف صنم از زمرۂ کفار ہوں

گرچہ میں دیوانہ ہوں سودائے زلف یار کا
عشق میں بس بہتر از صد عاقل و فرزانہ ہوں

بادہ و جام و صراحی شغل ہے یہ رات دن
بادۂ عشق صنم سے مست اور سرشار ہوں

ہے نئی طرز و ادا سے یار ہر دم جلوہ گر
ہر ادا پر میں فدا ہر آن اور ہر بار ہوں

بندۂ پیر مغاں یعنے نظام بادشاہ
حافظ بدنام و رسوا رند اور عیار ہوں

رات دن محو خیال بت بے پیر تو ہوں
اوس تصور میں مگر صورت تصویر تو ہوں

اور کیا ہوگا بھلا یار و گرفتار بلا
زلف و گیسو میں اگر پابہ زنجیر تو ہوں

میری ہستی ہے اگر پردہ حجاب رخ یار
اوسکے کھونیکی مگر کرتا میں تدبیر تو ہوں

تیری فتراک کے لائق جو نہیں ہیں صیاد
ناتواں کیسا ہی ہوں پر ترا نخچیر تو ہوں

واعظ و شیخ کی نظروں میں اگر ہوں میں ذلیل
بت پرستوں میں مگر صاحب توقیر تو ہوں

گرچہ کچھ کشف و کرامت سے نہیں مجھکو نصیب
عاشقوں میں ترے میں صاحب تاثیر تو ہوں

بادۂ وصل سے سیراب نہیں تو حافظ
پیتا دن رات میں آب دم شمشیر تو ہوں

عاشقوں میں اوسکے کیا بدبخت ناکام ہوں
ساری عالم میں عزیز و سخت میں بدنام ہوں

ہوگئی میری غذا رسوائی عشق یار کی
ہیچیا ہوں زار و شیدا عاشق گلفام ہوں

عیش و راحت سب گئے رنج و عنا حاصل ہے یاں
رنج و غم ہے یار دور از راحت و آرام ہوں

خاک راہ میکدہ ہے سرمہ آنکھوں کا مری
روز و شب میں طالب بادہ صراحی جام ہوں

کچھ رہا ملت نہ مذہب چھٹ گیا اسلام بھی
رات دن دیر مغاں میں عابد اصنام ہوں

کیا ہے نفرت کرتی ہے مجھسے وہ شیخ شہر بھی
کیونکہ در دو سجہ سے میں کچھ نہ نیکو نام ہوں

حافظا مقبول ہے تو در خرابات خراب
گرچہ میں دنیا میں رسوا اور بدایام ہوں

تجھے غیر سے جو بہم دیکھتا ہوں
دل اپنے میں بس رنج و غم دیکھتا ہوں

کرم تیرا غیروں پہ دن رات ہووے
غضب ہے کہ میں یہ ستم دیکھتا ہوں

تری زلف ہیں ناگ کالے ستمگر
دو ابرو کو تیغ دو دم دیکھتا ہوں

نظر پاک سے اس گلستاں میں پیاری
ترا حسن تیری قسم دیکھتا ہوں

نہ پھیرونگا منہ ان بتوں سے میں حافظ
اگرچہ میں سب رنج و غم دیکھتا ہوں

اے ہمدمو میں زخمی روز الست ہوں
جام شراب عشق سے دنیا میں مست ہوں

خواہاں نہیں ہوں جان نہ ایمان کا ذرا
گر جاں طلب ہے مجھسے تو میں سر بدست ہوں

زاہد خدا پرست ہے واعظ ہے دین پرست
بتخانۂ جہان میں میں بت پرست ہوں

بیخود ہے شیخ نشۂ ناز و غرور سے
میں رند بس خراب ہوں چوں خاک پست ہوں

حافظ کو کیوں ستاتا ہے ناصح خدا سے ڈر
میں آپ اوسکی نرگس شہلا کا مست ہوں

ناصحا دیکھے نہیں عاشق بدنام کہیں
کشتۂ مار سیہ زلف گل اندام کہیں

جو کہ ہیں زخمی شمشیر دو ابرو واللہ
ملتا ہے اونکو بھلا چین اور آرام کہیں

ہر در میکدہ ایکبار جو گذرا واعظ
دیکھا وہاں اوسنے پڑا شیشہ کہیں جام کہیں

رند مستان خرابات جو دیکھے اوسنے
دیکھا ہرگز بھی حیا کا نہیں وہاں نام کہیں

وہ تو نادان تھا جلدی سے سنبھلکر بھاگا
اور لگا کہنے نہو جاؤں میں بدنام کہیں

کیا ہی خوش گذری ہے عشاق کے اوقات حافظ
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

کیا ترے پاس سے ہم جاویں بھلا اور کہیں
دل تو لگتا ہی نہیں تیری سوا اور کہیں

خاک کوچہ کی تری افسر شاہی ہے مجھے
جز ترے در کے نہیں میرا مزا اور کہیں

سب سے بیگانہ ہوں میں غیر ترے اے دلبر
آشنا میرا جہاں میں نہ رہا اور کہیں

کیا غضب ہے کہ جدا مجھسے نہیں تو جاناں
پر مری نظروں سے رہتا ہے چھپا اور کہیں

پاس ہو اور الگ خوب تماشا ہے نیا
مجھسے در پردہ رہو رخ کو چھپا اور کہیں

چاہو جس طور رہو ہم تمھارے ہیں گدا
جز ترے کوئی نہیں میرا خدا اور کہیں

آستانہ در مخدوم علی احمد حق
کعبہ حافظ کا نہیں اوس سے سوا اور کہیں

بلبلو دھومیں مچالو یہ گلستاں پھر کہاں
فصل گل اور شور بلبل آہ افغاں پھر کہاں

شور و غل اور چہچہانا اب تو ہے سب کام کا
ہوچکی جب فصل گل یہ ساز و ساماں پھر کہاں

سیر گلشن اور تماشا باغ و بستاں ہر طرف
صحبت گل ہے میسر غنچہ خنداں پھر کہاں

خاک اوڑانی جیسی چاہو اب اوڑالو عاشقو
پھر کہاں ہے ہجر و وصل اور کوئی جاناں پھر کہاں

دولت عشق صنم جسکو ہی روزی آج ہی
جوکہ ہی محروم اب وصل و ہجراں پھر کہاں

گوہر اشک رواں در آب چشم عاشقاں
جسکو ہی سو آج ہی یہ جیب و داماں پھر کہاں

عشق کی دولت جو کچھ بھی لوٹنی ہی لوٹ لو
ورنہ یہ آہ پریشاں سینہ بریاں پھر کہاں

عاشقو کرلو تلاوت مصحف روی صنم
جب چلی باد خزاں یہ درس قرآں پھر کہاں

خاک بر سر چاک دامن حافظ شوریدہ ہی
ہاتھ مت پکڑو مرا یارو گریباں پھر کہاں

ترے عاشق کو مرنیسے خطر ہووے تو میں جانوں
سوا اک جان دینے کے ہنر ہووے تو میں جانوں

شب فرقت تری بیمار ہی نہیں ہوتی کبھی آخر
بجز تیری رضا اوسکی سحر ہووے تو میں جانوں

رقیبوں سے ذرا چھپکر مری آنکھوں میں آ پیارے
اگر سو لاکھ پھر ڈھونڈھے خبر ہووے تو میں جانوں

اری زاہد ای ناداں ادھر آ بزم رنداں میں
یہی ہی بس نفع تیرا ضرر ہووے تو میں جانوں

ثمر نخل محبت کا جو ہی دیدار جاناں کا
اگر کچھ اور جز اسکے ثمر ہووے تو میں جانوں

مراد لبر ہی وجہ اللہ ذات حق مطلق ہے
مثال اوسکی اگر کوئی بشر ہووے تو میں جانوں

تجھے ناصح سے کیا ڈر ہی ارے حافظ تو عاشق ہی
نصیحت کا تجھے کچھ بھی اثر ہووے تو میں جانوں

نصیحت کا تجھی ناصح اثر ہووے تو میں جانوں
عداوت جیسی چاہی کر بعمر ہووے تو میں جانوں

ہی عشق حق سے تو غافل بظاہر رسم جانے ہی
تجھے گر عشق جاناں کی خبر ہووے تو میں جانوں

جو اسرار محبت ہی نہیں کرتا ہی فاش عاشق
زباں سے اوسکی ایک نکتہ بدر ہووے تو میں جانوں

ہی نار عشق تیز ایسی کہ دوزخ اوسسے گرز ہی
برابر اسکے گر اوسکا شرر ہووے تو میں جانوں

جو اس آتش سے ہی محروم نابینا ہی وہ حق سے
تو حاصل اوسکو یہ نور بصر ہووے تو میں جانوں

جو جلتا ہی اس آتش میں وہی دیکھی جمال اسکا
مقابل اسکے گر شمس و قمر ہووے تو میں جانوں

خیال وصل و ہجراں کچھ نہیں دلمیں ہے حافظ
نشاں اوسکا تری دلمیں اگر ہووے تو میں جانوں

ہمیں جب سے کہ مارا ہی وہی ہمنے یا میں جانوں
ہمارا پہنتہ نیارا ہی وہی جانے یا میں جانوں

مصیبت اور رسوائی فراق یار میں ہر دم
مجھے سب کچھ گوارا ہی وہی جانے یا میں جانوں

جفا و جور مجھپر گریہ ہوں ساری خدائی کے
وہ میری دلکا پیارا ہی وہی جانے یا میں جانوں

میں اوسکا عاشق نالاں وہ میرا دلبر جاناں
میں اوسکا ہوں وہ میرا ہی وہی جانے یا میں جانوں

تمامی ناز اور شوخی ادا و غمزہ حیا دو
یہ سب حسن دلارا ہی وہی جانے یا میں جانوں

میں چاہوں اوسکو وہ مجھکو نہیں ہے غیر سے مطلب
کسی کا کیا اجارا ہی وہی جانے یا میں جانوں

عجب ہی رندی و مستی تری اے حافظ رسوا
تجھے جسکا سہارا ہی وہی جانے یا میں جانوں

وہ دلبر ہمسے بگڑا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں
ہمارا اوسکا جھگڑا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

ہوا ہوں میں پریشاں دین و دنیا سب گیا میرا
دل و ایمان بگڑا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

کسے ہی تاب و طاقت جو کہ دیکھی روی جاناں کو
عجب کچھ اوسکا مکھڑا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

کسی کو کیا ہی مطلب جو رہائی چاہی عاشق کی
کسی نے اوسکو جکڑا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

ہوا رسوا بلا سے حافظ بیدل زمانہ میں
مگر اک درکو پکڑا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

جو طوفاں دلسے اومنڈا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں
یہ جو کچھ شور و غوغا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

مرا دلبر وہ ایسا ہی نہیں ثانی کوئی اوس کی
حسینوں میں وہ یکتا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

بسا ہی میری نظروں میں وہ ایسا دلبر جانی
کہ اوسکا حسن ہر جا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

میں کافر ہوں جو میں کہوں جسم میں در جانمیں ہے
وہی بس جلوہ فرما ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

جفا ہی یا وفا کچھ بھی نہیں اسکی خبر ہرگز
سبھی کچھ اوسکو زیبا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

ملامت کرتا ہی ناداں تو عشاقان شیدا کو
یہ ناحق کفر بکتا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

مصیبت سے کی حافظ کی جواب و سے دیا ہنسکر
یہ اپنے دلکا سودا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں گا

مرا محبوب یکتا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں گا
جو فتنہ مجھپہ برپا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

وہ میرا دلبر جانی میں اوسکا عاشق جانی
میں بندہ ہوں وہ مولا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

کرے پامال وہ مجھکو میں اپنی جان دوں اسکو
میں اوسکا ہوں وہ میرا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

کرے ہے ناز وہ مجھپر میں اوسکے ہجر میں مضطر
ہمارا اوسکا جھگڑا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

کسی کو کیا ہی اے یارو نصیحت جو کرے مجھکو
یہ جانبازیکا سودا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

بھلا یہ واعظ و ملاں جو عشق و دست سے عاری
مرا کرتے ہیں کیوں جی سیا یا وہ جانے یا میں جانوں

ہیں حافظ رند سودائی وہ دلبر میرا ہرجائی
ہمارا ڈھنگ نرالا ہی یا وہ جانے یا میں جانوں

دیکھ نازک تجھے ہم آپ ہی جل جاتے ہیں
ورنہ ان نخرونسی تو کوہ بھی ہل جاتے ہیں

وہ جو عاشق ہیں ترے رات کو چھپ چھپکے سدا
روز چوکھٹ کو تری آنکھونسی مل جاتے ہیں

روکے رکتے نہیں کرتے ہیں جو طوفان بپا
طفل اشک اپنے یہ جسدم کہ مچل جاتے ہیں

بے حجاب ہوکے جو آتا ہی لب بام پہ وہ
دل عشاق بھی اوسوقت دہل جاتے ہیں

دیکھکر حافظ رسوا پہ مہرباں اوسکو
نار حسرت سے رقیب آپ ہی جل جاتے ہیں

ردیف واؤ

قصہ میرا وہ سنے تدبیر ہو ایسی تو ہو
کان غیروں ہیں جا تقریر ہو ایسی تو ہو

تیغ ابرو سے کیا دلکو مرے زخمی بھلا
واہ واہ کیا تیز ہے شمشیر ہو ایسی تو ہو

قتل کرکے لاشہ پر میرے وہ آیا کف زناں
واہ رے شور جنوں تاثیر ہو ایسی تو ہو

سب ملامت کر چکے لوٹا نہ میرا قصر دل
واہ کیا ہے پختگی تعمیر ہو ایسی تو ہو

ہوگیا پابند حافظ زلف میں دلدار کی
قید کو وحشی کے گر زنجیر ہو ایسی تو ہو

تجھے اس شوخ سے واعظ محبت ہو تو کیونکر ہو
کرے ہے رات دن انکار و غیبت ہو تو کیونکر ہو

ارے ناداں تو ہے مغرور اپنے زہد و تقوے پر
بجز عجز و ندامت صرف رحمت ہو تو کیونکر ہو

بھرے ہیں ہاں شیخ و واعظ جبہ و دستار ناز اے
صفا یہ نشۂ پندار و نخوت ہو تو کیونکر ہو

ہوس ہے جنت الماویٰ کی ذلیں گر گھڑی سے
یہ دولت عشق جاناں کی عنایت ہو تو کیونکر ہو

گر وہ عاشقونمیں عذر کرتے جا بجا ہی حافظ
ترا یہ عذر لا حاصل سماعت ہو تو کیونکر ہو

کام حسن لکو تماشائے رخ یار سے ہو
کیوں نہ بیزار وہ سیر گل و گلزار سے ہو

دعوئے زہد و ورع کرتے ہو ناداں احمق
زاہد و تم بھی محبت میں گرفتار سے ہو

حب جنت نے تمہیں کردیا محروم عبث
بے خبر تم جو بھلا کوچۂ دلدار سے ہو

واعظ و منبر و محراب ہی بھاتا ہی تمہیں
غافل از طاق خم ابروئے دلدار سے ہو

جو کہ زخمی ہیں تری تیغ نگہ سے جاناں
اونکو کب فائدہ اس مرہم زنگار سے ہو

دلمیں تھا اوس سے کہوں اپنی مصیبت یارو
دیکھا جب اوسکو تو ہم رہ گئے لاچار سے ہو

حافظا عشق کی تاثیر سے واعظ ملاں
ہوگئے سارے ضعیف اور سے بیمار سے ہو

جسکو عشق اوس بت ترسا بچۂ عیار سے ہو
اوسکو کیا کام بھلا تسبیح و زنار سے ہو

کیا ستم ہے کہ جو آئے ہو عیادت کو مری
حال کچھ پوچھتے ہرگز نہیں بیمار سے ہو

کیا اٹھاتا ہی بھلا ایسے ستانیکا میاں
آئے ہو پوچھنے کو بات کہیں اغیار سے ہو

منہ تو دکھلا دے زرا خورشید جہاں کا ہم بھی
گر مقابل وہ مرے آئینہ رخسار سے ہو

زاہد و منبر و محراب کو جانے ہو خدا
سر کو ٹکراتے عبث تم در و دیوار سے ہو

بے خبر عشق سے ہو عمر عبث کھوتے ہو
حیف آگاہ نہ کچھ گل سے نہ گلزار سے ہو

حافظا جانتے ہے کیا وہ دل بیدرد سب تجھے
جو کہ واقف نہ کبھو عشق کے اسرار سے ہو

ہوگئے ہم قید زلف یار ہونا ہو سو ہو
اب تو ہم بھی پھنس گئے لاچار ہونا ہو سو ہو

جا پڑی کشتی ہماری عشق کے طوفان میں
کچھ نہیں غم غرق ہو یا پار ہونا ہو سو ہو

ہمکو جو چاہے کہے یہ شیخ و واعظ خوب سے
ہم نہووینگے عشق سے بیزار ہونا ہو سو ہو

جان جاوے تو بلا سے اپنی راہ عشق میں
دیکھنا ہے حسن کا بازار ہونا ہو سو ہو

کرکے آنکھیں بند ہم کودے ہیں بحر عشق میں
غرق ہوں یا پار ہوں یا وار ہونا ہو سو ہو

صحت و آرام تن کی کچھ غرض ہمکو نہیں
لگ گیا ہے عشق کا آزار ہونا ہو سو ہو

گر پھرے سارا زمانہ تجھ سے کیا ہے حافظا
یار تجھ سے ہے نہیں بیزار ہونا ہو سو ہو

ہمارا جیسا سلطاں ہے جو سلطاں ہو تو ایسا ہو
انیس عاشقاں ورد راحت جاں ہو تو ایسا ہو

خریدار ایک جانکا ہو کہ بخشے وہ ہزاروں جاں
الٰہی معرکہ میں قاتل جہاں ہو تو ایسا ہو

بھری رہتی ہیں ہر دم دُر سے کیا جیب و دامن میں
برائے اشک خونیں جیب داماں ہو تو ایسا ہو

کبھی ثابت نہیں رہتا گریباں میری سینہ پر
یہ عشق گل رخاں چاک گریباں ہو تو ایسا ہو

نصیحت کرتا ہے واعظ ہمیشہ دردمندونکو
ہے ناواقف محبت سے جو ناداں ہو تو ایسا ہو

گلستان محبت ہے یہ دل عشاق شیدا کا
کھلے رہتے ہیں صدہا گل جو بستاں ہو تو ایسا ہو

پریشانی و رسوائی تری مشہور ہے حافظ
بہ عشق شعلہ رو ہر دم پریشاں ہو تو ایسا ہو

ہمارا جیسا دلبر ہے جو دلبر ہو تو ایسا ہو
مجسم ناز اور خوبی سراسر ہو تو ایسا ہو

اوسکے حسن کا جلوہ ہے چھایا ساری عالم میں
خدا کے حسن سے عالم منور ہو تو ایسا ہو

رہوں ہو کے پابستہ در زنجیر جیسا اوسکی زلفوں میں
کوئی گر قیدیٔ زلف معنبر ہو تو ایسا ہو

جفا و ناز دلبر کا کہاں تک شکر ادا ہووے
برائے عاشقاں یارب ستمگر ہو تو ایسا ہو

دماغ اپنے میں گنجائش نہیں ہے ماسوا اوسکے
دماغ عاشق شیدا معطر ہو تو ایسا ہو

تری میخانہ میں ساقی عجب ندی رہتی ہے مستی
خدایا میکدہ میں شور اور شر ہو تو ایسا ہو

رہوں ہوں محو نظارہ جمال پاک جاناں کا
صحیفہ عشق حافظ کو جو ازبر ہو تو ایسا ہو

عجب دربار قادر ہے وجاہت ہو تو ایسی ہو
زہے درگاہ صابر ہے شجاعت ہو تو ایسی ہو

قدم اوسکا ہے گردن پر تمامی اولیاؤں کی
نظر ہے اوسکی دلیوں پر ولایت ہو تو ایسی ہو

کریم ابن الکریم ایسے ہیں لاکھوں بینوا مفلس
تونگر کردئے دم میں سخاوت ہو تو ایسی ہو

ہوئے غوثا من مرید ونکے وہ حامی دو جہاں کے ہیں
حمایت ایسے کسنے کی حمایت ہو تو ایسی ہو

تمامی اولیاؤں کے امام اور مقتدا دونوں
عدیم المثل بیہمتا امامت ہو تو ایسی ہو

کسی درجہ میں ہے باقی کہیں معشوق ہیں دونوں
خدا و مصطفےٰ عاشق رقابت ہو تو ایسی ہو

سواد الوجہ فی الدارین حافظ بینوا ابتر
بدرگاہ علی صابر ندامت ہو تو ایسی ہو

ارے یارو مری تقدیر دیکھو
پھرا مجھ سے ہے بت بے پیر دیکھو

ہمیں دیں گالیں اور دنکو بوسہ
ہماری عشق میں توقیر دیکھو

کرے ہے قصد قید ہونیکا میرے
ذرا اوس زلف کی زنجیر دیکھو

مرے دلکو یہ فتراک ستمگر ہے
مثال عاجز نخچیر دیکھو

ہمارا دل ہے عشرت گاہ جاناں
یہ قصر دل کی تم تعمیر دیکھو

ملامت پر مری شرمندہ ناصح
ہوا تم عشق کی تاثیر دیکھو

بدامان کہن حافظ کی یارو
ہمیشہ عشق دامن گیر دیکھو

ہوا عشق کا تماشا ایک رخ بدر الدجا مجھکو
خدا جانے کب آوے دید میں نور خدا مجھکو

دکھا دے ای صنم چہرہ تو از بہر خدا مجھ کو
کروں قربان سو جاں یا دہے وہ شمس الضحی مجھکو

پھروں ہوں دربدر او کو بکو حیران و سرگرداں
پریشاں کرتی ہیں ہر لحظہ وہ زلف دوتا مجھکو

در پیر مغاں پر ہوں پڑا میں اک بھروسہ پر
سوا اس در کے عالم میں نہیں ہے دوسرا مجھکو

خدارا رحم ای ساقی بحال بے نوا مفلس
پیاسا اک نظر کا ہوں نہیں کچھ آسرا مجھکو

نہیں دیوانہ ہوں سودائی رخ و زلف عنبر کا
نہ ڈالے پیچ و خم میں اسقدر زلف دوتا مجھکو

نہیں نظر دنیا میں حافظ کی سوا اک مدنی بے تا نجھے
ہے کافی دو جہاں میں سنت خیر الوریٰ مجھ کو

چہرہ کس نے دکھا دیا مجھ کو
ایسا بیخود بنا دیا مجھ کو

عشق کس نے سکھا دیا مجھ کو
دربدر کیوں پھرا دیا مجھ کو

غیر دلبر کے ہے نہیں کوئی
نغمہ یہ ہی سنا دیا مجھ کو

کچھ رہا میرا نام اور نہ نشان
مجھ سے ایسا مٹا دیا مجھکو

سوتا تھا میں براحت و مستی
کیوں اچانک جگا دیا مجھ کو

بزم میں اپنی کیسا ساقی نے
جام وحدت پلا دیا مجھ کو

پیر رنداں نے حق کے مصحف کا
کیا ہی حافظ بنا دیا مجھ کو

کس نے مائل بنا لیا مجھ کو
خون دل کا پلا لیا مجھ کو

آتش عشق نے عجب ڈھب سے
خوب سا کچھ جلا لیا مجھ کو

واعظوں نے بہ جدّ و جہد تمام
وعظ بے حد سنا لیا مجھ کو

بزم دلبر میں ساقی جاں نے
کیسا جلدی بلا لیا مجھ کو

حضرت عشق پر نثار ہے جاں
خاک سے بس اٹھا لیا مجھ کو

حافظ رند عشق جاناں نے
مست و شیدا بنا لیا مجھ کو

ہے مزا عشق کا عاشق سے جدا یار نہو
غیر دلبر کے کسی شے کا طلبگار نہو

حیف اس جینے پہ جو طالب دلدار نہو
گل ہے وہ دل جو محبت میں گرفتار نہو

جب دیا دل تو کہاں عزت و ناموس و خرد
کیا ہے عاشق جو وہ رسوا سر بازار نہو

مقتل عشق میں محروم جو ہے قتل سے وہ
کیا ہے ممکن جو وہ مثل سگ مردار نہو

میکدہ سے ہے الگ ساقی جانسے غافل
کیا ہے اسلام جو یہاں آ کے خود سرشار نہو

عاشقوں کا ہے ہنر کچھ نہ طلب غیر کے ہو
آنکھ میں دیکھے کوئی گر رخ دلدار نہو

ہے عجب رند و نظر باز تو حافظ واللہ
کیا ہے عاشق جو بھلا چابک و عیار نہو

کیا ہے عاشق جو جگر گشتۂ دلدار نہو
کیا ہے معشوق جو عاشق پہ ستمگار نہو

یارو جس دلمیں خیال رخ دلدار نہو
حشر تک اسمیں بجز رحمت دادار نہو

وہ ہے مردود ازل مردہ دل و ناہنجار
مرض عشق صنم میں جو کہ بیمار نہو

خاک ایسی ہے عبادات خدا سے غافل
جو کہ مقتول بلا خنجر خونخوار نہو

ہے وہ محروم ازل مردۂ جاوید دلا
پیچ میں زلف سیہ کی جو گرفتار نہو

دو جہاں کی ہے مصیبت میں پھنسا خود دل
کشتۂ ناز و ادا طرۂ طرار نہو

حافظا دولت ایمان نہیں اسکو نصیب
میکدہ میں جو مے و جام سے سرشار نہو

ابروئے دلدار اور مہ کو برابر کر تو دو
زلف اور مار سیہ کو یار ہمسر کر تو دو

دوستو اس نقد جاں کو میں کروں تم پر نثار
پر حق تم کچھ ذکر اوس سے سنبھل کر کر تو دو

زاہدو دیکھیں تمہاری حق پرستی کیا ہے اب
عشق کے میدانمیں سر زیر خنجر کر تو دو

شیخ صاحب دیکھیں ہم بھی دانۂ تسبیح کا زور
کوئی دلبر بہشت جنت تم برابر کر تو دو

ہمدمو ہمکو غرض کیا ہے مرد نہیں یا جیوں
مجھ سے واقف تم اوسے اب آ کے جا کر تو دو

ناصحا ورد و وظائف آپ کا دیکھیں ذرا
مردہ بستان جاں کو تازہ و تر کر تو دو

شیخ کا تسبیح و جبہ دیکھ لیں گے حافظا
زاہد بیہودہ کو ٹک غرق ساغر کر تو دو

ہمدمو یہ اشک میری آنکھ سے آنے تو دو
خون دل آتا ہے یارو اسکو بہ جانے تو دو

دیکھیں کیا سمجھائیگا وہ عاشق دیوانہ کو
ناصح ناداں جو آتا ہے اوسے آنے تو دو

زہر سے مار سیہ کی جو ڈرو ہو زاہدو
زلف اپنی کچھ ذرا اب اوسکو سلجھانے تو دو

جل نہ جائے نار جہنم آہ آتشبار سے
واعظو دلسے مجھے اک شعلہ بھڑکانے تو دو

ہو رہے گی برپا قیامت حافظا گلزار میں
قامت سرو سہی ٹک اوسکو دکھلانے تو دو

مجھ کو تو ذرا کوچۂ دلدار دکھا دو
از بہر خدا خانۂ خمار دکھا دو

تلوار کی حاجت نہیں کچھ بسمل جاں کو
اکبار مجھے ابروئے خمدار دکھا دو

ہوں ساغر مے تشنہ لب ہوں میں پیاسا
نقش کف پا ساقی سرشار دکھا دو

کافر ہوں خیال آوے جو حوران جناں کا
اکبار مجھے تابش رخسار دکھا دو

سو پیچ گوارا ہیں مجھے حضرت دل کے
اے دوستو وہ کاکل خمدار دکھا دو

ہو جاؤں مرید آپکا اے شیخ ابھی میں
تسبیح جو بے رشتۂ زنار دکھا دو

الزام میں ہوں ویراں یہ سب دیر و مساجد
حافظ جو تماشا سر بازار دکھا دو

تیری تاثیر کو اے آہ جگر دیکھیں تو
یار آ جاوے ذرا اب مرے گھر دیکھیں تو

باغ دل ہوتا ہی سر سبز و شاداب کبھو
گر ذرا ہووے نقاب اوس رُخ پر نور سے دور
وٹھ کھڑا ہونگا ابھی گور میں اپنی واللہ

تیری سیلانی بھلا دیدۂ تر دیکھیں تو
کسطرح روشنی دیں شمس و قمر دیکھیں تو
آپ ٹک چشم عنایت سے ادھر دیکھیں تو

دین و ایمان دیا جان بھی دیدی حافظ
تجھ سا جانباز اگر ہووے بشر دیکھیں تو

ردیف ھائے

کیا شان ہماری ہے یہ کیا شان ہے واللہ
ساماں نہیں کچھ بھی بجز صابر مولا
سب تن میں ہر اک بال میں صابر ہی رچا ہی
جز صابر مولا کے نہیں میری نظر میں

جبرئیل سا در پر مری دربان ہے واللہ
اب کس کا خدائی میں یہ سامان ہے واللہ
کیا تن ہے مرا کیسی مری جان ہے واللہ
یہ نظر سبھی درد کی درمان ہے واللہ

سب کچھ یہ ہوا پر وہی مستسقی ہے حافظ
صابر کے سوا کچھ نہیں درمان ہے واللہ

ردیف یائے

عشق میں رنج و مصیبت ہمکو راحت ہو گئی
کیا ہی دولت حق نے بخشی ہے بر ندان مرتاض
کیا تماشا ہی عزیزو اوسکی الفت میں مرے
ناصح ناداں بھلا ہے ڈراتا ہے مجھے

نار دوزخ بہتر از نعمائے جنت ہو گئی
بت پرستی اونکے حق میں جو عبادت ہو گئی
خود بخود بس دشمن جاں ساری خلقت ہو گئی
یہاں تو اوس سرو سہی سے خود قیامت ہو گئی

پاکبازی جب کہ دیکھی حافظ بیدل کی یاں
واعظ بیچارہ کو خود ہی ندامت ہو گئی

یا محی الدین قادر ہے دہائی آپکی
دو جہاں میں دھوم ہے اور جانتی ہے خاص و عام
ہیں خدا و مصطفےٰ عاشق تمہارے بیگماں
لامکاں تحت الثریٰ عرش و سماں سب و فوق
صورت فضل خدا ہے صورت محبوب حق
نام تیرا ہے شفا ہر درد مندان الغیاث

سب زمین و آسماں میں ہے خدائی آپکی
خلق احمد خو و خصلت مصطفائی آپکی
دونو نکھو ہے حسن و صورت خوب بھائی آپکی
ہر جگہ چھائی ہوئی ہے بادشاہی آپکی
جا بجا روشن ہے بس جلوہ نمائی آپکی
ذات کو دار الشفا حق نے بنائی آپکی

حد سے گذرا رنج و رحمت حافظ بدنام کا
فضل و رحمت انکو ہے دلمیں سمائی آپکی

یا علاؤ الدین احمد ہے دہائی آپ کی
جس نے دیکھی ہے صنم نازک کلائی آپکی
ہے تمامی جو پرستاں تیرے میخانہ سے پُر
پاک ہے ذات مقدس تشبیہ و تنزیہ سے
کیسی ہی مشکل ہو لیکن کچھ ہزاراں نہیں
ہیں گدا در کے ترے دونوں جہاں کے بادشاہ

چھا رہی ہے ہر طرف بس روشنائی آپکی
جا بجا اوسکی نظر میں ہے خدائی آپ کی
شمس سے برتر ہے بس جلوہ نمائی آپکی
ذرہ ذرہ میں ہے ظاہر بس خدائی آپکی
ہے نرالی دھج عجب مشکل کشائی آپکی
عرش سے بہتر ہے بس کشور کشائی آپکی

حد سے گذرا رنج و رحمت حافظ بدنام کا
فضل و رحمت انکو دلمیں سمائی آپ کی

چتون میں لگاوٹ سین غضب مژگاں جھپک پھر ویسی ہی
دل چھین لیا اوسکی چین میں ابرو کی دھمک پھر ویسی ہی
جنبش میں لبو لکے قند بھرے دانتوں کی چمک پھر ویسی ہی
رخسارے میں اوس کے نور بھرے مینی کی پھڑک پھر ویسی ہی
نک سک سے بنی اور خوب سجی اور چال لچک پھر ویسی ہی
سج دھج ہی عجب مکھڑا ہی غضب بانونکی اوچک پھر ویسی ہی
آنکھیں ہیں کٹیلی رس کی بھری عشوہ سے کھٹک پھر ویسی ہی
سو ناز کرشمہ لطف و حیا غصہ سے اٹک پھر ویسی ہی
خوبی و لطافت لطف و حیا اور دل کی جھٹک پھر ویسی ہی
گردن کی صراحی مے سے بھری باتوں میں مٹک پھر ویسی ہی
عشاق سے اوسکی چھین جھپٹ اور ناز و جھٹک پھر ویسی ہی
ابرو کی کماں اور شوخ جواں چہرے کی چمک پھر ویسی ہی

ہے دل رنگ ملک اور حور و بشر خوشبو سی جھلک پھر ویسی ہی
حافظ سی گزرتا ہے الگ اور ور دیک پھر ویسی ہی

الطاف کوئی یار میں کیا بھیڑ بھاڑ ہی
معنے میں جوش زن وہ میخانہ صابری
وہ چاہی جسکو دور میں شامل ہو بیدھڑک
محبوب ناز میں ہی جو محفل میں شوخ کی

خاشاک جو ہی وہانکا گویا تحمل تاڑ ہے
صورت میں گرچہ بعضو نکو وہانسے ستار ہی
جسکو نچاہی آنا بھی اوسکو پہاڑ ہے
عشاق سی جو دیکھو عجب چھیڑ چھاڑ ہی

جز کوئے یار دیکھا جو حافظ نے غور سے
آبادی اس جہانکی بالکل اوجاڑ ہے

زلف ہیں چہرۂ دلدار پہ بل کھائی ہوئی
جن و انسان و ملک ارض و سما حور و پری
پیچ سی کاکل مشکین کے رہائی ہے کسے
یاد سی تیری مری مغز کو ہی تسکین کہاں
جو ہیں محروم محبت کی پریشانی سے
دلِ عشاق پریشان کو کچھ خوف نہیں

سیکنوں عاقل و فرزانہ ہیں چکرائی ہوئی
ہیں پریشان مگر پھرتے ہیں تکرائے ہوئی
سب کو رکہتے ہیں مگر بالمیں الجھائی ہوئی
سب پریشان ہیں و الجھی ہوئی غم کھائی ہوئی
رہتے ہیں رنج سی وہ خون جگر کھائے ہوئی
گو پریشان مگر رہتی ہیں دل پائے ہوئے

دیکھکر حافظ رسوائی پریشانی کو
سب ہیں حیران مگر عقل کے بہکائی ہوئے

جب یہ سنتے ہیں کہ ہمسایہ ہیں آپ ہی ہوئے
رہی تصویر کی مانند ہم اوس بت کی محفلمیں
کل جو اوس شوخ کی محفلمیں فغاں کرتا تھا
آج بھی اوسکے جو آنیکی نہ ٹھیریگی تو بس
جو ہیں طالب تری دیدار کی پیاری واللہ
آہ افسوس پھنسا چاہِ زنخدانمیں عبث

کیا در و بام پہ ہم پھرتے ہیں گھبرائے ہوئے
رہ نہیں سکتی ہیں اسنک آنکھوں میں ہیں کلائی ہوئے
آج لوگ اوسکو لئی جاتے ہیں کفنائی ہوئے
ہم وہ کر بیٹھینگے جو دلمیں ہیں ٹھیرائے ہوئی
راتدن رہتی ہیں در پر تری غم کھائے ہوئی
پھر کے آتا تھا جو واعظ ہمیں سمجھائی ہوئی

آفتاب رخ دلدار ہے تاباں حافظ
زلف دو ماہ ہیں اوس چہرہ پہ لہرائی ہوئے

سنگ دلبر ہوئی ہم ترے در کے آگے
ٹھوکریں کھائے گئے پر نہیں سرکے آگے

خاک کوئے در جاناں کے جو ساکہیں لا
حسن و خوبی میں جو ہیں رشکِ قمر ماہ جبیں
دیکھے لیتی ہیں جو مشہور ہیں خوبانِ جہاں
جیا کسطور کوئی کو کچھ قائل ہیں دلا
وہ نظر باز ہوں میں ندبلا نوش مگر
جان و ایمان فدا نفع و ضرر سے خالی
ہوں غلام درِ مخدوم علی احمد حق

وہ جھکاتی نہیں سر گنج و گوہر کے آگے
ہیں وہ بیقدر مری شمش و قمر کے آگے
کب وہ ٹھیریں ہیں ذرا میری نظر کے آگے
کون آتا ہی بھلا تیر و تبر کے آگے
قدر جیحون کی نہیں دیدۂ تر کے آگے
دنگ ہوتے ہیں فلک میرے خطر کے آگے
دونوں عالم ہیں فنا میرے سفر کے آگے

حافظا تو ہی گدا درگہ صابر کا مدام
مستعد رہ بخدا تو تو اوسی در کے آگے

عاشق کہانسے لاوہی دل و جاں نئے نئی
ناز و ادا سی تیری کہانتک بچے کوئی
طوفان نوح کیا ہی نظر میں مری بھلا
وہ آہ آتشیں و کبابِ جگر مدام
مال و منال و ملک سی کیا کام ہے ہمیں
عاشق کو کیا غرض ہی تماشائی خلد سے

ہر دم کرے جو تجھ پہ وہ قرباں نئے نئی
تو تو کرے ہی قتل کے ساماں نئے نئی
اشکوں سی میری اومنڈ رہیں طوفاں نئے نئی
ہمکو ملے ہیں عشق میں ساماں نئے نئی
حاصل ہیں چشم و گوہر غلطاں نئے نئی
کھلتے ہیں اوسکے دلمیں گلستاں نئے نئی

حافظ سے تنگ ناصح ناداں ہی کچھ نہیں
منکر ہیں دیکھے گبر و مسلماں نئے نئے

سیراب عشق سی ہیں جو بستاں نئے نئے
کسطور ہو گذر ترے کوچہ میں اے صنم
میں ہی نہیں ہوں کشتۂ شمشیر ناز کا
شور جنوں سی اپنی کہانتک برآویں ہیں
ساماں ہو کہانسے خراباتِ عشق میں
تم ہو نماز و روزہ میں مشغول شیخ جی

عاشق کے دلمیں ہیں جو گلستاں نئے نئی
در پر تری ہیں سیکنوں درباں نئے نئی
بسمل ہیں دیکھے سیکنوں درباں نئے نئی
ہوتی ہیں چاک روز گریباں نئے نئی
رہتی ہیں وہاں تو بے سر و ساماں نئے نئی
عشق صنم میں یہاں ہیں پریشاں نئے نئی

زاہد ہی مرغ خانگی حجرہ میں حافظا
تمنے کئے ہیں قطع بیاباں نئے نئے

بچھے دامِ الفت یہاں کیسے کیسے
بہت شیخ و زاہد سبھی واعظ و ملّاں
ہوئے ہاتھ سے اسکے غارت عزیز و
ہزاروں حسیں اور سیمیں بدن
براہِ محبت عزیز و جہاں میں
ہوئے گم زر و باہ اس معرکہ میں

پھنسے ادمیں پیر و جواں کیسے کیسے
کریں اسمیں شور و فغاں کیسے کیسے
ہمیشہ وہ شیخ زماں کیسے کیسے
ملے خاک میں گلرخاں کیسے کیسے
تباہ ہو گئے کارواں کیسے کیسے
ہزاروں وہ شیر زیاں کیسے کیسے

تری کیا مجال اور طاقت ہے حافظ
مری اسمیں ہیں پہلواں کیسے کیسے

ناصحا عاشق کو ہردم جاں نثاری چاہئے
ہمدمو میرا عبث دل تنگ کرتی ہو بھلا
سلطنت سے دو جہاں کی کیا غرض کہتی ہیں ہم
شیخ و زاہد ناز کرتی ہیں نکوکاری پہ یہاں

رات بھر اس درد سے اختر شماری چاہئے
ہمسے دیوانوں کی تمکو غمگساری چاہئے
کوچۂ جاناں کی ہمکو خاکساری چاہئے
بینوا کو ہر زماں زاری نزاری چاہئے

گرچہ مستغنی ہی حافظ وہ غرورِ حسن میں
تجھکو ہردم رات دن خدمتگزاری چاہئے

زاہدونکو مژدۂ راحت باغ و بستاں چاہئے
زیبِ دستِ شیخ صاحب سبحۂ مرجاں چاہئے
مسندِ قالین ہر واعظ مغرور ہے
مبتلا ہی محتسب شیخ دگر کی قید میں
دولتِ خیر و سلامت ہو تجھے ناصح نصیب
جبّہ و دستار و جامہ بس تجھے روزی رہے

عاشقونکو خاکِ راہِ کوئے جاناں چاہئے
رند عیارونکو ہردم آہِ سوزاں چاہئے
بسترِ عشاق پر خارِ مغیلاں چاہئے
عاشقونکو اشک سرخ و دیدہ گریاں چاہئے
ہمکو رسوائی ملامت خانہ ویراں چاہئے
عاشقونکو دل پریشاں چاک داماں چاہئے

عزت کونین جسکو چاہئے اوسکو ملے
تجھکو حافظ محض فضلِ شاہِ جیلاں چاہئے

عشق میں سامان عاشق سارا ابتر چاہئے
شیخ صاحب کو تو حق سے گنج و گوہر چاہئے
عاشقونکو ہے حرام ان سبکی خواہش سربسر
فرقتِ جاناں میں حیراں اور پریشاں و تباہ
ننگ و ناموسِ عالم سترِ راہِ عشق ہے
ذلت و خواری ہی بہتر سلطنت سے عشق میں

حالِ عاشق سربسر بی پا و بی سر چاہئے
اور زاہد کو خدا سے حوض و کوثر چاہئے
بہرِ صیدِ عاشقاں اک زلف ابتر چاہئے
عشق تر ساغ بچہ اور شوخ کافر چاہئے
بیحیا اور زار و رسوا دیدۂ تر چاہئے
لی کہ واعظ کیطرح جاہِ سکندر چاہئے

خاکِ راہِ میکدہ آنکھونکا اپنی سرمہ کر
تجھکو حافظ پیروی دین پیمبر چاہئے

عاشقونکو کب جہاں میں زیست خوشتر چاہئے
صبر ایوب نبی اور گریۂ یعقوب ہو
عاشقِ حسنِ صنم کا مرد میداں ہو تو خوب
مسکنت اور عاجزی اور فقر و فاقہ فخر ہے
وہ تکبر اور رعونت شیخ صاحب کو سجے
ناتوانی بیکسی بیچارگی ہے حسن حق

رات دن ہجرِ صنم میں حال ابتر چاہئے
روز و شب خوار و پریشاں دیدۂ تر چاہئے
پھر فتوت اور شجاعت مثل حیدر چاہئے
ہر زماں اوسکی لئے خلقِ پیمبر چاہئے
زندگی عاشق کو چوں شبیر و شبر چاہئے
عاشقونکو پیروی سبطِ پیمبر چاہئے

دل کی جمعیت جسے زیبا ہی حافظ اوسکو ہے
تو ہی عاشق دل ترا بس زار و مضطر چاہئے

اسقدر گرمی ترے حسن کے بازار کی ہے
سروقامت سے تری کیا ہی قیامت برپا
بخدا کوئی تمنا مجھے دنیا میں نہیں
ناصحا خارِ ملامت سے تری کیا ہے ہمیں
کب خیال آتا ہی جنت کا تری اے واعظ
رخ ہی آتشکدہ اور ابرو ہیں محراب جہاں

کچھ حقیقت نہ یہاں یوسفِ دلدار کی ہے
مثل منصور زمانہ کو ہوس دار کی ہے
ہاں اگر ہے تو تری سایۂ دیوار کی ہے
سیر ہر آن ہمیں دس گل و گلزار کی ہے
حبشہ پرواہ نہیں کچھ گلشن و گلزار کی ہے
پوچھ کیا واں نہ بھلا کافر و دیندار کی ہے

چھوڑ کر صومعۂ زاہد کو تو چل اے حافظ
دلمیں تیری جو ہوس خانۂ خمار کی ہے

ناصح ناداں پر تو نکتہ گیری ختم ہے
بے ادب عشاق کو کیا دیکھتا ہے تو حقیر
زاہد افسردہ دل اندھا ہے نور جان سے
حضرت سلطان جان شاہ نظام پیشوا

ہمیشہ اوسکی بندی بس گوشہ گیری ختم ہے
عشق کے سلطان ہیں اونپر اسیری ختم ہے
عاشقوں پر عشق سے روشن ضمیری ختم ہے
رہبر راہ خدا پر دستگیری ختم ہے

حافظا ہوتا ہے صید وحشیاں تو دام سے
تجھپہ بے دام و قفس ہر دم اسیری ختم ہے

جسکے ہم عشق میں رسوا ہیں وہ جاناں ہے یہی
کعبہ و دیر سے مقصود یہی ہے واللہ
تاب کیا ہے جو کوئی جلوۂ صابر دیکھے
جلوۂ احمد صابر بخدا جلوۂ حق
طاق ابرو کے سوا سجدۂ عشاق نہیں
آستانہ در مخدوم علی احمد حق
زاہدا خاک عبث ہے تری یہ محنت و رنج
خاکروبی در میخانہ جو ہاتھ آوے مری

مظہر ذات خدا صورت رحماں ہے یہی
احمد صابر مخدوم وہ سلطاں ہے یہی
ہاں مگر عکس بصد پردہ سوایاں ہے یہی
طور اور موسیٰ کا بھی حال پریشاں ہے یہی
فتوی پیر مغاں مشرب رنداں ہے یہی
عاشقونکو تو میاں تخت سلیماں ہے یہی
درگہ پیر مغاں روضۂ رضواں ہے یہی
سرمۂ نور بصر دیدۂ گریاں سے یہی

حافظا کیا ہے تمنا تجھے جنت کی بھلا
باغ فردوس ہے خلد کا بستاں ہے یہی

زہد و تقوی اور ہے اور عشق جاناں اور ہے
عاشقونکے درد سے واعظ ہے ناداں بے خبر
وہ پری پیکر بشر ہے یا کہ ہے نور خدا
کیا نزاکت رکھتا ہے وہ تند خو آتش مزاج
باتوں باتوں میں بگڑتا ہے عجب نازک مزاج
کچھ نہیں ملتا پتا یہاں لطف و مہر و قہر کا
صابر دلدار ہے یا جابر عیار ہے

خلد و جنت اور ہے اور کوئے جاناں اور ہے
یہ تو درد لا دوا ہے اسکی درماں اور ہے
حسن و خوبی میں عجب اوسکا نرالا طور ہے
دم میں لطف و قہر ہے اک دم میں ظلم و جور ہے
اک نظر دیکھا تو سنتے کچھ تھے جو دیکھا اور ہے
چھن ہے ماشہ چھن ہے تولہ کچھ عجب ہی طور ہے
یا ہے حافظ بینوا اور عجز کا سا طور ہے

ہماری دل کے الجھانے کو زلف یار کافی ہے
رقیبو نسے جو مل کے مری دلکو جلاتی ہو
ترے سجدہ کو اے زاہد وہ محراب عبادت ہے
بھروسا ہے تجھے واعظ تو اپنی زہد و تقوی کا
نہیں کہتے ہیں ہم مفلس بجز عشق صنم کچھ بھی
میں دیوانہ ہوں سودائی بزلف و رخ تماشائی

قتل کرنیکو عاشق کے نگہ دلدار کافی ہے
ہمیں تو تیری فرقت کی یہی اک نار کافی ہے
عبادت کو ہماری ابروئے دلدار کافی ہے
فقیر رند مفلس کو وہ لطف یار کافی ہے
ہمیں ادنیٰ توجہ سید ابرار کافی ہے
نظارا نور پاک احمد مختار کافی ہے

جناب عشق کی ہر دم غذا جو خون عاشق ہے
لہو پینے کو حافظ کی بت خونخوار کافی ہے

نور حق ظاہر ہوا صورت انسان میں ہے
زاہدا خلوت و تنہائی تجھے ہے زیبا
شیخ کو حور و قصور اور نعیم جنت
جو ہے مخلوق کا عاشق وہ ہے محروم ازل
طعمۂ زاغ و زغن حق نے کیا گلخن کو
حق کو ڈھونڈھے ہے بھلا جبہ و دستار میں شیخ

جلوہ اوس نور کا سب شہر و بیاباں میں ہے
چین عاشق کو بس عشق کے میدان میں ہے
راحت عاشق کو فقط کوچۂ جاناں میں ہے
عاشق حق کو طلب رحمت رحمان میں ہے
رزق اوس بلبل شیدا کا گلستان میں ہے
جلوۂ خاص خدا سینۂ سوزاں میں ہے

ہو گیا تجھپہ مہربان وہ دلبر حافظ
کیا ہی تاثیر تری آہ پریشان میں ہے

دوستو اوس یار کی نازک کلائی ہے سو ہے
شحنۂ دوران کے آداب سے لاچار ہوں
میں حقیقت اوس بت کافر کی کہہ سکتا نہیں
بتکدہ کی سیر میں ترسا بچہ عیار نے
میکدہ میں لیکے مجھکو ساقی سرشار نے
تو تو ہے تیرہ درون ناصح بھلا اب کیجیے کیا
دولت مستی و رندی دولت جاوید ہے

ذات حق سے اوسکو بس جیسی رسائی ہے سو ہے
ورنہ جو تقریر میری دل میں آئی ہے سو ہے
پیر رنداں نے مجھے افیوں کھلائی ہے سو ہے
بت کی قدرت اور عظمت جو دکھلائی ہے سو ہے
جیسے کچھ چھلک چھلک کے مجھکو مے پلائی ہے سو ہے
بادہ و جام و سبو کی جو صفائی ہے سو ہے
حافظا جو طرز تیری دلکو بھائی ہے سو ہے

عشق جاناں یا ہی اسرار خدائی ہی سو ہی
عاشق جاناں جو ہیں آزاد مطلق سبطرح
دین و ملت تیرا ہی خوب دیکھا واعظا
مار ڈالا اک نگاہِ ناز نے اوس شوخ کی
ایک ٹھوکر ناز سی زندہ کیا مقتول کو
ہی شعلۂ شمس سے محروم جو خفاش ہلد

قلب میں عاشق کی جو حق کی سمائی ہی سو ہی
دیکھ تو ناداں یہ رسم خدائی ہے سو ہی
وہ تو بہتر ہی مگر تیری صفائی ہے سو ہی
میرے دلبر میں الٰہی دلربائی ہی سو ہی
اوس مسیحا میں خدایا خوش ادائی ہی سو ہی
آنکھ میں اوسکے عجب جیبی سمائی ہی سو ہی

ہی گدائی قادری حافظ غلام صابری
سلطنت سی خوش ہی میری یہ گدائی ہی سو ہی

ایک عالم تیرے ننگی شمع پر پروانہ ہی
میکدہ میں گذرا اکدن ناصحِ ناداں کہی
ہوش سب جاتی رہی جب دیکھا حسنِ میکدہ
کیا ہی منہ نامرد کا جو سوئے میخانہ وہ جا
بیخودی دیوانگی تو ہی شعارِ عاشقاں
کافرِ عشقِ صنم ہیں دین و ایمانسی نفور

اس چمن میں جو کہ ہی وہ تیرا ہی دیوانہ ہی
جسکو دیکھا یکے ہی وہ بیخود و مستانہ ہی
بولا یہاں تو کچھ نہ غیر جام اور پیمانہ ہی
ساکنانِ میکدہ جو کوئی ہی مردانہ ہے
اس سے ہی محروم وہ جو عاقل و فرزانہ ہی
اب تو ہم ہیں اور بت اور کافرِ بتخانہ ہی

کھل گئی آنکھیں ہماری در نظر آیا نہ کچھ اور
دیکھنا حافظ ترا یہ کیا سخن رندانہ ہی

ہمارے قتل کو وہ دلبرِ جانانہ آتا ہے
ہیں آیا بس تیار ہو سکو اوسکی روبرو جلدی
شتابی سی برآتی جان ہی تن سی نکلنے کو
دما دم چل رہا ہی دور اوسکی بزمِ عشرت میں
یہ میدانِ محبت ہی نہیں ہی صومعۂ زاہد
یہاں آتی ہیں بیخود اور خالی عقل و دانش سے

ذرا دیکھو تو یارو کیسا کچھ مردانہ آتا ہی
کہ جیسا شمع کے اوپر گویا پروانہ آتا ہی
تو اوس سے پہلے دل بس نعرہ زن مستانہ آتا ہی
جو کوئی چاہتا ہی وہ پیری لنظر میخانہ آتا ہی
سر اپنا ہاتھ پر رکھکر کوئی مردانہ آتا ہی
کب اس میدان میں وہ عاقل و فرزانہ آتا ہی

بیمن پیر حضرت شاہ شاہاں شہ نظام دیں
سر اپنا دینے کو حافظ عجب مستانہ آتا ہی

ترے حسن و جمال کے اوپر ہر اک دیوانہ ہوتا ہی
جہاں سلطانِ عشق آتا ہی آبادی کا کیا امکان
نہ طرفِ کعبہ و مسجد نہ سوئے دیر و میخانہ
رہیں ہیں شاد خرم خوب وہ دشت و بیابان پر
عجب ہے یہ تصرف حضرتِ شاہِ محبت کا
نہیں ہی اوسکی مجلس میں حیا و شرم کا کچھ کام

تری الفت میں بیخود عاقل و فرزانہ ہوتا ہی
ہزاروں شہر دل آباد ہوں ویرانہ ہوتا ہی
توجہ کرتا ہی پر ساکنِ میخانہ ہوتا ہی
بیگانہ رنج و غم راحت سی وہ بیگانہ ہوتا ہی
جہاں دیکھو وہاں بس اوسکا ہی افسانہ ہوتا ہی
اگر ہوتا ہی تو جام و سبو پیمانہ ہوتا ہی

یہ کیا رندی و مستی ہی تری اے حافظ رسوا
ترا جو شعر ہوتا ہی تو بے باکانہ ہوتا ہے

خبث ہر دو پر دل ناداں ہوا دیوانہ ہی
میں ہی کچھ تنہا نہیں اوسکا گرفتار بلا
مسجد و محراب و منبر مدرسہ میں قیل و قال
حج کعبہ حاجیوں کو اور زیارت شیخ کو
ہر کوئی تھوڑا بہت اوسکے نشہ میں مست ہی
ایک قطرہ جسنے چکھا تیری خم سے ساقیا

مبتلا اوسکا ہر اک ہشیار اور فرزانہ ہی
ہر جگہ اوس زلف و رخ کا دیکھ لو افسانہ ہی
یہاں تو وہ جام و صراحی اور سبو پیمانہ ہی
بوسہ گاہِ عاشقاں خاکِ درِ خمار ہے
کیا ہی فیضِ عام ہی اور یہ عجب خمخانہ ہی
تا ابد وہ دین و دنیا سی محض بیگانہ ہی

ایک جرعہ از کفِ ساقیِ جاں شاہ نظام
پہنچا حافظ کو عجب اوسکا سخن مستانہ ہی

جبسے مجھکو وہ تصور چہرۂ تاباں سے ہے
غیر جاناں مجھے کہیں نہیں ہی دونوں عالم میں کوئی
جب سے دیکھا ہمنے اوسکو جلوہ فرما ہر جگہ
یا الٰہی ہی یہ عالم یا ہی گلزار خدا
ہی کہیں گل اور کہیں خار اس سے ہمکو ہی عجب
جو کہ ہیں اہل نظر بینا ہیں حسنِ یار کے

سارا عالم میری نظروں میں تو بیجان ہی
یہ ہی مذہب ہی مرا اور یہ مرا ایمان ہی
جو نظر آتا تھا گلخن اب وہ باغستان ہی
حیف ہی نظروں میں زاہد کی مگر زندان ہی
صنعتیں یہ عشق کی ہیں عشق کی کیا شان ہی
وہ جو نابینا ہی اس سی سخت وہ حیران ہی

تجھکو ہی کیا کام حافظ از طفیل شہ نظام
تیری حق میں سارا عالم عشق کا قرآن ہی

یا الٰہی عشق کا دلمیں مری مسکن رہے
طوق عشق دلربا کا حلقہ گردن رہے

ہووے گر سینہ مرا داغ محبت سے نگار
حشر تک روشن مرا وہ تربت و مدفن رہے

گر ہوں صد ہا زخم دلبر تیغ ابروئے صنم
تا ابد ویرانہ میرا رشک صد گلشن رہے

کفر ہاتھ آوے مجھے گر زلف ابتر یار کا
تا بہ محشر خانہ ایمان میں شیون رہے

سجدہ میرا ہو نہ گر خاک در خمار کا
ناصح نادان مجھسے روز و شب بدظن رہے

رہبری کو میری اعشق شعلہ رو کافی ہے یار
واعظ بیہودہ کیسا ہی مرا رہزن رہے

حافظا کیسی ہی مشکل ہو تجھے کچھ غم نہیں
لیک تیری دلمیں گر عشق بت پرفن رہے

جسکے ہم عبد ہیں وہ تو بت بے پیر یہ ہے
جسکے ہم قیدی ہیں وہ زلف گرہ گیر یہ ہے

کچھ نہیں دلمیں مرے غیر رخ و زلف صنم
دلکی تعمیر جسے کہتے ہیں تعمیر یہ ہے

تیغ ابرو ہیں کھنچے دونوں طرف سے واللہ
مستعد قتل پہ ہے جو کہ وہ شمشیر یہ ہے

مجھمیں طاقت یہ کہاں دیکھوں میں روئے دلبر
جسکی پوجا میں ہوں ہر آن وہ تصویر یہ ہے

توبہ ایمان سے کری کفر صنم مول لیا
چارہ کچھ اسمیں نہیں میری تو تقدیر یہ ہے

دین و دنیا زہا سب سے ہوا بیگانہ
حضرت عشق کی اک تھوڑی سی تاثیر یہ ہے

یوں تو آتا نہیں گھر میں ترے دلبر حافظ
شاید آجاوے اگر تو ہو تدبیر یہ ہے

مریضان محبت کو شفا ہووے تو بہتر ہے
جو مشتاقوں پہ تیرا اب عطا ہووے تو بہتر ہے

ہزاروں بلبلاں ہیں شور و افغاں میں جو نشتر
ہوئے گل داغ اونکا صفا ہووے تو بہتر ہے

چمن میں جو کہ خشکی ہے ہوئے غم کے صدمہ سے
وہ ہو سرسبز کم جور و جفا ہووے تو بہتر ہے

دہن ہے بند غنچوں کا وہ ہیں سب منقبض ایسے
کرے باد صبا رحمت جو وا ہووے تو بہتر ہے

تری اک ابر رحمت سے گلستاں کھل کھلا آئے
جو حافظ بندہ اہل صفا ہووے تو بہتر ہے

دیگر

ہمارا حال اپنوں سے جو گل جاوے تو بہتر ہے
پریشانی دل اپنی کی بدل جاوے تو بہتر ہے

ذرا باران ابر رحمت کی چمن سرسبز ہو سارا
خزاں و صرصر غم کا خلل جاوے تو بہتر ہے

چلے باد صبا ایسی کھلیں کلیاں گلستاں میں
جنوں و مرض دل رنج و علل جاوے تو بہتر ہے

ہزاروں بلبلیں ہوویں نثار اگر گلستاں میں
بہار گل ہے ہر بلبل جو ملجائے تو بہتر ہے

جو بلبل مست و شیدا بہار گل جو بس پیدا
دماغ آن خشک مغز ونکا دخل جاوے تو بہتر ہے

حقارت عاشقوں کی دلمیں بیٹھی ہے جو واعظ کی
منور ہووے دل اوسکا سنبھل جاوے تو بہتر ہے

بفضل احمد صابر ہے حافظ رند شیدائی
یہ جھگڑا جملہ ادیان و ملل جاوے تو بہتر ہے

کہاں کی عبادت ہے اور کیا عمل ہے
حقیقت جو دیکھو فضل ہے فضل ہے

اگر تم ماہر تو زہد و تقوے پہ زاہد
یہ کچھ بھی نہیں بس فضل ہے فضل ہے

جو نازاں ہے علم و عمل پر تو واعظ
بدرگاہ حق تو فضل ہے فضل ہے

اجی شیخ صاحب ذرا آنکھ کھولو
کرو غور دیکھو فضل ہے فضل ہے

یہ ذہن و ذکاوت یہ تسبیح و خرقہ
نہ کچھ کام آوے فضل ہے فضل ہے

بغیر از فضل کچھ ٹھکانا نہیں ہے
اگر ہے ٹھکانا فضل ہے فضل ہے

گدا کو کرے دم میں سلطان عالم
یہ ہے شان کسکی فضل ہے فضل ہے

شقی کو سعید اور کافر کو عارف
کرے کون دیکھو فضل ہے فضل ہے

بدنیا و عقبےٰ مجاز و حقیقت
جدہر دیکھو وہ ہے فضل ہے فضل ہے

کوئی کچھ کہے میں تو اتنا ہی جانوں
فضل ہے فضل ہے فضل ہے فضل ہے

محالات ممکن ہوں جسکے سبب سے
وہ کیا ہے یہی ہے فضل ہے فضل ہے

فضل جسکے ہمراہ ہو خیر و شر کے
نہ پرسش ہے اوس سے فضل ہے فضل ہے

فضل نے جو پایا وجود اس جہاں میں
وجود نبی ہے فضل ہے فضل ہے

وجود محمد ہے صورت فضل کی
بلا شک یہ صورت فضل ہے فضل ہے

محمد کی امت کے عاصی و خاطی
سبھی جنتی ہیں فضل ہے فضل ہے

مجسم وہ قدرت ہے قادر کی دیکھو
وہ صابر ہے احمد فضل ہے فضل ہے

وہ ہے سب کا حامی حمایت ہے اوسکی
سبھوں کے لئے بس فضل ہے فضل ہے

به اطراف عالم یہی بس ندا ہے
جسے ہے بھروسا اوسے فضل کا ہے
خدا کی کتاب۔ اور حدیث نبی ہیں

به ادنا و اعلا فضل ہے فضل ہے
سبھوں کا گذارا فضل ہے فضل ہے
یہی ہے اشارا فضل ہے فضل ہے

نہ مایوس ہو کفر و عصیاں سے حافظ
ترا تو سہارا فضل ہے فضل ہے

جب سے ہم اوس شوخ کے ہیں خاکسار و نہیں ملے
بادہ خواری خاکساری جب سے ہے تجھہ ایماں
شیخی و دستار و دولت جھکو وزی ہو وے شیخ
آفت جاں ہے الٰہی بادہ ہے آتش مزاج

سیدھے میخانہ کو جا کر بادہ خوار و نہیں ملے
پھر ہمیں کیونکر جگہ پرہیزگار و نہیں ملے
ہم تو ہیں بس زر در و اور شرمسار و ہمیں ملے
باوجود اسکے عجب ہے خاکسار و نہیں ملے

ترا دلبر ہے کریم ابن الکریم اے حافظا
ہم غلام اوسکے ہوئے اب تا جدار و نہیں ملے

دن رات جو پھریں ہیں اوس ماہرو کے پیچھے
میخانہ کو گئے ہم صومعہ سی کرکے توبہ
چل لعل اور گہر ہیں یہ اشک خوں جو نکلیں
زاہد تو ہے مخنث اور بے وضو سراسر

ہم خاک میں ملے ہیں اک آرزو کے پیچھے
لیتے ہیں خاک سر پر جام و سبو کے پیچھے
اول ہیں اشک آتی قطرہ لہو کے پیچھے
جائز نماز کب ہے اوس بے وضو کے پیچھے

ہوتا نہیں ملائم حافظ سے وہ پری رو
گر عمر ساری گذرے اوس فتنہ جو کے پیچھے

کب ہووے مریض اس دل بیمار کے اچھے
تدبیر سے کیونکر ہوں بھلا چارہ گرو بھی
آگے بھی ہوئے ہیں کہیں عالم میں طلبگار
واعظ بخدا حشر تلک ہونگے نہ زنہار

زخمی ہوں کہاں ابرو کی تلوار کے اچھے
مجروح نگاہ کرم یار کے اچھے
ہاتھو نسی کسی کافر عیار کے اچھے
سودہ زدہ اوس کاکل خمدار کے اچھے

آرام کہاں تجھکو ہو اس درد سے حافظ
ہیں تیر مژہ اوس بت خونخوار کے اچھے

ہم نے ہر آن تری طرز و ادا اور سنی
اک نرالا ہی عجب طور ہے تیرا واللہ
کچھ نہیں ملتا پتا لطف و قہر کا تیرے
کیا ہی یہ حسن خداداد ہے پیارے تیرا

صبح کچھ اور سنی وقت مسا اور سنی
گالیوں نمیں بھی تری مدح و ثنا اور سنی
ہم نے ہر آن تری ناز و ادا اور سنی
ہند میں کچھ ہے خبر ترک و خطا اور سنی

تیری یہ رندی و مستی تو عجب ہے حافظ
یہاں تو کچھ ہی ہے دوسری جا اور سنی ہے

زاہدا جنت کی خواہش اور عبادت چھوڑ دے
بے محبت کے عبادت ہے عبث اے بو الفضول
درگہ پیر مغاں ہے درگہ سلطان عشق
مشرب رندی و مستی مشرب مخدوم حق
در پہ مخدوم خدا کے جام بادہ صابری
چل رہا ہے دور ساغر بزم میں اوس شوخ کی

رات دن عشق صنم میں عیش و راحت چھوڑ دے
عشق میں ہیں پیر مغا کہے یہ عبادت چھوڑ دے
جام وحدت نوش کر یہ زہد و طاعت چھوڑ دے
گر میسر ہو تجھے سب رسم و ملت چھوڑ دے
دور میں ہے جا کے پی یہ شرک و بدعت چھوڑ دے
ہے نہیں محروم کوئی جسکو رحمت چھوڑ دے

بندۂ صابر ہے حافظ از طفیل شہ نظام
کیا عجب ہے بندہ اوسکا رنج و محنت چھوڑ دے

اللہ کرے عشق کا بیمار تجھے بھی
جسطور کہ میں مفت ہوں تیرا اسلامی
جسطور سے میں در پہ ترے گریہ کناں ہوں
جیسا کہ ستم تو نے کیا مجھپہ ستمگر

جو ہے مجھے ہو وے وہی آزار تجھے بھی
کرنا پڑے بس اور کا دربار تجھے بھی
روتا ہوا دیکھوں بس دیوار تجھے بھی
ایسا ہی ملے کوئی ستمگار تجھے بھی

بدنام ہوا جیسا زمانہ میں یہ حافظ
رسوا ہوا دیکھوں سر بازار تجھے بھی

فرقت میں تری جاناں جاں لب پہ مری آئی
پھرتا ہوں میں آوارہ ہجراں میں تری دلبر
مشکل ہے وصال جاں اے ناصح بیہودہ

لے میری خبر جلدی اے رشک مسیحائی
دن رات میں رہتا ہوں دیوانہ صحرائی
حل ہووے نہ یہ مشکل جز ساغر و مینائی

باتیں ہی بناتا ہی عشاق سی تو واعظ / دیکھی ہی نہیں تو نے وہ شوخی و زیبائی
گر دیکھے نادان تو اکبار رخ دلبر / سب بھول جاے یہ باتیں جاتی ہی گویائی
لیتا ہی حساب اونسی جو ہیں گے زخود رفتہ / محشر میں ہو ویگی دیوانونکی شنوائی

دلدار تری بزمیں رہتا ہی سدا حافظ / کرجاں نثار اپنی ای عاشق شیدائی

کیا طرز و ادا شوخ کی دل کو مری بھائی / اس عمر میں اپنی ہیں بس چین نہیں پائی
کیا حسن و لطافت ہی اوس شوخ کے چہرہ پر / پیشانی سے ہی تاباں صد جلوہ موسائی
وہ خال و خط و ابرو اور تیر مژہ دیکھو / ہی زلف سیہ تسپر اور وہ قد رعنائی
وہ چشم سیہ جادو ہی سحر بھرا جس میں / دو لب سی ہویدا ہی اعجاز مسیحائی
پر جلتے ہیں حسن جا یہ نادان فرشتو نکے / انساں کو ہی کیا قدرت پہنچے ہی یہ یکتائی
جب ٹھہری ہمین بت کی پوجا تو بہرحال / خوش آتا ہی عاشق کو ناقوس کلیسائی

چہرہ جو نظر آیا ترسا بچہ کافر کا / حافظ کی رہی جاتی سب صبر و شکیبائی

کیا حق نے تجھے بخشی یہ شکل و زیبائی / بے شبہ خدا سی ہی یکزائی و یکتائی
چھوڑا نہیں عالم میں سوا اپنے کوئی غیر / اللہ ری تری غیرت ای محو خود آرائی
ہر حسن ترا پیدا ہر جا پہ تو ہی تو ہے / تجھسا بھی نہیں شاید عالم میں بس ہرجائی
کیا خوب تماشا ہی ہر جا پہ تو ہی پیدا / پر تیری طلب میں ہیں سب والہ و شیدائی
جب ناظر و منظور سوا تیرے نہیں یار / پھر کس سے چھپایا منہ تجیا دلمیں ترے آئی
یہ زلف سیہ تو نے کیا رخ پہ بکھیری ہے / اس رخ کے چھپانے سی صد ہا ہوئی سودائی

صدمات جدائی کے جو حافظ نے اٹھائی / باقی نہ رہی اوسمیں اب تاب و توانائی

معشوق جو رکھتا ہی خود بینی و خود رائی / عاشق کو ملے یار و بدنامی و رسوائی
دل لینے کو عشاق کی ہیں کیسی تری باتیں / کیا جانے کہاں سیکھی یہ طرز دلارائی

جز تیرے نہ عاشق ہی معشوق نہیں کوئی / معلوم نہیں ہوتا پھر کس سے ہی تنہائی
اک آن جدا ہم سی ہوتا نہیں تو دلبر / پھر آنکھو نسے ہی غائب کیا طرز تجھے بھائی
پردہ ہی ترے رخ پر کیا زلف پریشاں کا / عشاق تری دید کے سب پھرتے ہیں سودائی
فرقت میں تری جاناں کیا کچھ نہیں دیکھا ہیں / فریاد کبھو لب پر ہرگز نہ مرے آئی

کوئی نہیں حافظ کا جز تیرے قسم واللہ / پھر اوس سے الگ کیوں ہی اوکافر ترسائی

مریض ہم ہیں الفت کے آزار کے / دل و جاں سے بندہ ہیں اوس یار کے
نہیں کچھ غرض کفر و دیں کی ہمیں / میاں ہم تو طالب ہیں دیدار کے
رہا ہم تو ہیں قید کونین سے / ہیں قیدی مگر زلف خمدار کے
نہیں دلکی جمعیت ہی ہمکو نصیب / پریشان ہیں گیسوئے طرار کے
کسی سے نہیں رکھتے ہم تو خبر / سوا ایک اوس اپنے دلدار کے
پوجاری ہیں اک بت کے واللہ ہم / نہ قایل ہیں غیر اوس طرحدار کے

کسی طرف جھکتا نہیں اپنا دل / ہم حافظ ہیں قرآن رخسار کے

کیسے کیسے کشتہ ہیں اوس قاتل سفاک کے / کشتو نکے پشتہ ہیں در پر اوس بت چالاک کے
عاشقاں گر تیغ سی ابرو کی بسمل ہوں تو ہوں / یہ غضب ہے گلرخاں شیدا ہیں حسن پاک کے
بیقدر ہی حسن سنگ روبرو اوس شوخ کے / جملہ خوبان جہاں گویا ہیں ذرہ خاک کے
عالم علوی و سفلی دنگ اور حیران ہیں / سر سے سب مقتول ہیں اوس قاتل بیباک کے
جو کہ سودائی ہیں ایسی ظالم خونخوار کے / زخم کب اچھے ہوں دیکھے سینۂ صد چاک کے
خاکروباں کو تہی صابر دور و گردش سے بری / وہ کہاں قایل ہیں ہیں دور انجم و افلاک کے

آستانہ حق ہی حافظ درگہ شاہ نظام / اولیا بھی منتظر ہیں اک نگاہ پاک کے

جب ہوا آتی ہی ہمکو کوچۂ جاناں کی / کچھ خبر رہتی نہیں سرو باغ کی بستان کی

تنگ سے نظر دنمیں میری دین و دنیا کی قھنا
دلمیں ہے آگ رزد بس عشق کے میدان کی

خاک ہے کوچہ کی تیرے برتر از خلد بریں
کیا قدر ہے یہاں بھلا کچھ روضۂ رضوان کی

کیا ہے محرومی الٰہی دولت دیدار سے
بعد مرنیکے بھی خواہش حور اور غلمان کی

ہو وینگے جنت کے موتی اشک زار عاشقاں
کیا ہے رفعت اور شوکت دیدۂ گریان کی

اپنے حظ نفس کو جانتے ہے وہ دین نبی
یہ مثل سچ ہے زیاں ہے دوستی نادان کی

منکر دین ہی ہے منکر عشاق کا
حافظا رکھ دلمیں عظمت عشق کے سلطان کی

ہم خوب خاک عشق میں تیری اوڑا چکے
اس جان و تن کو ہجر میں تیرے جلا چکے

رسوا ہوئے خراب ہوئے اور ذلیل ہم
جو کچھ کیا تھا ہمنے سزا اپنی پا چکے

اب ہم نہیں ہیں تاب و تواں بھی نہیں رہی
صدمہ پہ صدمہ عشق میں تیرے اٹھا چکے

ہم کچھ نہیں ہیں یار تو ہی ہے تو ہی تو ہے
ہم نقش اپنا روبرو تیری مٹا چکے

غائب جو میری نظر سے ہوتی ہو دلربا
کیا ہوتا ہے جو تم مرے دلمیں سما چکے

کیا خاک زندگی ہے ہماری جہاں میں
کیا کیا نہ داغ عمر میں اپنی ہیں کھا چکے

حافظ کو مدرسہ میں کہاں ڈھونڈھتے ہو اب
مدت ہوئی کہ دیر مغاں کو وہ جا چکے

ہم نقش اپنی ہستی کا یارو مٹا چکے
صدمہ پہ صدمہ عشق میں صدہا اٹھا چکے

اب تو خدا کے واسطے آ کے گلے لگو
اے یار تم تو ہمکو بہت سا رلا چکے

در در پھرایا ہمکو تمہاری فراق نے
شور جنوں میں دشت و بیاباں دکھا چکے

فرقت میں تیری اشک ہیں جاری ہے آنکھ سے
اک عمر گذری خون جگر کا بہا چکے

باقی رہا ہے ظلم و ستم میں سے کیا صنم
مجھکو نہ اپنے عشق میں کیا کیا دکھا چکے

آ کے گلے سے لگ کے گرہ دلکی کھولدو
آیا ہے دم لبوں پہ بہت سا ستا چکے

حافظ کرو نثار دل و جان یار پر
صنمخانۂ صنم میں بہت تم تو نہا چکے

پریشاں ہوں زلف سیہ یار سے
میں ہیجان زخم ستمگار سے

رقیب سیہ دل جو چاہے کرے
تلوں گا نہیں سایۂ دیوار سے

مریض محبت کو دنیا میں یار
نہ بہتر ہے الفت کے آزار سے

ہے کیا منہ کسی کا کسی طور سے
بچے خنجر غمزۂ خونخوار سے

ازل سے ابد تک جو ہیں مرتے سب
ہیں خواہاں سبھی میرے دلدار سے

خدا جانے مشغول ہے وہ کدہر
ہے ناداں سے خوش یا کہ ہشیار سے

غنی ایسا مولا ہے حافظ ترا
وہ ہمراز ہے گبر و دیندار سے

دلبری بھی یار ہمنے دلربائی دیکھ لی
اور طبیعت اپنی ہر جا پر لگائی دیکھ لی

خاک چھانی ہے بہت عشق بتاں میں عمر بھر
گلرخوں سے ہر طرح وصل و جدائی دیکھ لی

راتدن دشت و بیاباں میں پھرے حیران و خوار
گرم و سرد عالم میں جو جو ہم پہ آئی دیکھ لی

خانقاہ شیخ میں اور حجرۂ زاہد میں بھی
دونوں حضرت کی بہت حق [illegible] رسائی دیکھ لی

ایک مدت دانہ تسبیح بھی پھیرے بہت
وہاں پہ جو جو حکمتیں حق نے دکھائی دیکھ لی

بے خبر جام و سبو سے دربدر مارا پھرا
حافظا رسوائے بس باتیں بنائی دیکھ لی

عمر بھر جو جو کہ میری دلمیں آئی دیکھ لی
جو طرح نظر و نمیں میری بس سمائی دیکھ لی

علم و معلوم جہاں کی سیر ہمنے خوب کی
مدرسہ والوں کی جو باتیں بنائی دیکھ لی

صحبت شیخ و برہمن ہم بہت سی پا چکے
کفر و دیں کی تیرگی اور روشنائی دیکھ لی

ورد و اوراد مصلی کی بہاریں ہمنے لی
روشنی دل لطائف کی صفائی دیکھ لی

ہر طرح کی صحبتیں اور سب طرح کی لذتیں
خوب برتی اور جو جو دلکو بھائی دیکھ لی

ناگہاں پیر مغاں کے ایک دن لطف سے
حافظا رسوائے کیا ساری خدائی دیکھ لی

ہے یہ عالم نیم بسمل [illegible] سی تری
ہے سلامت دست دشمن خوش ادائی سے تری

عاشقاں ہیں مضطرب جو بیوفائی سے تری
ہر کوئی طالب ہے جاناں دلربائی سے تری

تو ملامت کرتا ہے عشاق کو اے ناصحا
میری رندی خوب ہے اس پارسائی سے تری

کیسا ہے یہ علم تیرا صحبتِ حق سے ہے دُور
جہل میرا ہے بھلا فہم و ذکائی سے تری

ڈرتا ہے دوزخ سے ناداں خوف کچھ حق کا نہیں
مرتے ہیں عشاق تو نارسائی سے تری

وصل و ہجراں سے غرض کچھ بھی نہیں عشاق کو
ہر زماں مطلب ہے انکو خوش رضائی سے تری

حافظا کیا غم ہے تجھکو اور سے مطلب ہے کیا
جب ترا مولا ہے راضی جاں فدائی سے تری

ایسی ہے مری آہِ شرربار میں گرمی
پھیلی ہے ہر اک کوچہ و بازار میں گرمی

کیا شعلے نکلتے ہیں مری لختِ زباں سے
ہے شعلہ زن ایسی مری گفتار میں گرمی

اس آتشِ فرقت سے پھنکا جاتا ہے دل بھی
ہے یاد بھری میرے دلِ زار میں گرمی

جز یار کے ہرگز نہ بچا دونوں جہاں میں
ایسی ہے نگاہِ بتِ خونخوار میں گرمی

جوں سایہ مرا تن تھا ترے قدِ موزوں جاناں
وہ بھی نہ رہا ایسی ہے رفتار میں گرمی

جل جل کے ہوا خاک سے سینہ و گریباں
ایسی ہے مرے اشکِ شرربار میں گرمی

گلزار میں بھی جا کے جلا حافظِ بیمار
قسمت سے ہوئی اوسکی تو گلزار میں گرمی

کیا ہم عاشق ہیں فقط یہ رنج اٹھانیکے لئے
آنکھیں کیا رکھتی ہیں ہم آنسو بہانیکے لئے

دل دیا اللہ نے کیا بس لگانیکے لئے
شعلہ رو پیدا کئے کیا دل جلانیکے لئے

کیا غضب ہے دوستو سمجھا ہے یہ اوس شوخ نے
ہر زباں عاشق کی یعنی غل مچانیکے لئے

یہ بنا دیکھو ستم ہوں ہمنشیں اوسکے قریب
اور درباں ہیں معین مرے آنیکے لئے

جب کیا شکوہ کبھی اوس سے ہنسکے کہنے لگا
ہم ہوئے پیدا ہیں تیری بھول جانیکے لئے

دعویٰ ہے عشق کا کرتا ہے تو اے بیوقوف
تجھ سے کس نے کہدیا تھا دل لگانیکے لئے

ہو فنا تجھکو محض ہرگز نہو تو حافظا
یہ تو بس سامان ہے اوسکے بلانیکے لئے

زندگی عشاق کی ہے دل لگانیکے لئے
اونکی آنکھوں کا مزا ہے دید اوڑانیکے لئے

یار کا کل تیغ ابرو اور وہ تیرِ مژہ
ہیں یہ سب سامان میرے زخمی بنانیکے لئے

عاشقوں کی زیست ہے بس خاک اوڑانیکے لئے
گلرخوں کو ہی بنایا دل جلانیکے لئے

شادیِ دارین ہے واعظ حرام عشاق پر
دنیا میں پیدا ہوئے وہ غم کے کھانیکے لئے

خوبرو پیدا ہوئے ہیں کھیل کھلانے کیلئے
اور ہیں جو عشاق ہیں شورش مچانے کیلئے

کیا ہے یہ ہجرِ صنم بھڑکانا نارِ عشق کا
آبِ وصلِ گلرخاں آتش بجھانے کیلئے

ہے بقا دلبر کو دائم حافظا تو غور کر
نقشِ تن عشاق کا ہے بس مٹانے کے لئے

آیا کل وہ شوخ جو میرے منانے کے لئے
باتیں کچھ ایسی بنائیں غم اٹھانیکے لئے

کر کے سو ناز و کرشمہ جبکہ وہ جانے لگا
عرض کی میں نے جو پھر تشریف لانیکے لئے

کس ادا و ناز سے بولا کہ چل چل ہو پرے
یہ مرا آنا ہے تیرے دل جلانیکے لئے

تو ہے اپنا آپ ہی دشمن چاہے ہے دیکھے مجھے
ہے مرا دیدار بس تیرے مٹانیکے لئے

جب کہ ہم آئے کہاں تو اور کیسا دیکھنا
ہے ہمارا آنا ناداں تیرے جانے کیلئے

آیا جب دلدار بر میں حافظا پھر تو کہاں
تیری ہستی ہے محض اوسکو چھپانے کے لئے

دل دیا حق نے بشر کو دل لگانے کیلئے
نے عبث پیدا کیا عارف بنانے کیلئے

عالمِ ملکوت میں یہ شور و یہ غوغا کہاں
پیدا آدم کو کیا یہ غل مچانے کیلئے

جرم و عصیاں سے ہے تقویٰ زاہدِ ناداں کو
عاصیاں ہیں منتظر رحمت کے آنیکے لئے

عشق سے زیادہ ہے کیا جرم و خطا اے بیخبر
رحمتِ رحمٰن ہے عصیاں کے پانے کیلئے

رحمتِ رحمٰن ہے تشنہ جرم اور عصیاں کی
متقی صفا ہیں بس جنت میں جانے کیلئے

مجرمِ عشقِ صنم ہیں زہد اور تقویٰ سے دُور
رحمتِ دیدار ہے اونکے دکھانے کیلئے

نعمتِ جنت ہے روزی زاہدِ بیدرد کو
حافظا بدنام ہے دیدار پانے کے لئے

عشق کیا ہمنے کیا جنت مین جانے کیلئے
آگ سے ہے ہمکو بچنا ہمین رسوائی و ننگ
جل بجھے نار جہنم اک ہماری آہ سے
فکر دائم رات دن ہے شیخ صاحب کو لگا
کسقدر ہے خوف دوزخ زاہد مقبول کو
خوف ہے دوزخ کا جیسا ہے کہاں اللہ کا
کیا تماشا ہے کہ نام اوسکا رکھا ہے دین حق
دین حق وہ ہے کہ غیر از حق کی کچھ دلمیں نہو

یہ مصیبت ہے ہمیں کیا میوہ کھانے کیلئے
ہم سمندر آتشی ہیں آگ کھانے کیلئے
کیا کریں تدبیر ہم اوسکو بجھانے کے لئے
دانہ تسبیح رکھتے ہیں بجانے کے لئے
زہد ہے دوزخ میں حضرت کو نہ جانیکے لئے
کچھ زباں پر ہے تو لوگو نکے سنانے کیلئے
حق سے کیا نسبت ہے آپ بچانے کیلئے
نہ غم دوزخ نہ فرحت خلد پانے کیلئے

صد ہزاراں بار توبہ حافظا اس دین سے
مستعد رہ اپنی ہستی کے مٹانے کے لئے

کیا عبادت ہم کرینگے حور و غلمانکے لئے
عاشق دلبر الگ ہیں جنت و دوزخ سے یار
وہ خموشی اور گوشہ شیخ صاحب کو ملا
اپنے دلبر کے سوا عاشق نہ جانے غیر کو
جبۂ و دستار تسبیح و مصلا شیخ کو
ناصح ناداں پھنسا ہے دین و دنیا میں عبث

کھو وینگے ہم آپکو بس عشق جاناں کیلئے
ہے یہ جھگڑا دوستو گبر و مسلماں کیلئے
عاشق بدنام ہے بس شور و افغاں کیلئے
کاروبار عاشقاں جو کچھ ہیں جاناں کیلئے
عاشق رند خدا چاک گریباں کیلئے
عاشقاں پابند ہیں اوس زلف پیچاں کیلئے

شادی و غم پر جہانکے حافظا تو خاک ڈال
کر تو جمعیت طلب اس دل پریشاں کے لئے

آئے ہیں کیا یہاں پہ ہم سیر گلستاں کیلئے
شیخ جانے ہے کہ آئے مرغ بریاں کیلئے
بیحیا کچھ تو حیا کر اپنی نادانی کو دیکھ
یہ تو ہی تیری عبادت تسپہ ہے اتنا غرور
عاشقوں سے رنج رکھتا ہے توبا اللہ العظیم

بلکہ ہے آنا ہمارا دل پریشاں کیلئے
یہ نہیں جانے کہ آئے سینہ سوزاں کیلئے
کیا خدا کو پوجتا ہے باغ و بستاں کیلئے
تو نصیحت کرتا ہے بادہ پرستاں کیلئے
رحمت حق ہے مہیا مے پرستاں کیلئے

بے شراب و جام کے سب عبادت کفر ہے
سجدۂ عشاق ہے پیر مغستاں کے لئے

جان کے دینے سے حافظ تو نہو دلمیں ملول
تحفۂ جاں چل تو لیکر نذر جاناں کے لئے

جو دلبر بے نیاز ہووے وہ دلداری کو کیا جانے
جو مست جام ساقی ہے دمادم بادہ نوشی میں
جو ہے محروم عشق جاناں سے طمع رکھتا ہے جنت کی
اسیر زلف و گیسو کا بھلا کیونکر مقید ہو
ہے کیسا بے نصیب از لی الٰہی ناصح ناداں
ہے جسکے دلمیں عشق مال و جاہ و جنت الماویٰ

سراپا ناز خوبی ہے وہ غمخواری کو کیا جانے
رہے ہے محو بیخود یار وہ ہشیاری کو کیا جانے
بجز زہد ریائی کے وہ عیاری کو کیا جانے
وہ آزاد دو عالم ہے گرفتاری کو کیا جانے
مئے وحدت سے ہے محروم میخواری کو کیا جانے
مصیبت عشق کی اور ذلت و خواری کو کیا جانے

جفائے دلبر ای حافظ یہ تاثیر محبت ہے
وگرنہ دلبر زیبا جفاکاری کو کیا جانے

اوس سا پیدا نہیں دنیا میں ستمگر کوئی
کیا ہی مارا ہے مجھے ایسا نہیں عالم میں
زلف ابتر نے کیا ایسا پریشاں مجھکو
ناصح بیہودہ عشاق کو دیکھے ہے حقیر
ہائے صد حیف کہ ذرات تو محنت میں مرا
منع کرتا ہے محبت سے وہ دیوانوں کو

ہم سا عالم میں نہیں آیا ہے مضطر کوئی
مثل ابروئے صنم کے کہیں خنجر کوئی
مجھسا دنیا میں نہیں بدتر و ابتر کوئی
جانتا ہے کہ نہیں میرے برابر کوئی
لیک محروم نہیں ایسا سراسر کوئی
اونکو وہ پند نہیں ہوتی موثر کوئی

قید اوس زلف کی کافی ہے تجھے اے حافظ
ایسی عالم میں نہیں زلف معنبر کوئی

میدان محبت میں خطر ہم نہیں رکھتے
آزاد ہیں دل شاد ہیں ہم دونوں جہاں سے
ہم سیر و سفر کرتے ہیں اقلیم خدا میں
ہم محو جمال و رخ دلدار ہیں ناصح

ہم تن نہیں رکھتے ہیں جگر ہم نہیں رکھتے
جز اشک رواں گنج دگر ہم نہیں رکھتے
جز اپنے کہیں اور سفر ہم نہیں رکھتے
جز اوسکے رخ و زلف خبر ہم نہیں رکھتے

سب ارض و سما عشق کی لذت سے ہیں معمور
ہم جن و ملک حور و فلک بر ہیں مسکر

واعظ کے لئے کچھ بھی اثر ہم نہیں رکھتے
نادان کی نظروں میں قدر ہم نہیں رکھتے

حافظ کا تو مسکن ہے مگر کوئے خرابات
اس مسکن فانی میں گذر ہم نہیں رکھتے

تری اس در میں بندہ جو شامل ہو تو خوب ہووے
تمہاری بزم عشرت میں جو بخشش سے غریب ہو کی
جو پیتے ہیں وہ مدت سے رہا اہل ہجر کے پیالہ
تری اک نظر رحمت سے ہے آبادی دو عالم کی
تو بحر فیض ربانی تو معین فضل سبحانی
نہیں محروم تیرے فیض سے شاہ و گدا کوئی

وفاداری میں ایسی وہ جو کامل ہو تو خوب ہووے
غلاموں میں تری محفل کے داخل ہو تو خوب ہووے
وہ زہر اونکا جو رحمت سے مبدل ہو تو خوب ہووے
مراد اہل عالم تم سے حاصل ہو تو خوب ہووے
تری خادم سبھی عقد انامل ہو تو خوب ہووے
مقاصد بندگان حق جو حاصل ہو تو خوب ہووے

توہی احمد توہی قادر توہی صابر توہی سب ہے
غلامی سے تری حافظ جو واصل ہو تو خوب ہووے

نعت حضرت ختم المرسلین حبیب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیاں کس منہ سے ہو کیونکر تمہاری ذات اطہر کا
رقم کرتا ہوں کا تمہید جو نام پاک سرور کا
عجب شیریں ہے اسم پاک احمد حق کے مظہر کا
عبیر خلد کیا ہے درشمار اسم گردان دسکی
شباہت کس سے ہے اوس زلف مشکیں کو عبیر
ہے ادنا اک تجلی اوس رخ پر نور کی دیکھو
جو ایسا کوئی بھی ہے کہ جو حسن اوسکا دیکھا پایا
ہے ایسے حسن کا عاشق نہیں ہے دوسرا کوئی

قلم سے نعرہ آتا ہے محض اللہ اکبر کا
بہا جاتا ہے سینہ اس گھڑی قند مکرر کا
ہوا ہے دل سے میرے محو نقشہ لطف کوثر کا
جما ہے دل میں نقشہ میری گیسوئے معنبر کا
ہے سنبل بن پریشاں خو ان ال ہے مشک اذفر کا
ستارہ سا چمکتا ہے جو گردہ شمش خاور کا
دو عالم ہے ظہور حسن اوس میرے پیمبر کا
فقط پردا ہے حکمت سے خدا کا اور پیمبر کا

ظہور احدیت سے خاص جو وہ میم احمد ہے
نہیں ہے دوسرا کوئی سوا اک نور احمد کے
یہ سب جن و بشر حور و ملک ہیں اوسکے شیدائی
امام الانبیا ہیں میرے پیغمبر ہے دولت
طفیلی ہیں اوسی کے انبیائے اولین سارے
اک ادنیٰ سی تجلی طور پر اوس نور احمد کی
رہے مشتاق سارے انبیا تیری زیارت کے
سبھی تیرے طفیلی ہیں سبھی ہیں تیرے شیدائی
یہ سب مخلوق ہے تیری تو خالق دونوں عالم کا
تری ہی خوان نعمت سے سبھی کو رزق ملتا ہے
طواف کعبہ گو ہے رکن اعظم دین احمد میں
ترے اس حسن کا عاشق بنا ہے محراب و منبر سے
طفیل اوس ہے تحمل پا رسا خاتون رحمت کے
تمام امت ہے زیر چادر تطہیر زہرا کی
ہے اوسکا مسند والا تمہارا نازنین عالی
وہ آدین نازنیں حسدم بزا نوہے رسول اللہ
تری امت کے عاصی ہیں بڑے ای شہ والا
ترے در پر پڑے ہیں یا ہزاراں آرزو آ کر
تمہارے ہیں وہ نور العین ہیں اور وارث کامل
وہ در گہ غوث صمدانی ہے درگاہ محمد کی
گدایان در قادر ہیں مقبول محمد کے
طفیل قادر مطلق نوازیں فضل سے ہر دم
ہے پتلی آنکھ احمد کی سراسر نور احمد ہے

وہ درجہ خود ہے عاشق ہے محمد پیارے دلبر کا
جدھر دیکھو جہاں دیکھو وہ ہے نور اوس پیمبر کا
اوسی کے عشق میں چکر ہے یارو چرخ اخضر کا
ہے شفیق اپنی امت پر عجب ہے خلق سرور کا
سبھی محتاج ہیں اوسکے وہ ممدوح ہے اکبر کا
ید بیضا جو ہے مشہور اوس موسیٰ پیمبر کا
سبھی رکھتے ہیں دلمیں اپنے داغ عشق پیمبر کا
وہ ہے بس کونسا ایسا نہیں ساجد تری در کا
حسنا اب کیا رہا یہاں زمین و چرخ اختر کا
ترا یہ خوان نعمت رزق ہے مومن و کافر کا
نہیں حاجت سے کچھ اوسکا جو ہے ساجد ترے در کا
نگاہ فضل ہو مسند ہے یہ شبیر و شبر کا
وہ بضعہ جسم پاک اور ہے جگر گوشہ پیمبر کا
برستا ابر رحمت ہے یہاں خلاق اکبر کا
ٹھکانا پھر نہ کیونکر ہو کسی بے چین مضطر کا
نہ ہو محروم پھر کوئی ہے صدقہ ذات اطہر کا
ہزاروں ہاتھ ہیں در دامن آل پیمبر کا
بھروسا صرف اونکو ہے محی الدین قادر کا
تری امت کو ہے کامل بھروسا بس اوسی کا
تفاوت کچھ نہیں اوسمیں ہے دروازہ پیمبر کا
نہیں ہے پیارے والله ہر دم امیری سرور کا
رسول اللہ امت کو یہ خاصہ ہے پیمبر کا
تمہارا سبکو ہے بیشک علاؤ الدین صابر کا

رسول اللہ کا پیارا وہ دلارا فاطمہ زہرا
بشر کیا ہے ملائک بھی ہیں حیراں جو ادب سے کی
اویسی کو ناز بھی ایسا پھر اپنے جدِ امجد پر
دلیل عقل [illegible] بھی عارف جو کار دبار میں تھے
برائے احمد صابر [illegible] یا رسول اللہ
گدا ہوں میں ترے در کا بہت محتاج عاجز ہوں
نظام دین احمد جو نام پاک اس شہ کا
ترا بھی دستگیر ایسا کہ مقبول محمد ہے
مری جب دستگیری کی تو داد سکی لاج بھی رکھو
فضل سے کیا ہے دولت تجھے شمار اسکی بھی [illegible]
پئے یعقوب مولانا کہ میری پیر کامل ہیں
ولی حق ہے وہ بیشک کے عارف کامل [illegible]
وہ خود اس کا ہے سراپا پیر از انوار عشق حق
محبت کیا ہے کرم ہو یہ بھی مشرف ایسی دولت کر
بحق جملہ عرفا اور طفیل اب [illegible] پیر کے
مری ہر حال میں ہے فضل شامل آپکا ہر دم
حمایت جبکہ ایسی ہو کری ممکن محالوں کو
ہمیشہ ورد کر اپنا درودِ پاک پیغمبر

نرالا ڈھنگ ہے اوسکا وہ ہے نور محمد کا
قیاس وہم ہوتا ہے غلط وہاں جا کے اکثر کا
جو چاہے پلیں کر ڈالے نہیں محتاج داور کا
وہ بخشش میں جو آجاوے تو منہ بھر جاوے کوثر کا
نظر رحمت کی ہو مجھ پر یہ صدقہ ہو [illegible] کا
طفیل شہ نظام پاک اس [illegible] رہبر کا
ملے اوس کو بھی [illegible]
بھروسا ہے مجھے [illegible]
[illegible]
گدایان محمد ہیں [illegible]
سراپا صورت حق [illegible]
وہ ہیں مقبول [illegible] الدین [illegible] کا
وہ عاشق ہیں محبوب [illegible] الدین [illegible]
بھروسا ہے [illegible] رہبر کا
مری مشکل ہو آسان [illegible] طفیل آل حیدر کا
بھروسا ہے مجھے [illegible] ہو اسی کا
تجھے اب کیا ہے اندیشہ یہ خیر و شر مقدر کا
علی آل محمد اور اصحاب پیمبر کا

ارے حافظ تجھے کیا ہے حمایت تیری کامل ہے
حمایت پر تو نازاں ہو وہ حامی ہے تجھ ابتر کا

دیگر

ہوں پریشاں حال مضطر یا شفیع المذنبین | اک نظر رحمت کی مجھ پر یا شفیع المذنبین
رحم میرے حال پر یا رحمۃ للعالمین | یا قسیم حوض کوثر یا شفیع المذنبین

جو جو سائل در دولت سے آتا ہے گیا | پھر نہ آیا بار دیگر یا شفیع المذنبین
دین و دنیا کے مطالب سب جبھی ہو دیں حصول | صدقہ شبیر و شبر یا شفیع المذنبین

ایک مدت سے یہ حافظ ہے ترے در کا گدا
اس کو بھی کر دو تونگر یا شفیع المذنبین

مناقب حضرت مشکل کشا شیر خدا زوج بنت رسول حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا | تجھ سوا کوئی نہیں اب یار یا مشکل کشا
بیڑا عاجز کا پڑا منجدھار یا مشکل کشا | آپڑا ہوں میں ترے دربار یا مشکل کشا

غم کے دریا سے کرو اب پار یا مشکل کشا

یوسف مصری کو تم نے چاہ سے باہر کیا | دیدۂ یعقوب کو ایک دم میں روشن کر دیا
تم نے ابراہیم پر آتش کو گل لا کیا | ہر مصیبت میں سبھوں کے آپ ہیں مشکل کشا

غم کے دریا سے کرو اب پار یا مشکل کشا

وہ نبی ایوب درد و غم میں جب سے مبتلا | حامی ایوب تھے بیشک تمہیں یا مرتضیٰ
اس مصیبت [illegible] کو کر دیا تھا [illegible] دیا | ایک دم میں آپ نے یا حیدر شیر خدا

غم کے دریا سے کرو اب پار یا مشکل کشا

ہو گیا تھا موم لوہا ہاتھ میں داؤد کے | جب مدد پہنچی تمہاری ساتھ میں داؤد کے
بن ترے کب پہنچے کوئی برسر مقصود کے | ہے تمامی خلق زیر سایۂ ممدود کے

غم کے دریا سے کرو اب پار یا مشکل کشا

ان کی ہاتھوں کو اسود کے دیا تم نے بلا | اور نصیری کو احد میں مار کر چھا گیا
حارب حرب احد ہو تم ہی بیشک مرتضیٰ | نوح کی کشتی کے طوفاں میں تمہیں ہو ناخدا

غم کے دریا سے کرو اب پار یا مشکل کشا

تم خطیب منبر احمد رسول اللہ ہو | شاہ مرداں شیر یزداں قوت اللہ ہو
مالک دلدل و سیف [illegible] کے شاہ ہو | کیسا ہی پردل ہو تیرے سامنے روباہ ہو

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

لحمک لحمی تمہیں فرمان ہے مولا علی
تیرے وصفوں میں بھرا قرآن ہے مولا علی
لافتیٰ لا سیف تیری شان ہے مولا علی
سارے موجودات کی بس جان ہے مولا علی

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

حیدرِ کرار ہو تم مہد میں یا مرتضا
واہ واہ جنگ احد میں آپ نے کیا کیا کیا
ایک انگلی ہے تمہاری صفدر خیبر کشا
کیسے کیسوں کے پھرے منہ حبذا صلِّ علےٰ

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

تم نے سلماں کو بچایا دشت ارجن میں شہا
تم ہو بیشک شہسوارِ دلدل اے خیبر کشا
پھر چھڑایا شیر سے اور اُس کو گلدستہ دیا
سیفِ حق ہو آپ کی بے شبہ وہ مشکل کشا

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

ایک سائل نے جو مانگی ایک روٹی آپ سے
دی انگوٹھی دوسرے کو بس رکوع میں ہاتھ سے
دی قطار اونٹوں کی اُس کو اور بچایا سانپ سے
اور بکے راہِ خدا میں بارہا اخلاق سے

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

اے وصیِ مصطفےٰ وے بحر صد جود و سخا
آپڑا در پر ترے جاوے کہاں اب یہ گدا
ہر طرف سے ہو گیا لاچار حافظ بینوا
آسرا اُس کا شہا کوئی نہیں تیرے سوا

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

مناقب حضرت بنتِ احمد مصطفےٰ زوجۂ علی المرتضیٰ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بعد حمدِ پاک ذاتِ کبریا
عرض کرتا ہوں بدرگاہِ بتول
سر برہنہ دست بستہ رو سیاہ
آستانہ تیرا یا بنتِ نبی
اور درود پاک احمدِ مجتبیٰ
قرۃ العین نبی بنتِ رسول
با ادب استادہ با حالِ تباہ
وہ ہے جس پر ناک رگڑیں ہیں سبھی

کیا ملائک کیا ہیں افلاک و زمین
سب مکان ولامکاں وحش و طیور
تم ہو جانِ مصطفےٰ کے نازنیں
نازنیں جسوقت آؤ تم ذرا
نازبردار ہیں تمہارے مصطفےٰ
کیا ہے طاقت جز خدا و مصطفےٰ
ستر ادہ تطہیر حضرت بے گماں
ایک بیاں ادنےٰ ز تطہیر بتول
ایک دن کا ذکر ہے زہراء پاک
تھی تلاوت کرتی وہ بالائے بام
عین مشغولی میں محوِ حق ہوئی
کچھ ذرا فرق اس کو سر پر ہو گیا
چھپ گیا بس آفتاب اُس آن میں
ہو گئے تاریک افلاک و زمیں
جب اندھیرا چھا گیا عالم میں یار
آئے جبریل اور کہا یا مصطفےٰ
فاطمہ مشغول ہیں قرآن میں
چادرِ پاک اُن کے سر پر سے گری
ہو گیا بے نور فوراً آفتاب
سب فرشتے گر پڑے اُلٹے تمام
پھر اُسی دم حضرتِ احمد رسول
دیکھا وہ محوِ جمالِ پاک ہیں
چادرِ حضرت کو سر پر کی درست

عرش و کرسی جن و انساں بالیقیں
ہیں ترے ساجد ہمیشہ با لسرور
ناز اٹھاتا ہے تمہارا رب دیں
سر جھکاتا ہے وہیں ربُّ العلا
تیری خدمت میں ملی مرتضےٰ
جو کرے دعوےٰ تمہارے ناز کا
کیا ہے قدرت جو کرے کوئی بیاں
اس جگہ یاد آیا بیرون از عقول
ذکرِ حق میں با درونِ درد ناک
سقف پر حجرے کے بس اے نیکنام
چادرِ پاک آپ کے سر پر جو تھی
ایک سر موئی مبارک کھل گیا
اور اندھیرا چھا گیا میدان میں
اور ملائک گر پڑے اوندھے وہیں
ہو گئے حضرت محمد بیقرار
دیکھو تو حیران اب ہوتے ہو کیا
بے خبر ہیں آپ سے اس آن میں
کچھ سر موئی مبارک سے کھلی
حکمِ حق سے اُس گھڑی اے ذولباب
حق نے غیرت سے کیا یہ اہتمام
پہنچے حجرہ پر بہ نزدیک بتول
بیخبر از خاک و از افلاک ہیں
ڈھک دئے موی مبارک سُنت سُنت

ہوگیا روشن اُسی دم آفتاب — سارا عالم ہوگیا بس کامیاب
غیرتِ تطہیر بنتِ مصطفےٰ — کسقدر کرتی ہے ذاتِ کبریا
کیا ہے بیاں تاب و تواں مخلوق کی — جو کرے ادراک اُس کا جز نبی
تم ہو بنتِ احمدِ پاکِ رسول — مادرِ شبیر و شبر یا بتول
تم شفیع المذنبین کے لال ہو — نورِ احمد سیتی مالا مال ہو
امتِ احمد کے کشتیبان ہو — بے سر و سامان کا سامان ہو
تم سوا کوئی نہ کھیونہار ہے — ایک نظرِ رحمت سے کھیوا پار ہے
الغیاث اے دستگیرِ امتاں — الغیاث اے سیّد خیر الزماں
آپڑا ہوں در پہ تیرے یا بتول — با دلِ پُر درد با خاطرِ ملول
صدقۂ حضرت محمد مصطفےٰ — وز طفیلِ آں علیِ مرتضےٰ
از طفیلِ ہر دو آں شہزادگاں — مرہمِ ریشِ دلِ دلخستگاں
آں امامِ دوسرا حضرت حسن — واں حسین و آں شہیدِ ذوالمنن
ہر دو گوہرِ خاص دریائے نبی — درۃ التاجِ شہنشاہِ علی
ہم بحقِ آلِ اطہارِ رسول — وز طفیلِ جملہ اولادِ بتول
از طفیلِ خاص اولادِ نبی — فخرِ امت بضعۂ جسمِ علی
جانشینِ مصطفےٰ و مرتضےٰ — غوثِ پاکِ بادشاہِ دوسرا
یعنی محی الدین محبوبِ خدا — نورِ پاکِ آں بتولِ پارسا
صدقۂ آں شیرِ میدانِ خدا — سیدِ عالی نسب شاہِ ہدا
جسم و جانِ مصطفےٰ و مرتضےٰ — روحِ پاکِ بنتِ احمد مجتبےٰ
سرورِ عشاقِ حق سلطانِ دیں — آں علاؤالدینِ صابر مہ جبیں
وز طفیلِ سلسلہ پاک شریف — طالبان و کاملان و ہم لطیف
صالحات و عارفات و قانتات — عرض کر میری قبول اے نورِ ذات
یعنی یا حضرت بتولِ پارسا — نازنینِ مصطفےٰ نورِ خدا

زندہ ہوں تیری غلامی میں رہوں — جب مروں تو بھی غلامی میں مروں
تیرے ادنےٰ ہیں شہنشاہِ جہاں — سب غلاموں میں ہوں کمتر بیگماں

از کمالِ مرحمت لطف و کرم
نامِ حافظ در غلاماں کن رقم

مناقبِ امامین جگر گوشۂ حضرت فاطمہؓ و ابن علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما وارضاہما

السلام اے وارثِ ملکِ نبی — وے امامِ دوسرا ابن العلی
بحرِ جود و ابرِ دریائے کرم — فیض بخشِ عالم و جملہ اُمم
آفتابِ مُلکِ دیں ابنِ رسول — تم جگر گوشہ ہو اولادِ بتول
حامیِ دینِ نبی حضرت حسن — اے امام و مقتدا شاہِ زمن
صورت و سیرت میں دونوں شاہِ دیں — ہم شبیہِ مصطفائی ربِ دیں
سید الشہدا حسین ابنِ علیؓ — ظاہر و باطن خفی و ہم جلی
جامعِ اخلاقِ احمدِ مجتبےٰ — قرۃ العینِ محمد مصطفےٰ
دُرِّ دریائے نبی حسنین پاک — گوہرِ تاجِ علی حسنینِ پاک
دونوں شہزادے امیر ابن الامیر — دونوں فیاضِ غنی و ہم فقیر
دونوں ہیں حامیِ دیں امت نواز — ہے درِ رحمت کا سب عالم پہ باز
کشتیِ امت کے دونوں ناخدا — فضل سے امت کے حامی ہیں سدا
عاشق و معشوقِ رب العالمیں — جنکا چاکر ادنےٰ ہے روح الامیں
جاں نثار و جان بخش و جانِ کل — یادگارِ حضرتِ ختم الرسل
میوۂ بستانِ احمدِ مجتبےٰ — رونقِ باغِ علیِ مرتضےٰ
دونوں پیارے سیدِ مختار کے — لاڈلے ہیں حیدرِ کرّار کے

ہے نجاتِ عاصیاں بس ہاتھ میں
ساری امت ہے تمہارے ساتھ میں

امتِ احمد کے بیشک ہو وکیل
سب گنہگاروں کے ہو تم بس کفیل

جب کہ حامی ایسے ہوں پھر کیا ہی ڈر
امتِ احمد ہے سب سے بے خطر

گو کہ میں بدکار و نافرجام ہوں
ظاہر و باطن میں بس ناکام ہوں

جان و دل سے ہوں تو بندہ آپ کا
زرد رو شرمندہ بندہ آپ کا

کیا عجب ہے یہ سیاہی ہو سپید
آپ کے فضل و کرم سے ہے امید

بندگی میں گرچہ یہ محبوس ہے
نفس کی شامت سے یہ مجبور ہے

فضل پر قادر ہے مولا اور کریم
رحمتِ مولا ہے بندوں پر عمیم

ہو وسیلہ جس کا بس آلِ رسول
کیوں نہ اس کے سب مطالب ہوں حصول

حافظِ مدبر کا بیڑا پار ہو
کیونکہ تم آلِ نبی ستار ہو

مناقب حضرت غوث الثقلین شیخ الجن والانس والملائکۃ شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

عجب ہے شانِ محبوبی یہ کیا ہے سرِّ ربانی
سراپا نورِ یزدانی وجودِ غوثِ صمدانی

مقامِ مقعدِ صدق یہ بخشش عام ہے اس کی
خواص اس کے نہیں معلوم کیا رکھتی ہیں سلطانی

قدم جس جا پہ ہے اس کا بیاں ہیں کچھ نہیں آتا
تمامی اولیا کو درک سے اس کے ہے نادانی

یہ قطبیت و غوثیت جو ہے مشہور عالم ہیں
قسم ہے حق کی لے یارو کرے ہے اسکی دربانی

یہ ایسے رتبہ ہیں عام اس کے دربارِ معلی میں
ہزاروں ہیں غلام اس کے کہ وہ ہیں قطبِ ربانی

بیاں اس کے مراتب کا کرے کوئی بھلا کیسے
سبھوں کے منہ پہ اس جا پر لگی ہے مہرِ نادانی

بتایا جس کو جتنا ہے وہ جانے ہے اسی کو بس
تمامی ماہیت سے بے خبر ہیں انسی و جانی

ملائک طرح گویاں جناب پاک میں اس کی
حضر کرتا ہے روز و شب ہمیشہ اس کی دربانی

قدم ہے اس کا بس سر ولایت اولیاؤں کی
ذرا دیکھو تو عبرت سے یہ ادنیٰ رفعتِ شانی

مرحمت جو ہوا مجھ کو جنابِ پاک سے اس کی
بیاں اس کا نہیں ہو سکتا ہے وہ سرِ پنہانی

مگر اک رمز اس میں سے بنوکِ خامہ لاتا ہوں
اگر توفیق ہو تجھ میں یہ سن باصدقِ ایمانی

مریدوں کا ہے ضامن یہ ادنیٰ طاقت اس کی ہے
کسی کی ہے مجال ایسی کرے جو ایسی جولانی

یہ کیا نکتہ ہے سن اے طالبِ مولا کہوں تجھ سے
بصدقِ جان سن اس کو اگر ہے نورِ ایمانی

بروں حد و حصر سے ہیں جو درجہ ذاتِ مطلق کے
شمار اس کے کرے کوئی نہ ہے یہ حدِّ امکانی

ہے درجہ پاک و برتر سب سے وہ عاشق محمد کا
ہیں محبوب اس کے احمد وہ رسولِ پاک یزدانی

وہ ہی درجہ ہے جو وہ ناز بردارِ محمد ہے
کریں ہیں ناز محبوبی رسولِ انسی و جانی

وہ ہی درجہ ہے عاشق اس جنابِ پاک پر دائم
اسی درجہ کے ہیں محبوب محی الدین جیلانی

ہزاروں ناز اس کے ہیں اسی ذاتِ خدا اوپر
یہ جو مشہور ہیں رتبہ ہیں ادنیٰ رفعتِ شانی

یہ نکتہ ہے بہت باریک اب تم غور کر دیکھو
ہیں دونوں درجہ کے محبوب حضرت غوثِ صمدانی

خدا و مصطفا دونوں ہے عاشق اس کے اول کر
کریں ہیں ناز دونوں پر عجب محبوبِ سبحانی

وہ محبوبِ خدا و مصطفا ہے رب و بیشک ہے
یہی موجب ہے جو کیا ہے وہ سرِ شو یہ سلطانی

تمامی سلسلوں پر ہے جو غالب سلسلہ اس کا
قدم گردن پہ ہے سب کی وہ ہی محبوبِ جانانی

نبوت اور ذاتِ حق اٹھا دے جسکا ناز ای دل
ازل سے تا ابد کس کو ملی یہ رفعتِ شانی

جو اسرارِ خدائی ہیں یہاں پر مندرج ہرگز
نہیں کرتا قلم اس کے بیان میں کچھ بھی جولانی

یہ جو لکھتا ہوں تصدیق اس کی ہے موقوف عرفاں پر
اگر عرفان کچھ بخشیں جنابِ غوثِ صمدانی

کہاں تک ہو دیں ہم نازاں نصیبِ نیک پر اپنے
کئی مکشوف جو ہم پر ہزاروں سرِ پنہانی

یہ ہے رحمت اس کی بے علت نہ موقوفِ لیاقت ہے
وہ اکرم ہے وہ ارحم ہے بلا حجت ہی ترحمانی

غلامِ خاص قادر ہوں شہنشاہِ جہاں ہوں میں
ہے مجھ کو ناز مولا پر کروں ہوں سب پہ سلطانی

قسم ہے قادرِ احمد کی ایسی مرحمت و شفقت
نہیں سیندل کی ہرگز کسی پر اس نے پنہانی

عبارت اور اشارت دونوں عاجز ہیں یہاں یارو
بیاں میں کچھ نہیں آتا یہ ہے اسرارِ وجدانی

یہ جو لکھتا ہوں شکرِ قادری کرتا ہوں میں دل سے
اُسی کی شان ہے ایسی کہ ایک مفلس گدا اوپر
میں شکریہ بیاں کرتا ہوں لطفِ قطبِ ربانی
لٹایا ایک نظر میں اپنی ایسا گنجِ عرفانی

میں قول اپنے میں صادق ہوں ادب میں اُسکو کہتا ہوں
یہی وردِ زباں رکھتا ہوں میں یا غوثِ صمدانی

جدھر میں دیکھوں وہاں ہے قادر جہاں کو جاؤں وہاں ہے قادر
یہ ارض و افلاک و عرش و کرسی جدھر کو دیکھوں اُدھر ہے قادر
یہ یمین و یسر و نشیب و بالا ÷ یہ تحت و فوق و ملاءِ اعلیٰ
جہاں پہ دیکھوں ہے نورِ والا جدھر کو دیکھوں اُدھر ہے قادر
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اِدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
یہ ادنیٰ رتبہ ہے غوثِ حق کا ثریٰ سے لے کر کے تا ثریا
خدائی بھر میں جو ہیں یہ اشیا ÷ وہ ہیں مسخر بحکمِ والا
چہ ماہ و خورشید و نجم و اختر چہ حور و جنت و حوضِ کوثر
چہ خشک و تر ہیں کہ بحر یا بر وہ حکمِ قادر رواں ہے سب پر
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اِدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
عزیز و سوچو ذرا تو دل میں ÷ تمامی ادیان اور ملل میں
کہاں یہ طاقت ہے آب و گل میں کہ ہووے سب خلق اُسی کی ظل میں
مگر ہے غوثِ خدا کی طاقت ÷ خدا ہی کرتا ہے یہ صداقت
یہ کیا ہے شوکت یہ کیا ہے رفعت + مجاز ہووے و یا حقیقت
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اِدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
دماغ ذاتی میں جب کہ پہنچا + تو غلبہ رحمت سے یوں پکارا
کہ جو کہ ہووے مرید میرا + کرے جو چاہے اُسے ہے ڈر کیا
جہاں میں مقبول جو ہے میرا + وہی ہے مقبول کبریا کا
بہ دین و دنیا وہ بے خطر ہے + نہ اُس کو غم ہے نہ ڈر کسی کا

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اِدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
دماغ کیا ہے کسی کا ایسا ۔ وہ رتبہ کیا ہے کسی ولی کا
جو منہ سے بولے وہ کلمہ ایسا کہ ہووے ضامن وہ عاصیوں کا
جو محی دیں ہے وہ غوث حق کا ۔ دماغ ذاتی سے جب کہ گذرا
کمال رحمت سے یہ پکارا + مرے مریدوں کو خوف سے کیا
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اِدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
جناب احمد رسول برحق شفیع ہیں دُنیا و آخرت میں
تمامی اُمت کے اپنے ضامن یہی ہے ورثہ وہ غوث حق میں
ہے ورثہ کامل اُسے نبی کا وہ جانشیں ہے نبی علی کا
قدم ہے اُس کا بقدمِ احمد ہے نورِ حسنین و مصطفیٰ کا
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اِدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
تمام نبیوں کو فخر جو ہے بذاتِ پاکِ نبیِ احمد
گروہ ولیوں کو فخر ویسا بخاکِ اقدام غوثِ سرمد
نہ ہووے کیونکر کہ ہے وہ وارث تمام نعمائے احمدی کا
وجودِ حق ہے ظہورِ احمد وہ غوث نورِ محمدی کا
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اِدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
رسولِ ثقلین مصطفیٰ ہے + ظہور وہ خاص کبریا ہے
یہ غوثِ ثقلین محی دیں ہے ۔ مثال اُس کی نہیں ہوا ہے
جو نورِ پاکِ محمدی ہے + وجودِ پاکِ محی الدیں ہے
ہمیں تو واللہ یہی یقیں ہے + وہ غوثِ افلاک اور زمیں ہے
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اِدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
مقام اُس کا فہم سے برتر نہ عرش و کرسی ہے اُس سے باہر
وصول ولیوں کا وہاں ہے ابتر جہاں پہ پہنچے قدم انور

کہاں ہے طاقت کسی ملک میں کہاں ہے امکاں کسی فلک میں
جو گردِ نعلین محی الدیں کو بجائے سُرمہ رکھے پلک میں
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر اُدھر بھی قادر

بھلا کسی کو ملا یہ رتبہ کہ مثل جبریل امیں فرشتہ
وہ ہووے منظور اک نظر کا بجان ساجد ہو اُس کے دَر کا
خضر سا یا رو نبی مقبل کرے وہ خدمت بجان اور دِل
مطیع احکام غوثِ حق کا جو روز و شب ہووے اُس میں شاغل
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر اُدھر بھی قادر

جو پاکبازاں رہِ خدا ہیں وہ تحتِ اقدام محی الدیں ہیں
تمامی افراد اور کمل فدائے اقدام محی الدیں ہیں
سبھی یہ ساجد ہیں اُس کے در کے سبھی ہیں ممنون اک نظر کے
یہ ذلہ بر ہیں اُسی کے گھر کے وہ مست از جام محی الدیں ہیں
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر اُدھر بھی قادر

بتاؤ ایسا کوئی ولی ہے کہ ہووے غالب طریقہ اُس کا
تمامی اطوار اور سلاسل پہ حکم جاری ہو اُس ولی کا
ہے خاص رتبہ محی الدیں کا کہ ہے وہ محبوب خاص حق کا
وہ غوث ثقلین نورِ حق ہے کہ مقتدا ہے وہ نہ طبق کا
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر اُدھر بھی قادر

نہیں ہے رتبہ کسی ولی کا کہ ہووے ہمسر محی الدین کا
جسے ہے قربِ خدا کا حاصل وہ کفش بردار ہے مہ جبیں کا
تمام سر جملہ اولیا کے وہ زیر اقدام محی الدیں ہیں
خدا اُٹھاتا ہے ناز ہر دم جو غوث برحق محی الدین کا
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر اُدھر بھی قادر

خدا نے اُس کو یہ دی ہے طاقت کمال اقبال جاہ و رفعت
جہاں میں کیسا ہی ہووے کامل ہزار رکھتا ہو جاہ و رفعت
اگر وہ موردِ عتاب ہووے خدا کے محبوب نازنیں کا
مٹا دیں نام اُس کا دوستوں سے وہ ہووے لائق سزائے لعنت
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر اُدھر بھی قادر

جو ہووے مقبول شاہِ جیلاں تمام عالم کا ہو وہ سلطاں
یہی ہے مذہب یہی ہے ملت یہی ہے ایماں یہی ہے ایقاں
غلامِ درگاہ قادری ہوں ہزار منت خدائے یزداں
جو دل سے حافظ کے ہے یہ جاری قسم بذاتِ خدائی سبحاں
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر اُدھر بھی قادر

جنابِ غوثِ ولی برحق کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
مجال کیا ہے کسی بشر کی جو پہنچے رتبہ کو آپ کے وہ
جہاں میں جتنے قطب ہیں یا غوث وہ ہوویں محبوب یا کہ عاشق
کسی کو دنیا دیا کہ دیں ہیں نصیب ہووے اگر ذرا بھی
تمام خاصان حق کے جو ہیں مقام و معراج انکی ہو ویں
یہی وجہ ہے قدم ہے اُسکا تمام گردن پہ اولیا کی
خدائی بھر کی جو نعمتیں ہیں وہ سب ہیں قبضہ میں غوث حق کے
گروہ نبیوں میں جیسے حضرت جنابِ احمد رسولِ ثقلین
جہاں میں کیسا ہی ہووے کافر دیا کہ مدبر ہو یا کہ خاسر
یہی عقیدہ ہی ہے مذہب یہی ہے ایمان یہی ہے مشرب
ذرا تو دیکھو یہ کیا تصرف ہے غوثِ اعظم محی الدیں کا
یہاں ہیں مشہور غوثِ اعظم ملاء اعلیٰ میں باز اشہب
بھکاری قادر کے آستاں کے وہ بادشہ ہیں گو دو جہاں کے

یہی ہے ہر دم ندای مطلق کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
سبھی بھکاری ہیں غوثِ اعظم کریم اکرم ہیں دے رکھے ہیں
وہ سب گدا ہیں محی الدیں کے کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
عطائی درگاہ قادری ہے کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
بزیر پائی محی الدیں ہیں کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
مقام اُنکا ہے سب سے برتر کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
جسے وہ چاہیں اُسے وہ دیویں کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
گروہ ولیوں میں محی الدیں ہیں کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
جو چاہیں پل میں بنا دیں کامل کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
عطائی حق ہے عطائی قادر کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
بحاک سفلی علائی علوی کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
یہ کیا ہے سفلی وہ کیا ہے علوی کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں
انہیں تو ہر دم جناب قادر کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں

بہ عرشِ اعظم ہیں نداء فرشتوں کی بھی یہی صدا ہے
کہ غوث اعظم محی الدین ہی کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں

غلام قادر کا ہے تو حافظ تجھے کسی کا بھلا ہے کیا ڈر
ہیں تیرے والی جناب قادر کریم اکرم ہیں دے رہے ہیں

سلطان جاں شاہِ شہاں یاغوث الاعظم دستگیر
تو خاص محبوب خدا ہے ذات حق تجھپر فدا
اے حاکمِ حکم ازل دے مالک ملکِ ابد
پس قادرِ مطلق ہے تو فرماندہ برحق ہے تو
تقدیر تیرے روبرو ہے دست بستہ مو بمو
اے وارثِ ملک نبی وی قرۃ العینِ علی
امت میں جتنے پیر ہیں سارے ترے نخچیر ہیں
حور و ملک جن و بشر بندہ ہیں تیرے سربسر
تقدیر حق ہے منتظر تیرے رضا و حکم پر
تیرے برابر کون ہے سب سرنگوں ہیں جون ہر
سب تیرے فضلہ خور ہیں اور تو ہے مہمانِ خدا
کوئی صاحبِ عرفان ہو کیسا ہی عالی شان ہو
رزاق سب جاندار کا خلاق ہست ہشیار کا
ساجد ہیں تیرے انس و جان ہمدہ ہیں تیرے بیکماں
بیشک تو ہے نور نبی سب وصف ہیں تیرے غبی
رفعت تری ہے اسقدر حیران ہیں سارے بشر
حلال ہر مشکل ہے تو دلدار ہر بیدل ہے تو
ہے خلق میں مثل نبی مشکل کشا ہی جوں علی
امت کے عاصی متقی بس تجھپہ نازاں ہیں سبھی
ہے فضل تیرا بے سبب اور تیری رحمت بے تعب

فریاد رس ہر انس و جاں یاغوث الاعظم دستگیر
بل عین ذاتِ کبریا یاغوث الاعظم دستگیر
فرماں ترا حکمِ قضا یاغوث الاعظم دستگیر
ہر جا پہ ہے فرماں ترا یاغوث الاعظم دستگیر
جو چاہے سو کرتا ہی تو یاغوث الاعظم دستگیر
نورِ شہیدِ کربلا یاغوث الاعظم دستگیر
ہیں سب کے سب تجھپر فدا یاغوث الاعظم دستگیر
ڈھونڈیں ہیں سب تیری ضیا یاغوث الاعظم دستگیر
تو سب سے برتر ہے خدا یاغوث الاعظم دستگیر
ہے کیا مجالِ اولیا یاغوث الاعظم دستگیر
مختارِ خوانِ مصطفےٰ یاغوث الاعظم دستگیر
محتاج تیرا ہے سدا یاغوث الاعظم دستگیر
واللہ تو ہی ہے برملا یاغوث الاعظم دستگیر
شمس و قمر ارض و سما یاغوث الاعظم دستگیر
پہنچے کوئی امکان کیا یاغوث الاعظم دستگیر
صلِ علی صلِ علی یاغوث الاعظم دستگیر
اے مرحبا صد مرحبا یاغوث الاعظم دستگیر
جانِ شہیدِ کربلا یاغوث الاعظم دستگیر
ضامن ہی تو پیشِ خدا یاغوث الاعظم دستگیر
بس علم ہے انعام ترا یاغوث الاعظم دستگیر

دریائے رحمت کا ترے جب جوش میں آ دے یہاں
کیسا شقی اور کیا سعید کرب ہے فضل سے یہ بعید
جیسا کہ حافظ ہے گدا مفلس فقیر اور بینوا
ساری عمر غافل رہا اور حق سے بس عاطل رہا
کشتی نکالی آن میں جو غرق تھی طوفان میں
رہزن کو کردے رہنما شیطان کو آدم بر ملا
جز تیرے کس کی شان ہے ستار تو ہر آن ہے
کس منہ سے تیرا شکر ہو کیا خاک یہاں پہ فکر ہو
کیا شکر تیرا میں کروں بس نیست اور نابود ہوں
میں ہوں فنا باقی ہے تو اور فضل کا ساقی ہے تو
مجھ کو بھروسا ہے سدا محروم کب جائے گدا

پھر کس کا ہی اچھا برا یاغوث الاعظم دستگیر
ایک پل میں ہو بدر الدجیٰ یاغوث الاعظم دستگیر
ساری خدائی میں نہ تھا یاغوث الاعظم دستگیر
جب آپڑا در پر گدا یاغوث الاعظم دستگیر
کیا کچھ کیا فضل و عطا یاغوث الاعظم دستگیر
یہ شان ہی کس کی بھلا یاغوث الاعظم دستگیر
بخشندہ جرم و خطا یاغوث الاعظم دستگیر
تیری ہو کیا وصف و ثنا یاغوث الاعظم دستگیر
میں کچھ نہیں تو ہی سدا یاغوث الاعظم دستگیر
تو محی دیں مصطفا یاغوث الاعظم دستگیر
در سے ترے یا مجتبےٰ یاغوث الاعظم دستگیر

کرتا ہے اب یہ التجا حافظ بھکاری بے نوا
دائم رہے تیرا گدا یاغوث الاعظم دستگیر

یا محی الدین محبوبِ خدا
فخر دار داز تو احمد مجتبےٰ
ہر زماں رکھتا ہوں ہر وردِ زباں
جب کسی کو کوئی مشکل پیش ہو
گر غنی ہو یا کوئی درویش ہو
ہر زماں رکھتا ہے وہ ورد زباں
تیرا وہ دربار عالی جاہ ہے
حل مشکل کی وہ سید ہی راہ ہی
ہر زماں رکھتے ہیں سب ورد زباں
تو ہے محبوب اُس خدائے پاک کا

حامی دیں سید خیر الورا
مرحبا صد مرحبا صلِ علےٰ
الاماں یا شاہِ جیلاں الاماں
اور رنج و غم سے وہ دل ریش ہو
ہووے بیگانہ یا کوئی خویش ہو
الاماں یا شاہِ جیلاں الاماں
جسکا ساجد ہر گدا و شاہ ہے
شہرت اب ماہی سے لے تا ماہ ہی
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
تو ہے پیارا سید لولاک کا

تیرا عرفاں کیا ہے رتبہ خاک کا
ہر زماں رکھتے ہیں سب وردِ زباں
بے شبہ بندوں کے ضامن آپ ہیں
نورِ حق کے گنج و مخزن آپ ہیں
ہر زماں رکھتے ہیں سب وردِ زباں
تم نے صد بار ہزنوں کو برملا
تم ہو بیشک محی دیں غوثِ خُدا
ہر زماں رکھتے ہیں سب وردِ زباں
فضل تیرا جسکا ہووے دستگیر
جو کہ ہووے بندۂ پیران پیر
ہر زماں رکھتے ہیں سب وردِ زباں
حکم تیرا بے شبہ حکمِ قضا
جو کرو تم وہ ہی کرتا ہے خُدا
ہر زماں رکھتے ہیں سب وردِ زباں
تم ہو وارثِ ملکِ احمد مجتبےٰ
قرۃ العینِ شہیدِ کربلا
ہر زماں رکھتے ہیں سب وردِ زباں
کشتیِ امت کے کشتیبان ہو
جس کی کشتی غرق در طوفان ہو
ہر زماں رکھتے ہیں سب وردِ زباں
یا محی الدیں مرے پیران پیر
جو کہ ہووے پنجۂ غم میں اسیر
ہر زماں رکھتے ہیں سب وردِ زباں

ہے سہارا سینۂ غمناک کا
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
سب کے حامی اور معاون آپ ہیں
مشکلوں میں سب کے مامن آپ ہیں
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
ایک دم میں رہنما ایسا کیا
فضل تیرا سب پہ ہے بے انتہا
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
ایک دم کے دم میں ہو بدرِ منیر
دو جہاں کا ہووے وہ شاہ و امیر
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
کچھ خلاف اس میں نہیں ہرگز ذرا
آپ کے تابع ہیں سب ارض و سما
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
جانشیں برحق علیِ مرتضےٰ
بضعۂ جسمِ بتولِ پارسا
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
امتِ احمد کے بیشک جان ہو
پس حمایت سے تری امان ہو
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
امتِ احمد کے تم ہو دستگیر
تم ہو حامی بیکسوں کے بینظیر
الاماں یا شاہِ جیلاں الاماں

گرچہ میں بدکار و نا فرجام ہوں
اپنے اعمالوں سے میں بدنام ہوں
ہر زماں رکھتا ہوں یہ وردِ زباں
ہیں ترے بندے حسیں اور مہ جبیں
اُنکا میں ادنے ہوں ہر دم خوشہ چیں
ہر زماں رکھتا ہوں یہ وردِ زباں
جا پڑی کشتی مری گرداب میں
ہوں ذلیل اور خوار سب احباب میں
ہر زماں رکھتا ہوں یہ وردِ زباں
از برائے آلِ پاک مصطفےٰ
صدقۂ شبیر و شبر بے ریا
ہر زماں رکھتا ہوں یہ وردِ زباں
پار ہو بیڑا مرا طوفان سے
اب نجات ہووے مجھے شیطان سے
ہر زماں رکھتا ہوں یہ وردِ زباں
آ پڑا در پر ترے خوار و تباہ
اب کرینگے آپ ہی اس کا نباہ
ہر زماں رکھتا ہوں یہ وردِ زباں
اپنے بندہ کی تمھیں ہی لاج ہی
دو جہاں میں تیرا ہی بس راج ہی
ہر زماں رکھتا ہوں یہ وردِ زباں
لو خبر حافظ کی یا غوثِ زماں
سب حوادث سے اُسے ہووے اماں

اور میں بد روز و بد ایام ہوں
پر ترے بندوں میں بس ناکام ہوں
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
مثلِ یوسف ہیں تمامی نازنیں
رات دن ہوں مبتلائے درد میں
الاماں یا شاہِ جیلاں الاماں
مبتلا ہوں رات دن غرقاب میں
کمترک ہوں اور ضعیف ارباب میں
الاماں یا شاہِ جیلاں الاماں
از طفیلِ حضرتِ آلِ عبا
لے بچا کشتی مری بہرِ خُدا
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
ہو منور دل مرا ایمان سے
پورا بندہ ہوں میں دل اور جان سے
الاماں یا شاہِ جیلاں الاماں
حافظِ مسکیں ذلیل و روسیاہ
غیر تیرے کون ہے اس کی پناہ
الاماں یا شاہِ جیلاں الاماں
تیرا بندہ تیرا ہی محتاج ہے
یہ ازل سے ہے نہیں کچھ آج سے
الاماں یا شاہِ جیلاں الاماں
قطبِ ربانی شہنشاہِ جہاں
از طفیلِ سیدِ خیر الزماں

ہر زماں رکھتے ہیں سب وردِ زباں
الاماں یا شاہِ جیلاں الاماں

مناقبِ حضرت سرورِ عاشقین محبوبِ ربُ العالمین امام العالمین مخدوم الثقلین حضرت خواجہ سیّد مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ وارضاہ

عجب بختِ ہمایوں بندگانِ خاص صابر کا
خم و خمخانہ و ساقی مئی و جام و سبو مینا
نہیں دیکھا خدائی بھر میں یہ نقشہ نہ یہ جلوہ
یہ فیضانِ الٰہی ہے دیا صحرائی صابر ہے
نمایاں حُسنِ احمد ہے ہر ایک برگ و شجر سے یہاں
تصرّف اس کو کہتے ہیں کوئی بینا ہو یا اعمیٰ
جو بوسہ دیوے صدقِ دل سے خاکِ پاک صابر کو
قبولیت ہے ہر جا نیکبختوں اور سعیدوں کی
بجز درگاہِ صابر سچ بتاؤ کون ہے ایسا
نہیں محروم جاتا کوئی اُس درگاہ والا سے
یہ ادنےٰ رحمت اُس کی ہر گدا کو سلطنت بخشے
سبھی ہیں اُس کے متوالے نہیں خالی کوئی اُس سے
ہیں جس درجہ کے محبوب اُس کے جدِّ امجد قادر
رسول اللہ و قادر ناز بردار اس کے ہیں ہر دم
اگرچہ منصبِ عاشق برای حکمت اُس کو ہے
تصرّف اُس کا جاری ہے تمامی اولیاؤں پر
تصرّف اُس کا بھی ویسا ازل سے تا ابد تک ہر

نہیں تھمتا ہے ایک لحظہ دمادم دورِ ساغر کا
جسے دیکھو وہی ہے مست و بیخود جامِ صابر کا
مئی وحدت سے پُر ہے ذرّہ ذرّہ خاکِ کلیر کا
کہ ہر یک خار و گل میں ہے نمانے جلوہ قادر کا
ذرا دیکھو تو کیا ہے منہ مقابل ماہ و اختر کا
ہو ظاہر سب پہ رُتبہ تقدّ آلِ پیمبر کا
وہیں ہووے نمایاں نورِ دل شبیر و شبّر کا
کوئی ہے دستگیر ایسا کہ پکڑے ہاتھ ابتر کا
کہ حامی ہووے ہر مشکل میں درویش اور تونگر کا
وجودِ رحمۃ للعالمیں ہے نامِ صابر کا
لہٰذا اُس کے در پر ہوتا ہے مفلس تونگر کا
ہمیشہ اُس کی مجلس میں رواں ہے دورِ ساغر کا
وہ عاشق ہے اسی درجہ کا پیارا ربِّ اکبر کا
وہ درجہ ذات بھی یارو اُٹھاوے نازِ صابر کا
مگر محبوب و دلبر ہے جگر گوشہ پیمبر کا
ہے غلبہ سب کے اوپر بر ملا اُس ذاتِ قادر کا
وہ آں غلبہ ہے سب پر سیف علاؤالدین صابر کا

نرالا طور ہے اس کا عجب رندی و مستی ہے
نہ گنجایش کسی کی نیک و بد اور مصلحت کی ہی
محال و ممکن اور تقدیر اک دربان ہیں اُس کے
جمالی اور جلالی شان محکومِ ولایت ہیں
یہ کیا رحمت ہے کیا قدرت کہ مجھ سا بینوا مفلس
خدائی بھر میں تھا کوئی جو ہووے حامی ایسے کا
جو پکڑا ہاتھ تو ایسا لُٹایا گنجِ عمرِ فانی
غلامِ کمترک کو سلطنت کونین دی دم میں
نہیں ڈر مجھ کو منکر سے کرے انکار اگر کوئی
نہیں طاقت ذرا مجھ میں لکھوں نہیں کچھ بھی حال اپنا

پتا ہرگز نہیں لگتا نہ کچھ پا کا نہ کچھ سر کا
عجب اک طور ہے حالی ہمارے شاہِ اکبر کا
وہ ہے مختار فی الجملہ خدائے پاک کے گھر کا
ہمیشہ حکم جاری ہے رواں اُس ذاتِ سرور کا
بدورِ جامِ صابر ہو گذر بس ایسے ابتر کا
نہ پکڑے ہاتھ کوئی بھی ذلیل و خوار و کمتر کا
بیاں کس منہ سے ہو احسان ذاتِ پاک صابر کا
یہ ادنےٰ بے نیازی ہے خاص اُس ذاتِ اطہر کا
دل و جاں سے میں بندہ ہوں جنابِ پاک صابر کا
مگر لاچار ہوں اس میں کہ یہ ہے حکم قادر کا

اگر صادق ہوں یا کاذب مگر ہوں حافظِ سکیں
غلامِ خاص ہوں یارو علاؤالدین صابر کا

عجب ہے قدرتِ خدا کی یارو کریم دے ہے بھکاری لے ہے
بہ کوئے صابر چلو سِدھارو کریم دے ہے بھکاری لے ہے
چلو ری سکھیو یہی پکارو کریم دے ہے بھکاری لے ہے
سب اپنی پلکوں سے خاک جھاڑو کریم دے ہے بھکاری لے ہے
بہ کوئے صابر یہی ندا ہے کہ مانگو ہم سے جو کوئی گدا ہے
سبھی کی حاجت یہاں روا ہے کریم دے ہے بھکاری لے ہے
عجب یہ خمخانہ صابری ہے شرابِ وحدت یہاں بھری ہے
یہ دورِ ساقی جو چل رہا ہے کریم دے ہے بھکاری لے ہے
بعرش و کرسی یہی صدا ہے بہ ارض و افلاک غل مچا ہے
یہ در ہے صابر درِ خدا ہے کریم دے ہے بھکاری لے ہے
نشیبِ تحت الثریٰ سے لے کر فرازِ کرسیِ لامکاں تک

فرشتوں کی بھی یہی صدا ہے + کریم دے سے بھکاری سب ہے
اگرچہ سلطان یا گدا ہے وہ در پہ صابر کے بینوا ہے
یہ رنگ صابر عجب رچا ہے + کریم دے سے بھکاری سب ہے
جہاں میں ہم نے بہت پرکھا پر ایسا نقشہ کہیں نہ دیکھا
کہ فیض و بخشش کا ہو وے لیکھا کریم دے سے بھکاری سب ہے
بروضہ صابر کے میں جو پہنچا وہاں پہ جا کر کے کیا میں دیکھا
کہ بے توقف دبے تکلف کریم دے سے بھکاری سب ہے
کہا میں دل میں الٰہی کیا ہے یہ درِ صابر درِ خدا ہے
سُنا تو وہاں بھی یہی صدا ہے کریم دے سے بھکاری سب ہے
خدائی بھر کی جو نعمتیں ہیں جو دین و دُنیا کی دولتیں ہیں
گدائے صابر وہ لوٹتے ہیں کریم دے سے بھکاری سب ہے
ہزاروں درویش اور تونگر زبارگاہِ کریم صابر
لئے وہ جاتے ہیں گود بھر بھر کریم دے سے بھکاری سب ہے
بھکاری درگاہِ صابری کے نہ سر جھکا دیں کسی کے آگے
مگر نثارِ طوافِ صابر کریم دے سے بھکاری سب ہے
گدائے درگاہ صابری کے غنی ہیں دُنیا و آخرت میں
انہیں تو کافی یہی ہے دولت کریم دے سے بھکاری سب ہے

ہیں تیرے جائی کریم صابر فقیر حافظ غریب مضطر
بھلا تو کہہ تو تجھے سے کیا ذر کریم دے سے بھکاری سب ہے

ادا کس طور ہو وے مجھ سے شکر اُس رب اکبر کا
خیال اب کچھ نہیں ہے مجھ کو جنت حوض و کوثر کا

عطا مجھ کو کیا حقؔ غلامی خاص صابر کا
مگر نقشہ ہے میرے دل میں ہر دم روضہ صابر کا

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

برب کعبہ سچ کہتا ہوں سُنو مجھ سے تم یارو
اگر طالب ہو مولا کے دیا عاشق ہو دیندارو

بگوشِ دل بصدقِ جاں سنو اور دیکھ لو پیارو
نہ دیکھو گے کہیں ایسا کوئی کیسا ہی سرہارو

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

جنوبی اور شمالی شرقی غربی سیر کر دیکھو
یہ بحر عشق ہے اس کو ذرا تم پیر کر دیکھو

لگا تحت الثریٰ سے لامکاں تک سیر کر دیکھو
بہ فوق و تحت و راس و چپ سبھی تم سیر کر دیکھو

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

محی الدین قادر صورتِ محبوبِ احمدؐ ہے
یہ دونوں صورتیں جگ میں ظہورِ عشقِ سرمد ہے

علاؤ الدین صابر صورت عشقِ محمدؐ ہے
طفیلی ان کے سارے ہیں یہ رتبہ خاص بیحد ہے

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

ازل سے لے ابد تک ہے ظہورِ احمدِ صابر
تجلی ذاتِ حق تاباں بہ طورِ احمد صابر

تمامی خلق روشن ہے ز نورِ احمدِ صابر
ہیں ذرّہ بر سبھی یہاں از سرورِ احمد صابر

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

کوئی ناداں اگر سمجھے یہ خاصہ ذاتِ حق کا ہے
وجودِ پاک اُس کا بس نمونہ ذات حق کا ہے

کہو اس سے کہ صابر بھی خلاصہ ذات حق کا ہے
یہی باعث ہے وہ جو یہاں نمونہ ذات حق کا ہے

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

کوئی کیسا ہی عارف ہو و یا درجہ میں کامل ہو
نہیں ممکن ہو ہمسر یا وصول اس کی میں شامل ہو

صفات و ذات سے گذرا ہو یا حق سے وہ واصل ہو
حقیقت گر کہوں واللہ ابھی ایک خلق بے دل ہو

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

کوئی منکر ہو گر اُس کا کہو اُس سے کہ سر مارے
ہے عرفاں اس کا تو موقوف عشقِ ذات پر پیارے
جہاں میں ہیں بہت ایسے خدا کے دیس چمکا کر
اگر عاشق نہیں ایسا وہ اور دوزخ کا انگارے

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حُسن صابر کا
تصرُّف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

میں ہوں رسوا و سودائی غلامِ احمدِ صابر
نہ عاقل ہوں نہ کامل ہوں مگر ہوں حافظِ ابتر
یہی رکھتا ہوں زیبائی غلامِ احمدِ صابر
بھکاری اُس کے در کا ہوں غلامِ احمدِ صابر

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرُّف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

ایضاً فی مدحہ

یہاں عقل چکر کھاتی ہے خاصانِ خدا کی
کچھ شکل نظر آتی نہیں نورِ خُدا کی
حیران خرد دنگ ہے سارے عُرفا کی
کیا مدح کرے کوئی شہِ جلّ و علا کی

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

کیسا ہی کوئی دولتِ عرفان کو پا دے
ہے فرش سے تا عرش بہت شور مچا دے
اور لاکھوں مقام عرش سے طے کر کے دکھا دے
امکان ہے کیا رتبہ صابر کو وہ پا دے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدومِ خُدا کی

حیران ہیں ادراک سے سب عارف و واصل
کیسے ہی ولی ایسے ہی ہوں قابل و کامل
ہیں سوختہ پر آتشِ سوزان سے عاقل
ہیں درک سے اس مرتبہ میں ناقص و جاہل

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدومِ خُدا کی

کیا ڈھنگ ہے کیا رنگ ہے کیا شان ہے واللہ
کیا بے سر و سامانوں کا سامان ہے واللہ
کیا حُسن ہے کیا مان ہے کیا آن ہے واللہ
سلطان ہے بُرہان ہے سبحان ہے واللہ

۱

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدومِ خدا کی

ہر بے سر و سامان کا سامان وہی ہے
سب انجم و افلاک کا سلطان وہی ہے
ہر عاشق جانباز کا جانان وہی ہے
عشاقِ خداوند کا ایمان وہی ہے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدومِ خُدا کی

وہ گوہرِ دریائے علی نورِ نبی ہے
اور ہیبت و شوکت میں سبھی شان ولی ہے
محبوبِ خدا سبطِ رسولِ عربی ہے
سب فہم خلائق کی مگر یہاں پہ غبی ہے

کچھ دھج ہی نرالی شہِ جلّ و عُلا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

ہے فاطمہ زہرا کا عجب لاڈلا پیارا
ہے جان محمد کی وہ سلطان ہمارا
حسنین کا کیا خوب ہے وہ راج دولارا
سب اس کے ہیں محتاج وہ ہے سب کا سہارا

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

وہ شیر غضنفر ہے جو میدانِ خُدا میں
لا مثل و لا ثانی ہے وہ جود و سخا میں
پوتا اسد اللہ کا یکتا ہے صفا میں
اخلاق محمد سے ہے پُر لطف و وفا میں

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمدِ مخدومِ خُدا کی

خمخانہ وحدت کا وہی پیرِ مغاں ہے
گلزارِ محمّد کا مگر سرو چماں ہے
فیضانِ الٰہی کا وہ دریائے رواں ہے
عمانِ نبوت ہے وہ سلطان جہاں ہے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمدِ مخدومِ خُدا کی

میخانہ وہ ہم جام و سبو مست ہیں اُس کے
مستانِ مے عشق کے سب لپٹ ہیں اُس کے

عشاق ہزاروں ہیں زبردست ہیں اس کے　　بس ابرِ کرم بحرِ سخا دست ہیں اُس کے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

دیلئے کرم اس کا اگر جوش میں آوے　　صد کافر و فاسق کو وہ مقبول بنا دے
جس وقت گلابی کو اٹھا منہ سے لگا دے　　ہر واعظ و ملا کو خدائی نظر آوے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

رندانِ خرابات جو مستانہ ہیں اُس کے　　چھلک چھلک کے وہ مے تیز میں جو دیوانہ ہیں اُس کے
بے حد و حصر بادہ و پیمانہ ہیں اُس کے　　شطارِ زماں ساکنِ میخانہ ہیں اُس کے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

کیا تیز مئے صابری شیشوں میں بھری ہے　　ایک قطرہ ملے جس کو دو عالم سے بری ہے
ہو سب سے خبردار محض بے خبری ہے　　نہ محو نہ کچھ صحو عجب شیشہ گری ہے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

جو بادۂ صابر سے ہیں سرشار شب و روز　　وہ رند خدائی کے ہیں عیار شب و روز
دروازۂ صابر کے پرستار شب و روز　　آزاد جہاں مست نہ ہشیار شب و روز

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

ہیں ساجد محراب خم ابروئے صابر　　دن رات ہیں طوافِ قد دلجوئے صابر
کعبہ ہے اذان کا تو ہے وہ کوئے صابر　　سب طرف سے بیزار جھکے ہیں سوئے صابر

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

مطلق ہیں مقید نہیں کچھ کفر و دیں کے　　آزاد ہیں پابند نہیں ہند و چیں کے
دن رات ہیں نظارہ کناں ماہ جبیں کے　　نہ عیش کے طالب ہیں نہ کچھ رنج و حزیں کے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

نے کافر و مومن ہیں نہ کچھ فاسق و فاجر　　نے عابد و زاہد ہیں نہ کچھ ساکن و مضطر
نے طالب و مطلوب نہ کچھ سالک و رہبر　　ہیں محو جمالِ رخِ پُر جلوۂ صابر

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

اسلام یہی مذہب و آئین یہی ہے　　ملت ہے یہی عاشقوں کا دین یہی ہے
تاثیر تماشائے رنگین یہی ہے　　اور فرق بخود بین و خدا بین یہی ہے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

اس بادۂ رنگین سے مدہوش ہے عالم　　عشاق کو صابر کے فراموش ہے عالم
بیخود ہے اسی مے سے بلانوش ہے عالم　　اس بادۂ وحدت سے تو پر جوش ہے عالم

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

ایک میں ہوں عمر ساری جو غفلت میں گنوائی　　تسبیح و مصلے سے بہت آنکھ لڑائی
تقوے و عبادت کی بہت کوک سنائی　　اور مسجد و منبر میں بہت دھوم مچائی

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

عالم میں بہت کوس مشیخت کا بجایا　　آوازہ بہت زہد و ورع کا بھی سنایا
اور دین مجازی سے بہت دل کو لگایا　　پر اپنی حقیقت کا کبھی دھیان نہ آیا

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی　　سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

جو کوئی حقیقت سے بھلا اپنی ہے غافل
بس جبہ و دستار میں دل اس کا ہے مائل
کیا خاک ہوا دین کی دولت میں وہ شامل
غافل کو عبادات سے کیا ہوتا ہے حاصل

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدومِ خدا کی

غافل ہے حقیقت سے اگر ہے وہ مسلماں
کام آویں گے کیا اُس کے بھلا حور و غلماں
کیا خاک ہے اسلام نہ کچھ دین نہ ایماں
غافل ہے حقیقت سے محض قالب بیجاں

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خُدا کی

میں اور کو کہتا نہیں یہ حال مرا تھا
گو جنگل و ویرانہ میں اکثر میں پھرا تھا
دُنیا کی محبت کا نشہ دل میں بھرا تھا
صد حیف مگر چاہِ ضلالت میں پڑا تھا

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدومِ خُدا کی

بے مغز محض پوست تھا مانندِ بل کے
باتیں ہی بناتا تھا محض علم و عقل کی
سرشار تھا رسموں میں اس آئین و ملل کے
دن رات مجھے مشق تھی بس مکر و دغل کی

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمدِ مخدومِ خُدا کی

ناگاہ بہ الطاف و فضل احمد مختار
جا پہنچا درِ میکدۂ صابر عیّار
مخدومِ خدا سبطِ نبی سیّد ابرار
دیکھا تو ہزاروں ہیں پڑے بیخود و سرشار

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطانِ علی احمد مخدومِ خُدا کی

میخانۂ صابر میں عجب ساقیِ طرّار
دیکھا تو وہی میکدہ صابر کا ہے مختار
بیٹھا ہے بصد زیب عجب چست و عیّار
چھک چھک کے پلاتا ہے ہزاروں کو وہ دلدار

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدومِ خُدا کی

صابر کا ہے دلدار وہ قادر کا پیارا
بے علت و اسباب کرے سب کا گذارا
سب خاص کو اور عام کو ہے اُسکا سہارا
زلفوں کو بناتا ہے وہ خود دست خود آرا

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جلّ و علا کی
سلطان علی احمدِ مخدومِ خُدا کی

خود مست ہے سرمست ہے اوروں کو کرے مست
ہیں بحرِ عطا جود و کرم اس کے گویا دست
سب اُس کی حضوری میں طلبگار ہیں اور پست
ان ہاتھوں سے دیتا ہے سبھوں کو وہ زبردست

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدومَ خُدا کی

ہے مثل محمد کے مہربان وہ سب پر
ہر طور سے کرتا ہے جو احسان وہ سب پر
صد لطف و کرم کرتا ہے ہر آن وہ سب پر
آتش کو کرے دم میں گلستان وہ سب پر

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدومِ خُدا کی

گردن ہے جھکی سب کی جو احسان ہیں اُس کے
قرباں سبھی ہوتے ہیں دل و جان سے اُس کے
کھاتے ہیں سبھی رزق مگر خوان سے اُسکے
ہیں لاکھوں پڑے گرد مسلمان سے اُس کے

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمدِ مخدومِ خُدا کی

جب دیکھا مرا حال تبہ خوار و پریشاں
رحم آیا اُسے مجھ پہ بصد لطف و احساں
میخانہ کی دولت سے مجھے گرسنہ عریاں
بے علت و اسباب زہے عز و زہے شان

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہِ جلّ و علا کی
سلطان علی احمد مخدومِ خُدا کی

ایک قطرہ مجھے بادۂ احمر سے چکھایا
پھر بادۂ وحدت سے مجھے ایسا گھمایا
اور دین سے دنیا سے محض مجھ کو بھلایا
بس اپنے سوا اور سے بیہوش بنایا

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جلّ و علا کی
سلطانِ علی احمد مخدومِ خدا کی

اب میری نظر میں نہیں واللہ کوئی اور
غیر اس کے نہ موجود ہے واللہ کوئی اور
مجھ کو نہ رہی دل میں ذرا چاہ کوئی اور
اس حال سے میرے نہیں آگاہ کوئی اور

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

ہر طرف نمایاں ہے اس دلدار کی صورت
ہر شے میں عیاں سید مختار کی صورت
جو نار تھے وہ ہو گئے گلزار کی صورت
صد شکر کہ ہے صاف وہ عیار کی صورت

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

اس بت نے اٹھا منہ سے گلابی جو لگائی
شیشہ میں عجب آن سے چمکی تھی خدائی
سب جگ میں پھری احمد صابر کی دہائی
مستوں نے خدائی میں عجب دھوم مچائی

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

کیا شکر کروں اس کا زباں کونسی لاؤں
کیا نغمہ اس الطاف کا عالم میں سناؤں
اب شکر یہی ہے کہ میں ہستی کو مٹاؤں
اور غیر کو دلبر کے اس آتش میں جلاؤں

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

صد شکر کہ حافظ نہ رہا یار و جہاں میں
دلدار ہے موجود زمیں اور زماں میں
غیر اس کے نہیں کوئی عیاں کون و مکاں میں
عالم ہے زمانہ کے حوادث سے اماں میں

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

ہے حافظ شیدا جو یہ ادبار کا مارا
اس کے سوا کچھ اور نہیں اس کا سہارا
امید ہے الطاف سے ہو تیرے گذارا
عالم میں ہوا اس تیری عنایت کا نقارا

کچھ دھج ہی نرالی ہے شہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

ایضاً مدحیہ

دل چھین لیا میرا شہ خوش لقبی نے
سلطان جہاں سید والا نسبی نے
محبوب خدا زبدۂ اولاد علی نے
شاہنشہ ارضین و سما سبط نبی نے

بے چین کیا روئے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

گرمی تپ ہجر سے تڑپوں ہوں شب و روز
سینہ سے نکلتی ہے مری آہ جگر سوز
پروانہ صفت جلتا ہوں اے شمع دل افروز
لب پر مرے رہتا ہے یہی شعر جگر دوز

بے چین کیا روئے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

کشتہ ہوں بھلا ابروئے خمدار کسی کا
بسمل ہوں ہوا طرۂ طرار کسی کا
جس وقت ہوا چہرہ نمودار کسی کا
رو رو کے یہ بولا دل بیمار کسی کا

بے چین کیا روئے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

ہے زلف معنبر میں پھنسایہ دل ناداں
دم سرد ہے رخ زرد ہے اور چشم ہے گریاں
ظاہر نظر آتے نہیں اب زیست کے ساماں
ہر لحظہ یہی کہتا ہوں با نالۂ افغاں

بے چین کیا روئے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

مسحور ہوں میں سحر علی احمد صابر
مشکور ہوں میں شکر علی احمد صابر
گر فکر ہے تو فکر علی احمد صابر
اور ذکر ہے تو ذکر علی احمد صابر

بے چین کیا روئے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

اس نرگس شہلا کا ہوں مخمور میں جاناں
گو بزم سے تیری ہوں بھلا دور میں جاناں
رکھتا ہوں خیال رخ پرنور میں جاناں
اس شعر سے دن رات ہوں مسرور میں جاناں

بے چین کیا روے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

ہوں نشۂ الفت سے ترے چور شب و روز
معذور ہوں لاچار ہوں مجبور شب و روز

دل تیرے تصوّر سے ہے معمور شب و روز
یہ شعر ہے ہر دم میرا دستور شب و روز

بے چین کیا روی ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

کشتہ ہوں ترے غمزۂ جادو نگہی کا
دن رات تصور ہے قدِ سرو سہی کا

کچھ خوف نہیں مجھ کو رہا امر و نہی کا
دیکھونگا بھلا کونسے دن روز بہی کا

بے چین کیا روے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

بیمارِ تپ عشق ہوں آ جلد خبر لے
راہی بدمِ عشق ہوں آ جلد خبر لے

سرشارِ مئے عشق ہوں آ جلد خبر لے
مشتاقِ غمِ عشق ہوں آ جلد خبر لے

بے چین کیا روے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

غم کا ترے جاناں ہیں خریدار ہوں دل سے
ظاہر میں تو مجنوں پہ ہشیار ہوں دل سے

گو شادی دارین ہو بیزار ہوں دل سے
اس ناز پہ تیرا میں گرفتار ہوں دل سے

بے چین کیا روے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

کیا خوب ہی جاناں مجھے بسمل تیں کیا ہے
تلوارستی ابرو کی جو گھائل تیں کیا ہے

اپنے رخ زیبا پہ جو مائل تیں کیا ہے
زلفوں کو جواب رخ پہ حمائل تیں کیا ہے

بے چین کیا روئے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

اب جام مئے وصل پلا دے مجھے جانی
سب رنج و غم و فکر بھلا دے مجھے جانی

پردہ رخِ انور سے اُٹھا دے مجھے جانی
اور نقش غم غیر مٹا دے مجھے جانی

بے چین کیا روی ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

اس حافظ دلخستہ کی امداد ہو پیارے
تا اجڑا وطن اسکا بھی آباد ہو پیارے

او جلد بلا اس کو ذرا شاد ہو پیارے
اور خانہ رقیبوں کا بھی برباد ہو پیارے

بے چین کیا روئے ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقبی نے

یا علی احمد علاؤ الدیں علی
شیر یزداں حامیِ دینِ نبی

تم ہو پوتے حیدرِ کرار کے
اور نواسے سیّد مختار کے

تیری دادی ہیں بتولِ پارسا
تم ہو بس سبطِ شہیدِ کربلا

تم جگر گوشہ ہو حسنِ مجتبا
پیار کرتے ہیں تمھیں زین العبا

ہو خلاصہ خاندانِ پاک کے
دودمانِ سیدِ لولاک کے

قادرِ مطلق جنابِ محی دیں
ہیں تمھارے جدِ امجد بالیقیں

ہو کریم ابن الکریم ابن الکریم
سب کے اوپر آپ کا فضلِ عمیم

قدرتِ مطلق سے بس قادر ہی تو
نام کا اپنے عجب صابر ہے تو

یعنی بندوں کی خطا اور جُرم پر
صابرِ کامل ہے تو والا گہر

دُرّۃ التاجِ نبوت آپ ہیں
شمعِ معراجِ نبوت آپ ہیں

شاہِ اقلیمِ ولایت مرتضےٰ
آفتابِ آسمانِ مصطفےٰ

عشق کے میدان کے شیر ببر
مالکِ مُلکِ خدا ئے بحر و بر

قاضی الحاجات ستار العیوب
وافر الالطاف غفار الذنوب

قامعِ عصیان و ہم کفر و سباب
قاطعِ بنیانِ بدعات و عصاب

بحرِ اعظمِ جود و اکرام و کرم
نیرِ اعظم آسمانِ محترم

ہیں مکرم اور اکرم اکرمیں
بندوں پر اپنے ہیں ارحم راحمیں

عاصیوں کے حق میں دریای رواں — خاطیوں کے حق میں بحرِ بیکراں

ساقی میخانہ عشق سرمدی — بدر کامل خاص نورِ احمدی

امتِ احمد میں مثلِ آفتاب — عین کامل باعلی بو تراب

کشتیِ امت کا کشتیبان ہے — حامی دیں پوری اس کی شان ہے

آدم خاکی سے گر عصیان ہے — مولا اُس کا رحمتِ رحمان ہے

یا علاؤالدین شاہِ دستگیر — مُرشداں را مُرشد و پیران پیر

بابروں کا ہے ٹھکانا بس کہاں — جز ترے در کے شہِ کون و مکاں

بیکسوں کا مُونس و غمخوار ہے — فضل و رحمت کی تری سرکار ہے

بندہ نافرمان تیرا اے کریم — سب طرف سے ہو کے ناچار اے قدیم

آپڑا در پر ترے سب چھوڑ کر — اب بھلا جاوے کہاں منہ موڑ کر

زرد رو اور زشت خو اور رو سیاہ — تیرے در پہ آیا باحالِ تباہ

آس میں آیا ہوں تیری فضل کے — تاب میں رکھتا نہیں ہوں عدل کی

تو ہے ستار العیوب بندگاں — اور غفار الذنوب افتادگاں

چاہِ بابل میں ہوا ہوں میں اسیر — لے خبر جلدی مری تو اے مجیر

جا پڑی کشتی مری منجدھار میں — ہر طرف سے ہوں میں رود بار میں

نفس کی شامت سے در تحت الثریٰ — تیرے بندہ کا عجب ڈیرہ ہوا

تو ہی گردابِ بلا سے کر رہا — ورنہ بندہ تیرا ضائع ہو چکا

جز ترے اب کون لے اُسکی خبر — تیری کافی ہے اُسے نیچی نظر

گو بُرا ہے یا بھلا ہے آپ کا — سب میں کہلاتا ہے پر بندہ ترا

لاج رکھ کر اپنے اسمِ پاک کی — غیرت اُس شہ لولاک کی

وز طفیلِ امتِ خیر الورا — خاص محبوبِ جنابِ کبریا

صدقۂ آلِ نبی سبطِ رسول — وز طفیلِ سیدِ حضرت بتول

وز طفیلِ پیرِ مقبولِ انام — جانشینِ مرتضیٰ شاہِ نظام

دے ٹھکانے پر لگا بیڑا مرا — ورنہ ہووے غرق یہ بیڑا مرا

تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں — الاماں یا شاہ جیلاں الاماں

مدبروں کا تو ہی کھیون ہار ہے — تیرے سب بندوں کی کشتی پار ہے

جز ترے در کے ٹھکانا کچھ نہیں — اور بس اپنا بیگانہ کچھ نہیں

کمتروں سے جو کہ کمتر ہیں ترے — اُن سے بدتر ہوں میں اے مولا مرے

بدتروں کی تو ہی لیتا ہے خبر — اُن کی جانب اور کس کو ہے نظر

تو بھی گر اُن کو بِدارے اے کریم — پھر کہاں جاویں وہ بالحالِ سقیم

ہے ازل سے یہ بھکاری آپ کا — فضل سے بیشک یہ بارے آپ کا

خط غلامی حافظِ بدنام کو — بس ازل سے ہے ملا بے گفتگو

حمد ہے اُس ذات پاک اللہ کو — جس نے بھیجا یہاں رسول اللہ کو

دیکھنے کی اپنے جب خواہش ہوئی — پیدا جب اُس دم کیا نورِ نبی

یعنی جو تھا نورِ مطلق ذات کا — ایک تعین اُس کو اب پیدا ہوا

اُس تعین کو بچشم عاشقی — ذات پاک اس کے تئیں دیکھا کری

مظہر کامل صفات و ذات کا — عشق سے اُس نور کو اپنے کیا

دیکھا سب اپنی صفات اور ذات کو — اُس نے بس اُس نور میں جب ہو بہو

پھر تو اُس ذاتِ احد نے اُس کا نام — نورِ احمد کا رکھا مالا کلام

یعنی میم اس میں رکھا بہرِ ظہور — تاکہ گنجِ مخفی اب پاوے ظہور

اس احد کا نام جب احمد ہوا — سارا عالم اُس سے پھر پیدا ہوا

عرش و کرسی ہم زمین و آسماں — اور یہ شمس و قمر کون و مکاں

عالم علوی و سفلی سب کے سب — اُس سے ہی پیدا ہوئے از حکمِ رب

سارے موجودات نے پایا وجود — نورِ احمد سے کہ وہ ہے بحرِ جود

کوئی شے ایسی نہیں بے اس سکے ہو — وہ نہ ہو اس میں وہ شے ہرگز نہ ہو

نور واحد ہے وہ سبکی اصل جان — اور قالب ہیں وہ سب میں مثلِ جان
ایک ہے کوئی نہیں اُس کا شریک — ثانی اپنا وہ نہیں رکھتا شریک
ایک ہے واللہ باللہ ایک ہے — دوسرے کا ہونا کب یہاں نیک ہے
سارے عالم کی حقیقت ہے وہی — وہ ہی حق ہے اُسکے بندہ ہیں سبھی
وہ ہی رب العالمیں واحد وجود — سب کو ہے اُس نور سے بود و وجود
جو کہ صورت ذات کو محبوب تھی — وہ ہی صورت حق نے بس آدم کو دی
نورِ احمد صورتِ آدم ہوا — عالمِ انسان اب قائم ہوا
مظہرِ کامل وہ ہم ذات وصفات — جامعِ اسما ظہورِ کائنات
سارے عالم کے نمونہ رکھدیئے — اس وجودِ آدمی میں بھر دیئے
اور خلقت آدمی کے واسطے — آدمی کو خاص اپنے واسطے
آدمی پیدا کیا عرفان کو — نے بنایا خواب و آب و نان کو
پھر ملک کے اور بہائم کے خواص — آدمی میں رکھدیئے بالاختصاص
صد ہزاراں انبیا اور اولیا — حق نے پھر بھیجے برائے اہتدا
تاکہ پہنچے خلق اپنی اصل کو — دور کردیں اُن کے ہجر و فصل کو
اصل کیا ہے نورِ پاکِ مصطفےٰ — حق ہے وہ نورِ نبی خیر الورا
سارے نبیوں نے جو دعوت خلق کی — بس ہدایت نورِ احمد کی کری
امتوں کو اپنی سب نے بالیقیں — نورِ احمد کی بشارت خوب دیں
اتباع جس نے کیا دل شاد ہو — پہنچا اپنی اصل کو آباد ہو
جو کہ غافل ہوگیا اُس نور سے — وہ رہا محروم حق کے نور سے
بعد سب نبیوں کے وہ عیسےٰ نبی — پیدا عالم میں ہوئے سُن اے اخی
جب ہوئے عارف زِ نورِ مصطفا — شرف دیکھا امتِ خیر الورا
کی دعا اُس حق سے اے عالی جناب — امتِ احمد میں ہوں میں کامیاب
درگروہ امتِ خیر الورا — میں رہوں اور حشر بھی ہووے مرا

اپنی امت کو ہدایت یہ ہی کی — راہ پاویں وہ بھی تا نورِ نبی
امتوں پہلی میں جو مومن ہوئے — اُن سبھوں کے بس یقیں پڑھتے رہے
جب ہوا ظاہر وہ نورِ پاکِ حق — جو کہ تھا اصل الاصولِ نہ طبق
یعنی ہوکر وہ مجسم نورِ پاک — یک بیک ظاہر ہوا بالائے خاک
وہ وجودِ واحد اب رونق پذیر — ہوگیا عالم میں کالشمس المنیر
تیرگی ظلمت ہوئی عالم سے گم — نور کو ارشاد یہ پہنچا کہ قم
کفر اور بدعات سب جاتی رہے — روشنی اسلام کی آتی رہے
وہ شفیع المذنبیں حامی ہوئے — عاصیوں کے بس ٹھکانے ہوگئے
پھر تو کیا منھ تھا جو ہووے دوسرا — غیرِ واحد دوسرے کا کیا پتہ
کیا زمانہ اور کیا ایام تھے — کیا مبارک بخت نیکو نام تھے
امتیں پہلی جو سُنکر نام کو — لاتی تھیں ایمان اے بخت نکو
اور نبی بھی پہلے سب مشتاق تھے — تا مشرف ہوویں بس اُس نور سے
جب وہ نورِ پاک با حسن و جمال — صورتِ بشری میں آیا باکمال
اللہ اللہ غور کر اے ارجمند — خاص و عام اُس سے ہوئے سب سربلند
چشمِ ظاہر سے جمالِ پاک کو — دیکھتا تھا ہر کوئی بے گفتگو
جو کہ صحبت میں صحابۂ پاک تھے — کارِ حق میں چُست اور چالاک تھے
خاکِ پا کو اُن کی کیا پہنچے کوئی — گو کہ ہو کوئی ولی اور متقی
عینِ حق تھے اور تھے قائم بہ حق — حق سے پہنچے تھا انہیں ہر دم سبق
جانبِ حق خلق کے رہبر تھے وہ — سارے عالم میں سبھی سرور تھے وہ
نورِ حق تھا بس مجسم رو برو — دیکھتے تھے حق کو وہ بے گفتگو
شمسِ نورِ احمدی تھا بے حجاب — ہر کوئی بے واسطہ تھا فیضیاب
اپنی حکمت سے وہ قرصِ آفتاب — ہوگیا ظاہر میں جب زیرِ سحاب
واسطہ کی اب ہوئی حاجت ضرور — وہ جو تھا بے واسطہ پایا فتور

جانشیں اور نائبِ خیرالورا
ہر قرن میں ہر زمانہ میں وہ ہی
لے گئی خلقت کو سوئے حق تمام
فیضیاب اُس نور سے کرتے رہے
واسطہ سے اُن کے ہر کس خاص و عام
ہر زمانہ میں فروغِ اسلام کو
انقطاع اس فیض کو ہرگز نہیں
تابشِ شمسِ نبوت تاقیام
غلبہ ہے دینِ نبی کو ہر زماں
مقتبس ہے ہر کوئی اُس نور سے
جانشیں اور وارثِ کامل جو ہے
ہے وجود اُس کا وجودِ احمدی
عینِ حق ہیں قول و فعل اُن کا ہی حق
ہادیِ مطلق ہیں سب کے مقتدا
دینِ حق ہے اُن سے زندہ تاقیام
ہے نبوت زندہ بس اُن کے سبب
اتباع اُن کا ہے عینِ اقتدا
قادرِ مطلق ہیں محی الدین حق
خلق پر مشفق ہیں وہ مثلِ نبی
صابر بر حق ہیں اور شاکر مدام
مخبرِ صادق امام المتقین
فخر ان سے اپنی امت کا کریں
ایک ہے نورِ نبی اور اُن کا نور

خلق و عالم کے ہوئے سب مقتدا
ہادیِ مطلق رہے یارو سبھی
جانبِ نورِ نبی خیرالانام
کوششِ اندر دین کے کرتے رہے
تا بنورِ حق سبھی پہنچے تمام
واسطہ سے اُن کے ہی بے گفتگو
بالیقیں ہرگز کبھو تا یوم دیں
امتِ احمد میں جاری ہے مدام
نائبانِ احمدی سے بے گماں
وارثانِ احمدی کے نور سے
نورِ حق سے ہر زماں واصل جو ہے
فیض اُس کا عینِ جودِ احمدی
راہِ حق میں سب یہ رکھتے ہیں سبق
نائبان و وارثِ خیرالورا
بیگماں اور بالیقین تم الکلام
ہیں نبوت کے وہ شاہد بے تعب
آلِ محمد سرورِ ہر دوسرا
زندہ اُن سے ہے ہمیشہ دینِ حق
فیضیاب اُن سے ہیں برنا و صبی
زندہ ہے دینِ نبی اُن سے تمام
سرورِ ہر دوسرا در یوم دیں
تاجِ رحمت اُن کے سر اوپر دھریں
عینیت ہے اُن کو حق سے بے فتور

فیض سے اُن کے ہی پُربہار جہاں
خاندانِ قادری مشہور ہے
صد ہزار ابدال و اقطاب و ولی
سلسلہ قادر ضیاءِ دین ہے
آفتابِ حق امام العاشقیں
برملا تاباں ہے یارو دیکھ لو
دعوتِ حق کو قبول ایسی کرو
دینِ احمد کا خلاصہ اور جان
سلسلہ پاکِ نبی میں آ کے رل
یا الٰہی از طفیلِ مصطفا
صدقۂ تطہیر آں آلِ عبا
از پئے شبیر و شبر ذوالکرم
از طفیلِ حضرتِ محبوبِ حق
وز برائے احمدِ مخدومِ پاک
دینِ احمد کو ہو ایسا زیب و فر
ہووے اسلام ایسا پھر رونق پذیر
آفتابِ حق جو ایسا ہو عیاں
علم عرفاں پاوے پھر ایسا ظہور
ہووے تاباں وہ ضیاءِ دیں کمال
سلسلہ پیرانِ ما روشن رہے

فیضیاب ہیں سب زمین و آسماں
صابری وہ سلسلہ معمور ہے
ذلہ پرانِ سلسلوں کے ہیں جلی
بو العلا صابر کی رسم آئین ہے
نور بخشِ ہر کہین و ہر مہین
جانبِ حق شاد و فرحاں تم چلو
جان و دل سے راہِ حق میں سر کو دو
سلسلہ پاکِ خدا ہے اسکو مان
ہووے جب نورِ نبی سے شاد دل
حضرتِ مشکل کشا شیرِ خدا
حضرتِ پاکِ بتولِ پارسا
اہلِ بیت آں نبی عالی ہمم
آں محی الدین قائدِ نورِ حق
آں کہ روشن شد از ویں تیرہ خاک
امتِ احمد ہو با صد کر و فر
دینِ حق روشن ہو چوں بدرِ منیر
جملہ خاص و عام ہوں سب عارفاں
ظلمتِ عالم کی ہو بس جملہ نور
عارفاں سب ہوویں با عز و جلال
تا قیامت رشکِ صد گلشن رہے

حافظِ بیچارہ بھی اس میں شمار
ہووے تا ہو تا رہے دل سے نثار

ہوں درود اُس مصطفٰے پر اور سلام
جانبِ امت سے تا یوم القیام

دیگر

کیا ہے فضلِ ایزدی اور لطفِ رب العالمین — جلوہ فرما مسندِ ارشاد پر سے نازنیں
سیدو الانسب اولادِ ختم المرسلیں — نائبِ خیر الورا نورِ شفیع المذنبیں
قرۃ العین علی سے راحتِ جانِ بتول — جانشینِ مرتضےٰ ہم حامیِ دینِ متیں
محی الدیں قادر کا دلبر اور علی احمد کی جان — رہبرِ دینِ پیمبر ہادیِ اسلام و دیں
ہے ضیاءِ دینِ احمد بے شبہہ لاشک فیہ — رہنمائے گمرہاں اندر جہاں تا یومِ دیں
مالک و مختارِ کل اور حکمراں اندر زماں — فخرِ جملہ اولیں اور مقتدائے آخریں
فیض بخشِ کائنات اور حاکمِ ہر شش جہات — صورتِ فضلِ خدا اور نورِ خیر المرسلیں
ہے وہ ستار العیوب اور قاضی الحاجاتِ خلق — فضلِ بے علت ہے وہ صلِ علیٰ صد آفریں
جب وہ ہے بواسطہ نورِ نبی سے فیضیاب — کیا ہے اُسکے روبرو کوئی ولی یا شیخِ دیں
پست ہیں اورخوشہ چیں بس سب اُسی کے روبرو — شیخ ہو یا ہو مُرید اور اولیائے کاملیں
سلسلہ اُسکا ہے سرسبز اور دائم بے گماں — فیضیاب اُس سے ہیں سارے بر ہمہ روئے زمیں
دوست اُس کے ہوویں آباد اور دشمن پائمال — فیض اُس کا ہو رواں از فضلِ ربّ العالمیں
فضل اسکا عام ہے اور رحمت اُس کی بیشمار — ہے محال اس جا یہ ممکن سے برابر کفر دیں

تیرے ادنےٰ خاکساروں میں اگر ہو وے شمار
حافظِ مسکین بھی کیا ہی عجب اے مہ جبیں

تمام شد و بحمد اللہ علیٰ ذٰلک بماہ شوال ۱۴۰۹؁ھ مطابق ماہ جون ۱۹۸۸؁ء

نعت شریف

از حضرت محبوب الاعظم رضؓ ملقب عطائے صابر رضؓ

قدم سے اپنے چھڑا کے ہم کو نہ رکھ حوالے قضا کے ہم کو
بس اب مدینہ بُلا لے ہم کو خدا کے پیارے جلا لے ہم کو

جو ہم سے چھپنے کا تھا ارادہ جو ہم سے منظور تھا یہ پردہ
تو پہلے ہی کیوں کیا تھا شیدا جمالِ انور دکھا کے ہم کو

ادب سے ہم عرض کر چکے سب حضورِ مولیٰ میں حرفِ مطلب
اب آگے اُن کی خوشی جو وہ دیں عوض میں اس التجا کے ہم کو

ہمیں نہ بھلایا دمِ ولادت ہمیں کیا یاد وقتِ رحلت
اسی کی دے یاد ربِّ عزّت جہاں میں سب کچھ بھلا کے ہم کو

زمینِ یثرب کا ذرہ ذرہ نظر میں خورشید سے ہے بڑھ کر
کہ فکرِ عالی نے چرخِ چہارم پہ رکھ دیا ہے اٹھا کے ہم کو

نہ تاب اتنی کہ کچھ تڑپتے نہ چین اتنا کہ بیٹھے رہتے
بہت ہے باقی وہ بقیراری ضعیف و کمزور پا کے ہم کو

جو تاب و رفتار عمر بھر کی ہے وہ ابھی دیدے یا الٰہی
کہ گھر پہ پھر کے نہیں ہے آنا نبیؐ کے روضہ پہ جا کے ہم کو

خدا سے ہم کو ملانے والا خدا سے ہم کو ملانے والا
رہا خدا سے ملا کے ہم کو گیا خدا سے ملا کے ہم کو

چلے اب ہم تو خدا کے گھر کو، خدا کو گھر بار سونپتے ہیں
تمہارا حافظ خدا ہے حافظ سپرد کر دو خدا کے ہم کو

حافظ صاحبؒ کی یہ نعت اُنکا آخری کلام ہے اِسکے بعد معلوم ہوا کوئی کلام نہیں فرمایا نیز یہ اشعار دیوان حافظ مطبوعہ میں نہیں ہیں اس لئے نادر ہیں۔

منقبت

از حضرت محبوب الاعلمؒ حافظ شیخ محمد لطافت علی شیخپوریؒ

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام   ہمچو کاہے عاجزم کوہے گناہ آوردہ ام

چشم رحمت برکشا بر من مسکیں نگر   زانکہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

دست بستہ عرض دارم یا شفیع المذنبیں   بیکسم خود را ز عصیاں عذر خواہ آوردہ ام

رحمۃ للعالمیں درماندہ ام فریادرس   دستِ حاجت را بہ پیش چوں تو شاہ آوردہ ام

سربسر بد کردہ ام تاہم امید بخشش است   چوں ترا در ہر دو عالم قبلہ گاہ آوردہ ام

غیر تو ملجا و ماوی نیست در ہر دو سرا   رحم کن یا سیدی حال تباہ آوردہ ام

گر خدا پرسد از من ہیچ وسیلہ روز حشر   از خوشی گویم محمد بادشاہ آوردہ ام

چار چیز آوردہ ام شاہا کہ در گنج تو نیست   انفعال و بیکسی عجز و گناہ آوردہ ام

مغفرت امید دارم از جناب قدسیت   آیتِ لاتقنطوا بر خود گواہ آوردہ ام

بار دہ در خلوت خاصم تو اے فخرِ رسول   رد بصدیق و عمر و عثمان و شاہ آوردہ ام

یا نبی بہر علی و فاطمہ حسن و حسین   بخش مارا لطف کن چوں رد براہ آوردہ ام

از جمال خود مشرف کن کہ تا یابم شرف   ایں کمال آرزو در بارگاہ آوردہ ام

حافظ مسکین خود را از جمالت دہ نصیب
حضرتِ پیرانِ خود را عذر خواہ آوردہ ام

من دولتِ دردِ تو بدرماں نفروشم   کفر سرِ زلفِ تو بایماں نفروشم

صد خار فراقت بدلم گر خلد ہرگز   در باغ چو بلبل بصد افغاں نفروشم

عیشِ جہاں را بہ غمِ عشق ندانم   ایں جنس گراں را بکس ارزاں نفروشم

من رند نظر باز غلامِ درِ صابر   ہرگز بکسے پائے داماں نفروشم

گر ناصحِ بیہودہ مرا عیب کند چیست   از بہر یکے لقمہ صدایماں نفروشم

خاکِ درِ صابر ہمہ اکسیر خدائی است   یک ذرہ بصد تخت سلیماں نفروشم

ایں رندی و بدمستیِ حافظ عجبے نیست
دشوار بدست آمدہ آساں نفروشم

بہر سو جلوۂ دلدار دیدم   بہر چیزے جمالِ یار دیدم

چو خود را بنگرم دیدم ہموں ست   جمالِ خود جمالِ یار دیدم

ندیدم ہیچ شے را خالی از وے   پُر از وے کوچۂ و بازار دیدم

چو رمزے یافتم از دفترِ عشق   جہاں را سربسر اسرار دیدم

نمازِ زاہداں محراب و ممبر   نماز عاشقاں بردار دیدم

خراباتِ مغاں عالی مقام ست   کسے را نے دراں ہشیار دیدم

مکان و لامکاں آنجا کجا ہست   در آنجا نے در و دیوار دیدم

مے پیر مغاں ہر کس کہ نوشید   خراب و مست و ہم سرشار دیدم

بفضلِ صابرؒ مخدوم احمد   بدیر و کعبہ جلہ یار دیدم

زجام شہ نظامؒ آنکس کہ مست ست   بری از تسبیح و زنار دیدم

چو یک جرعہ رسید از وے بہ حافظؒ   ہمہ عقل و خرد بیکار دیدم

اے مظہر ذات خدا مخدوم صابر کلیریؒ   وے منبعِ نور و صفا مخدوم صابر کلیریؒ

ہم آفتابِ ملکِ دیں ہم حامی شرعِ متیں   سرتا بپا نورِ خدا مخدوم صابر کلیریؒ

جملہ ملائک پر زمیں بر درگہت سایہ جبیں   اے محرم راز خدا مخدوم صابر کلیریؒ

ہم عرش زیرِ پائے تو گردوں جبہ فرسائے تو   ذاتت بری از ماسوا مخدوم صابر کلیریؒ

ہم وارث علم نبی ہم بضعۂ جسم علی   اے نائب شیرِ خدا مخدوم صابر کلیریؒ

ہم درگہت درگاہِ حق روشن ز تو ایں نہ طبق   ہم خاک تو کعبہ رضا مخدوم صابر کلیریؒ

چوں کنزِ مخفی بد نہاں از ذات پاکت شد عیاں   ہم نام تو نام خدا مخدوم صابر کلیریؒ

اے عاشقاں اے عاشقاں از صدق دل در ہر زماں   ہردم بگوئی بر ملا، مخدوم صابر کلیریؒ

ہم حکم تو حکم خدا ذاتِ تو ذاتِ خدا   ہر دم بود صلِّ علا مخدوم صابر کلیریؒ

دیدار تو دیدارِ حق، بر گنبدت انوارِ حق   بر مرقدت نور و ضیا مخدوم صابر کلیریؒ

ہم قرۃ العین بتول ہم راحت جانِ رسول   نور شہیدِ کربلا مخدوم صابر کلیریؒ

اے آلِ پاک مصطفیٰ فرزند پاک مرتضیٰ   بدر الدجیٰ نور الہدیٰ مخدوم صابر کلیریؒ

شمعِ شبستانِ قادری حضرت جناب صابری   در ہر زماں محو لقا مخدوم صابر کلیریؒ

ہم محو اندر ذاتِ حق ظاہر ز تو آیاتِ حق   اے تاجدار ہل اتیٰ مخدوم صابر کلیریؒ

بر عرش و کرسی پائے تو بر لامکاں شد جائے تو   ہستی تو محبوبِ خدا مخدوم صابر کلیریؒ

اے حُبِّ تو ایمان من بر تو فدا ایں جانِ من   اے عشق تو عشق خدا مخدوم صابر کلیریؒ

حافظؒ فقیر بے نوا، در عشق تو بس مبتلا   رویش نما بہر خدا مخدوم صابر کلیریؒ

منقبت

مولانا حکیم خلیل الرحمٰن صاحب کیرانوی حافظی خلیفہ حضرت محبوب الاعظم رضؓ

ہوا دورانِ حافظؒ مبارک باد روزانہ — بشب ہا بادا پیمائی فیوما جشنِ شاہانہ
تلاوت مصحفِ حافظ طوافِ کعبۂ جانا — بیا پیرِ مغاں للہ کشا درہائے میخانہ

دیدم عجب ظہورِ صابرؓ بشانِ حافظؒ — تاباں کمال نورِ صابرؓ بشانِ حافظؒ
خود اوّل است دآخرِ خود باطن است و آخر — حافظؒ بشانِ صابرؓ، صابرؓ بشانِ حافظؒ
آمد احد بہ احمدؐ احمد بشانِ قادرؒ — قادرؒ بشانِ صابرؓ صابرؓ بشانِ حافظؒ
کردیم مے پرستی کو بیم پا بہ مستی — زیدیم بہرِ ہستی صابرؓ بشانِ حافظؒ
آفاقہا دویدم رنجے لبسے کشیدم — صد شکر آنکہ دیدم صابرؓ بشانِ حافظؒ
اے عاشقانِ شیدا گوئیم ما ہویدا — نورِ خدا ست پیدا صابرؓ بشانِ حافظؒ

ظاہر چو بو العُلا شد عالم پر از ضیا شد
رازے خلیل وا شد صابرؓ بشان حافظؒ

ہوری

از پیر جی ممتاز احمد گنگوہی خلیفہ حضرت محبوب الاعظمؓ

چلو ہوری کھیلن ہا تجؒ کے دربار — ۱؎ حافظ
جہاں صابری رنگ کی پرت ہے پھُوار
توحید احمد کی مکمہ بنائے کا ذ۲؎ رنگ کی پچکار — ۲؎ قادر
روپ ان روپ کچھ دیکھت ناہی سب کو بھیجو بارم بار
سب سکھیاں کھیل کھلیاں میں ہوں پنٹ اناڑ
سیاں مورا پھگوا مانگت ہے میں دونگی اپنا ہار سنگھار
سب ساتھ کی سکھیاں پار اُتر گئیں میں بیٹھی کروں بچار
ہاتھ جوڑ پیاں پرت ہوں موہے بھی لگا دو پار
سب سکھیاں ممتاج۳؎ ـــــ ہوری کھیلن اپنی بار — ۳؎ ممتاد
میں بر دگن بیٹھی تکت ہوں کب آوے موری بار

منقبت

از پیر سید صادق حسین شیخپوری رحؒ خلیفہ حضرت محبوب الاعظم رضؓ

قوتِ من قوتِ سلطانِ ماست — صولتِ من صولتِ سلطانِ ماست
عبرتِ من عبرتِ سلطانِ ماست — غیرتِ من غیرتِ سلطانِ ماست
ہر چہ گویم از زبانش حق بود — جملہ کارم بر رضایش حق بود
سمندِ ناز محبوبی کہ داند غیر دانائے — اسیرِ زلفِ کافر را مبارک باد ایں راہے
کجا زدتکیہ در پہلوانی چیست اندازش — بساطِ دو جہاں در کف نہادہ آں دلآرائے
محرمِ رازِ علی زینتِ اسلام نبی — یا لطافت علی انت سراج قلبی
انت محمودؔ ید شمس العربی — سیّدی انت طبیبی بشفار مرضی

انت ہادی بہ جمالِ رُخِ زیبا قادر
انت حافظ بہ جمالِ یدِ بیضا صابر

از وحید النسار دختر سید حکیم مجید حسن حافظی شیخپوری رحؒ

دکھا کر شان محبوبی مجھے محبوب الاعظمؓ نے — بنائی زارِ مجنوئی مجھے محبوب الاعظمؓ نے
ہوئی ہوں ناتواں بے کس نہیں رکھتی کچھ اپنا بس — پھر ایسی دی ہے یہ خوبی مجھے محبوب الاعظمؓ نے
کہاں میری زباں ایسی کروں تعریف جو اُسکی — مگر دی ایسی خوش گوئی مجھے محبوب الاعظمؓ نے
پڑی تھی خوابِ غفلت میں جگایا مجھ کو مرشد نے — کہوں کیا جو عنایت کی مجھے محبوب الاعظمؓ نے
بیاں کیسے کروں کیونکر نہ آوے ہے زباں اوپر — عطا کی جو کر مجبوری مجھے محبوب الاعظمؓ نے
دکھا کر صابری جلوہ بنایا دل کو آئینہ — پھر ایسی ہی جِلا بخشی مجھے محبوب الاعظمؓ نے
پلا کر ساغرِ وحدت بنائی مجھ کو سودائی — پھر اپنی کی ہے دیوانی مجھے محبوب الاعظمؓ نے
تصدق اور قرباں کیوں نہ ہو اس نورِ صورت کے — دکھائی شکل جب اپنی مجھے محبوب الاعظمؓ نے

میں آؤں جب ترے در پر تو ہوں قرباں چو کھٹ پر
نہیں یہ راہ بتلائی مجھے محبوب الاعظمؓ نے

منقبت

از مولانا حاجی محمد عظمت علی شاہ دیوبندیؒ صابری خلیفہ حضرت محبوب الاعظمؒ

میں دیوانہ ہوں شیدا ہوں علاؤالدین صابرؒ کا
وہ مولا ہیں میں بندہ ہوں علاؤالدین صابرؒ کا

جو چاہے فیض روحانی کرے اِس در کی دربانی
رواں ہے فیض کا دریا علاؤالدین صابرؒ کا

چڑھی ہے صابری رنگی درِ حافظ پہ اے یارو
رنگا لو رنگ سرتاپا علاؤالدین صابرؒ کا

مئے وحدت کے متوالو شراب صابری پی لو
کھلا ہے آج میخانہ علاؤالدین صابرؒ کا

مبارک ہو تمہیں اے واعظو حور و ملک جنّت
ہمیں کافی ہے دروازہ علاؤالدین صابرؒ کا

یہ عظمت بندۂ حافظؒ وہ حافظؒ مظہر صابرؒ
کہ نورِ نور ہے یکتا علاؤالدین صابرؒ کا

منقبت

از علّامہ انور صابری (مرحوم)

سمجھ کر عرش، کلیر کا جوارِ دلنشیں میں نے
درِ محبوبؒ الاعظم پر جھکا دی ہے جبیں میں نے

جو سر کو منبعِ سرِّ نبوّت سے عطا ہوتی
سجودِ شوق کی لذّت وہ پائی ہے یہیں میں نے

بھلا کون و مکاں کی وسعتوں کا ذکر ہی کیا ہے
خدائے پاک کو دیکھا ہے باچشمِ یقیں میں نے

سلامی کو ستارے آسمانوں سے اُتر آئے
بھگوئی تھی یونہی کچھ آنسوؤں سے آستیں میں نے

سلام حضرت محبوب الاعظمؒ

از حافظ سیّد محمد جعفر شیخپوری

سلام اے حضرتِ حافظ لطافت اعظم الثانی
سلام اے حضرتِ محبوب اعظم شیخ عرفانی

سلام اے ماہِ جیلانیؒ سلام اے چشتیہ ثانی
سلام اے نور چشم حضرتِ محبوبِ یزدانی

سلام اے مظہر صابرؒ و شانِ شہ نظام الدینؒ
سلام اے گوہر قدوسؒ دُرِّ شاہِ عثمانی

سلام اے عندلیب گلشنِ یعقوب بدخشانی
تمہیں ہو نیرّ عرفان نظامِ حسن کے بانی

سلام اے جاں نشینِ حضرتِ سیّد حسنؒ شاہا
فدائے فیض کے وارث تمہیں ہو ظلّ سبحانی

سلام اے منبعِ جود و عطا بحرِ سخا داتا
تمہارے در پہ ملتا ہے سکوں اور فیضِ روحانی

عقیدت سے تمامی حاضری محفل یہ کہتے ہیں
ہماری جھولیاں بھر دو سخاوت میں ہو لاثانی

مؤدب دست بستہ عرض یہ جعفر بھی کرتا ہے
نظر سے اپنی بھر دو میرے دل میں نورِ عرفانی

از جناب مقبول احمد طُور نیازی صابری

سلام اے حضرتِ حافظ لطافت لطفِ قرآنی
سلام اے عارفِ عرفانِ حیدر پیرِ عرفانی

سلام اے حضرتِ یعقوب کے لعلِ بدخشانی
سلام اے یوسفِ ثانی مہِ انوارِ کنعانی

سلام اے سالک اعظم سرورِ بزمِ انسانی
نظامِ پاک جیسے صابری کے فیضِ روحانی

سلام اے حضرت دادا حسن کے نوری نظّارے
تیری بستی بھی روشن ہے تیرا روضہ بھی نورانی

سلام اے حضرت مخدوم صابر کے جگر پارے
تیری ٹھوکر میں دولت ہے تیرے قدموں میں سلطانی

تیری وہ کھلی بن کی داستاں اے داستاں والے
تیرا وہ سازِ ابدالی تھا گویا رازِ ربّانی

خدا کا بندہ، بندہ۔ بندے کا بندہ مسلمان ہے
غلامی نے تیری سمجھائے آدابِ مُسلمانی

یکایک غائبانہ وہ درِ منصور پر آنا
بڑی مشکل سے دنیا نے تیری تصویر پہچانی

میں بندہ بندۂ حافظؒ تو بندہ بندۂ صابرؒ
تیرا دربار شاہانہ مرا ہر کار دربانی

جسے تم دیوبند کہتے ہو یارو پیر خانہ ہے
اسی خانے سے روشن ہے چراغِ نورِ ایمانی

چراغِ طور جل جانا تو ممکن ہے مرے آقا
مری نظریں ہیں دُزدیدہ تیری تنویرِ نورانی

منقبت درشانِ محبوب الاعظم دستگیرؓ لقب عطائے صابر رضی اللہ عنہٗ

(از نظام الدین حافظی دہلوی)

یہی ہے مجھ سے رشتہ حضرتِ محبوبِ اعظمؓ کا
تہہ دل سے ہوں شیدا حضرتِ محبوبِ اعظمؓ کا

کیا ہے عشق ایسا حضرتِ مخدومؓ صابر سے
زمانہ میں ہے چرچا حضرتِ محبوبِ اعظمؓ کا

نہ فکرِ حشر ہے مجھ کو نہ جنّت کی تمنّا ہے
مجھے کافی ہے روضہ حضرتِ محبوبِ اعظمؓ کا

شہِ تسلیم ہیں محبوب میرے سُن لو اے لوگو!
ملا ہے اُن کو خرقہ حضرتِ محبوبِ اعظمؓ کا

حقیقت جان لی میں نے شہِ تسلیم کی یارو
وہ سرتاپا ہیں جلوہ حضرتِ محبوب اعظمؓ کا

سگِ در ہے نظامِ حافظی بیشک سگ در ہے
مگر ہے وہ دُلارا حضرتِ محبوبِ اعظمؓ کا

اتنا تو کرنا صابرؓ جب میری روح نکلے
تیرا نام ہو زباں پر جب میری روح نکلے

بغداد کا شہر ہو کلیر کی وہ نہر ہو
حافظ کے ہاں سحر ہو جب میری روح نکلے

مِل جائے آبِ زم زم ہو درد مجھ کو کم کم
آنکھیں میری ہوں نم نم جب میری روح نکلے

چھوٹی سی التجا ہے نہیں کوئی دوسرا ہے
تیرا ہی آسرا ہے جب میری روح نکلے

صابرؓ ضرور آنا حافظ کو ساتھ لانا
کلمہ مجھے پڑھانا جب میری روح نکلے

حافظؒ تیرا ہی در ہو مخدومؓ کو خبر ہو
تسلیم کی نظر ہو جب میری روح نکلے

ہے یہی میرا ارماں تیرے نام پہ میں دوں جاں
ہو گا تیرا یہ احساں جب میری روح نکلے

یہ کہے نظام تیرا ہو لب پہ جام تیرا
رہے دل میں نام تیرا جب میری روح نکلے

شجرۂ طیبہ سلسلۂ قادریہ صابریہ حافظیہ مشتاقیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیرِ خلقہٖ سیّدنا محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

الٰہی بحرمت سید السادات خلاصۂ کُل موجودات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی بحرمت بندگی حضرت امیر المومنین علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام معروف کرخی رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شیخ ابا بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شیخ ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شیخ ابوالحسن علی الہنگاری رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شیخ ابوسعید المبارک المخزومی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت سیدنا پیرانِ پیر دستگیر امام العالم والعالمین غوث الثقلین سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبِ سُبحانی رضی اللہ عنہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شیخ مولانا سید عبدالوہاب قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شیخ مولانا سید بدرالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت صابر اصبر قادر اقدر امام العالم خواجہ سید مخدوم علاءالدین علی احمد صابر کلیری قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شیخ سید شمس الدین ترک پانی پتی قادری صابریؒ
الٰہی بحرمت بندگی حضرت مخدوم شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی قادری صابریؒ

الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شبلی شہباز پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ عبدالقدوس پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ عبدالکبیر پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ محمد عثمان پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شاہ محمد نظام پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شاہ محمد منصور پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شاہ محمد پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شاہ یار محمد پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شاہ نظام پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت شاہ سلطان محمد پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شاہ بدرالدین پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شاہ حافظ محمد شہید پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شاہ محمد ماہ پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت خواجہ شاہ محمد نظام پانی پتی قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت افضل الکاملین سند الواصلین مظہر رحمۃ للعالمین شیخ الثقلین محبوب الاعظم محب الحق خواجہ محمد محمود ابوالرحمت حضرت مولانا حافظ شیخ محمد لطافت علی شاہ شیخپوری قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ
الہٰی بحرمت بندگی حضرت قاری حافظ صابر علی شاہ رامپوری قادری صابری حافظی رح
الہٰی بحرمت بندگی حضرت مولانا مفتی محمد مشتاق احمد انبہٹوی قادری صابری حافظی رح
الہٰی بحرمت بندگی حضرت شیخی مرشدی والد ماجد مولوی حکیم محمد منعم شاہ قادری صابری حافظی رح
الہٰی بر بندۂ عاجز مسکین محمد کلیم قادری صابری حافظی نبیرہ و سجادہ نشین و متولی خانقاہ حافظی شیخپورہ (قدیم سہارنپور)

شجرۂ طیبہ سلسلۂ چشتیہ صابریہ حافظیہ مشتاقیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین الٰہی بحرمۃ وبرکت سید السادات خلاصۂ کل موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ امام حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی گازرونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ بابا شیخ فرید الدین گنجشکر مسعود اجودھنی پٹنی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت صابر اصبر قادر اقدر امام العالم والعالمین حضرت خواجہ سید مخدوم علاء الدین علی احمد صابر چشتی کلیری رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت بندگی حضرت سلطان التارکین شمس الاعظم بدرالدین حضرت خواجہ
سید شمس الدین ترک پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت
خواجہ مخدوم شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
بندگی حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق صاحب توشہ ردولوی صابری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی
بحرمت بندگی حضرت شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردولوی صابری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن احمد عبدالحق ردولوی صابری رحمۃ
اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی صابری
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت مخدوم شیخ جلال الدین تھانیسری صابری
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ مولانا عبدالشکور نظام الدین بلخی صابری
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی صابری رحمۃ اللہ
علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ محمد صادق محبوب الٰہی گنگوہی صابری رحمۃ
اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ داؤد گنگوہی صابری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ سوندھا صوفی سفیدونی صابری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت بندگی حضرت مولانا محمد اکرم براسوی صابری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
بندگی حضرت حافظ شیخ محمد شہید پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
بندگی حضرت شاہ محمد ماہ پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی
حضرت شیخ شاہ محمد نظام پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت
افضل الکاملین سند الواصلین مظہر رحمۃ للعالمین شیخ الثقلین محبوب الاعظم
محب الحق خواجہ محمد محمود ابوالرحمۃ بندگی حضرت حافظ شیخ محمد لطافت علی شیخ پوری
صابریؒ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت حافظ قاری محمد صابر علی شاہ رامپوری صابری
حافظیؒ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت مولانا مفتی محمد مشتاق احمد انبہٹوی صابری
حافظیؒ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخی مرشدی والد ماجد مولوی حکیم محمد منعم شاہ
صابری حافظیؒ۔ الٰہی بر بندۂ عاجز مسکین محمد تسلیم صابری حافظی۔

شجرۂ طیبہ سلسلۂ قادریہ حافظیہ مشتاقیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ الٰہی بحرمت
سید السادات خلاصۂ کل موجودات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ
علیہ وسلم۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امیر المومنین علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ
الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ الٰہی بحرمت بندگی
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام موسےٰ کاظم رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت
امام علی موسےٰ رضا رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت امام معروف کرخی رحمۃ
اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی
حضرت خواجہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ ابابکر شبلی
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ ابوالفضل ختلی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
بندگی حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ
ابوالحسن علی المنکاری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ ابوسعید المبارک
المخزومی رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت پیر پیراں امام العالم نہ العالمین غوث
الثقلین سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت بندگی
حضرت ابوالنجیب قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ عمار یاسر
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ نجم الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی
بحرمت بندگی حضرت شیخ مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی

حضرت شیخ رضی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت مولٰنا
شیخ احمد جرجانی قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ
محمد نور الدین کبیر قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ
علاؤ الدولہ قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت مولٰنا شیخ
محمد محمود قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت سید علی ہمدانی قادری
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ ابو اسحاق ختلانی قادری رحمۃ اللہ
علیہ۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ علی نوربخش قادری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ محمد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمت
بندگی حضرت شیخ نوربخش قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ
سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ محمد میر قادری
رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخ محمد یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت بندگی حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت
بندگی حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی
حضرت مولٰنا محمد یعقوب بدخشانی ابدال ہند رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت بندگی
حضرت افضل الکاملین سند الواصلین مظہر رحمۃ للعالمین شیخ الثقلین محبوب
الاعظم محب الحق خواجہ محمد محمود ابوالرحمۃ بندگی حضرت حافظ شیخ محمد لطافت علی

شیخ پوری قادری رح۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت حافظ قاری محمد صابر علی شاہ
رامپوری قادری حافظی رح۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت مولانا مفتی محمد مشتاق احمد
انبہٹوی قادری حافظی رح۔ الٰہی بحرمت بندگی حضرت شیخی مرشدی والدماجد
مولوی حکیم محمد منعم شاہ قادری حافظی رح۔ الٰہی بر بندہ عاجز مسکین محمد تسلیم قادری حافظی

نبیرہ و سجادہ نشین و متولی خانقاہ حافظی شیخپورہ (قدیم سہارنپور)



روضۂ مبارک محبوب الاعظم محب الحق
حضرت مولانا حافظ شیخ **محمد لطافت علی** شاہ شیخپوری قادری صابری نظامی
نقشبندی سہروردی قدس سرہ